القول الصواب

فی مسئلۂ

ایصالِ ثواب

افادات:

علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب

از قلم:

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القولُ الصّواب

فی مسئلۃ

ایصالِ ثواب

از افادات

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

از قلم

خادم مناظر اسلام قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

خطیب جامع غوثیہ قادریہ اسلام پورہ گلہ مہر نور والا گوجرانوالہ

ناشر

شبیر برادرز 40-B اُردو بازار لاہور

نام کتاب .... القول الصواب فی مسئلۃ ثواب
از قلم .... قاری محمد ارشد مسعود شرف چشتی
کمپوزنگ .... نوید گرافکس
صفحات 228
ناشر .... شبیر برادرز B-40 اردو بازار لاہور
قیمت .... 75 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ میلاد مصطفیٰ چوک، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام، گوجرانوالہ

مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف، سرگودھا

مکتبہ غوثیہ بھیرہ شریف سرگودھا

انتساب

مفسر قرآن و مفکر اسلام محسن ملک و ملت و عظیم سیرت نگار

ضیاء الامت جسٹس پیر **محمد کرم شاہ** الازہری نور اللہ مرقدہ

جن کے

فیضان کرم نے کتنے بے مایہ قطروں کو سمندر کی سی وسعت دی اور جن کی ایک ادنیٰ نگاہ التفات نے بے شمار ذروں کو گوہر انمول بنا دیا۔

اور ان کی عظیم یادگار

جامعہ محمدیہ غوثیہ والکلیۃ الغوثیۃ للبنات بھیرہ شریف

اور صاحبزادہ والاشان **پیر محمد امین الحسنات شاہ** مدظلہ العالی

کی خدمت میں جو عصر حاضر میں مسلمانان عالم کیلئے علم و فضل اور رشد و ہدایت کا مینارہ ہیں۔ (قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

تقریظ

محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ العالی بانی جامع اسلامیہ لاہور

اللہ تعالی اپنے بندوں پہ نہایت ہی مہربان اور رحم فرمانے والا ہے اس کی شان رحیمی کے ساتھ شان رحمانی بھی ہے جس میں دوست تو کیا دشمنوں پر بھی کرم نوازی ہے۔ حضرت شیخ سعدی نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

(اے اللہ آپ اپنے دوستوں کو کیسے محروم فرمائیں گے جب کہ آپ کی کرم نوازیاں دشمنوں پر بھی ہیں) یہ اس کی شان کریمی ہی ہے کہ دنیا میں دشمنوں کے لئے نعمتوں کا دستر خوان بچھا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندے ہی کی طرف سے کمیاں اور کوتاہیاں ہیں ورنہ خالق و مالک تو کرم ہی فرماتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

اس بے پایاں اور بے بہا کرم کی بنا پر اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ میں بندے کو معاف کردوں اس لئے اس نے مختلف آسان سے آسان طریقوں کی طرف راہنمائی بھی فرمائی تاکہ بندہ اس طرف آجائے اور میں اسے معاف کروں کسی نے اس بارے خوب کہا

رحمت خدا بہانہ نی جوید

(اللہ تعالی کی رحمت بخشش کے لئے بہانہ تلاش کرتی ہے)

پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کرم کہ کوئی آدمی دوسرے کے لیے عمل کرے مثلاً دعا دے یا صدقہ کرے تو

اس کے ذریعے بھی درجات میں بلندی اور گناہوں سے مغفرت مل جاتی ہے بشرطیکہ آدمی مسلمان ہو ۔ کیونکہ کافر کو یہ چیزیں فائدہ نہیں دے سکتیں ان چیزوں سے فائدہ حاصل تب ہوگا جب آدمی میں ایمان ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں جنازہ کی وجہ سے مغفرت کا تذکرہ موجود ہے حالانکہ یہ میت کا اپنا عمل نہیں بلکہ دوسروں کا عمل ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی تعریف فرمائی جو یوں دعا کرتے ہیں

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان.

اے ہمارے رب ہمیں معاف فرمادے اور ان ہمارے بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

یہ دعا بھی قرآنی ہے۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

ہمارے رب مجھے میرے والدین اور تمام اہل ایمان کو روز قیامت معاف فرمادے۔

تو یہ سراپا اللہ تعالیٰ کا کرم ولطف ہے جو اپنے بندوں پر فرماتا ہے۔ سلطان العلما شیخ عزالدین عبدالسلام اس کے قائل نہ تھے وصال کے بعد خواب میں ملے اور پوچھا تو فرمایا اس معاملہ میں رجوع کرتا ہوں اس جہاں میں آکر پتہ چلا کہ یہ فقط اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔

کچھ اہل بدعت اس کی مخالفت کرنے سے باز نہیں آتے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے محروم رکھنے کی کوشش میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اہلسنت کے علماء کو جزاء عطا فرمائے جو آج بھی صحیح راہ کو اپنائے ہوئے ایصال ثواب کو اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرتے ہیں فاضل نوجوان عزیز قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی کی کاوش بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس میں انہوں نے کتاب وسنت کے نصوص اور علماء متقدمین ومتاخرین کے اقوال کو احسن انداز میں جمع کر دیا ہے تاکہ کوئی بھی اہل بدعت اور رحمت الٰہیہ سے مایوس لوگوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا شکار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو

قبول فرماتے ہوئے امت مسلمہ کیلئے اسے نافع ومفید بنائے اور ہمیں ہمیشہ دین کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد خان قادری

کاروان اسلام

بروز ہفتہ ۲۰۰۱-۵-۱۲

زیر ترتیب

حقیقت مسئلہ نور و بشر

(از قلم قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زیر طبع: (از قلم قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

خطیب العصر پروردہ ضیاء الامت حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری صاحب

الخلق عیال اللہ..... مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس قول کی سچائی میں کوئی شک نہیں ایک کنبے کا سربراہ تو صرف اپنے کنبے کو پالتا ہے اس کی نگرانی کرتا ہے اس کی ہر ممکن خیر خواہی کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کی خیر خواہی فرماتا ہے بلکہ جو بندہ اس کی مخلوق کی خیر خواہی کرتا ہے اللہ اس سے پیار کرتا ہے اور اسے اپنا ولی گردانتا ہے خیر خواہی صرف دنیا تک محدود نہیں بلکہ حقیقی خیر خواہ وہ ہے جو مسلمان بھائی کے مرنے کے بعد اس سے ہمدردی اور نیکی کرے اس لئے پس مرگ مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اس کیلئے دعائے مغفرت کرنا اور اسے اچھے الفاظ سے یاد کرنا علامت ایمان بھی ہے اور مسلمان کا نشان بھی ہے ایصال ثواب خیر خواہی اور بھلائی کے عملی اظہار کا نام ہے۔

اور بندہ مومن کا دوسرے مومن بھائی کیلئے ایثار کا نام ہے۔ جس پر قرآن وحدیث اور پوری امت کا عمل شاہد و عادل ہے سوائے معتزلہ گمراہ فرقہ کے یا جو اس بے دین فرقہ کے پسماندگان ہیں ان کے سوا باقی ساری امت کا ایصال ثواب کے مسئلہ پر اتفاق رہا ہے بدقسمتی سے کفر وطاغوت کے آلہ کار گمراہ فرقوں نے جہاں شیرازہ امت کو بکھیرنے کیلئے بدعقیدگی کے طوفان اٹھائے اور فتنے بپا کیے اور مسلمانوں کے عقائد واعمال کی مقدس ردا کو چھید ڈالا اور ہر عمل میں شک وشبہ کے کانٹے چبھو دیئے ہیں ایصال ثواب کا مسئلہ بھی ان کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں رہا اگرچہ علمائے امت نے فرض خیر خواہی ادا کرتے ہوئے اس مسئلہ کو بھی واضح کرنے کی سعی مشکور فرمائی مگر جس انداز اور سلیقہ سے عزیز مکرم علامہ قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی زید مجدہٗ نے فاضل محتشم حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب کی بھرپور توجہ اور اعانت سے اس مسئلہ پر دلائل وبراہین فراہم کیے ہیں وہ انہیں کا حصہ ہیں اس کتاب میں اہم بات یہ ہے کہ اس میں خارجی معتزلی فرقہ کی باقیات کے اکابرین کی عبارات

سے احقاق حق کیا گیا ہے اور مسئلہ کو واضح کر دیا گیا ہے اگر منکرین میں ذرا بھی دیانت ہوگی تو سر تسلیم خم کیے بناں نہیں رہ سکیں گے ہم مولانا کو اس سنجیدہ اور حسین کوشش پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دوسرے نوجوان علماء بھی ان کی تقلید کریں گے اور میدان تعلیم و تحقیق میں اپنا اپنا فرض ادا کریں گے۔ انشاءاللہ

خان محمد قادری

قراۃ علی القبور (قبروں پر قرآن پڑھنا) پر ایک منفرد کتاب جس کو مناظر اسلام صوفی باصفاء حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی نے نہایت ہی محققانہ انداز میں اپنے قلمِ بے باک سے مرتب کیا جو اس موضوع پر اُردو زبان میں پہلی کتاب ہے۔

القول المنصور فی قراۃ علی القبور

(ازقلم: مناظر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب)

کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین

(مترجم۔ مناظر اسلام علامہ محمد عباس رضوی صاحب)

تقریظ

مترجم لفظی ترجمہ قرآن محقق زمان واعظ شیریں بیان حضرت علامہ مولانا مفتی

پیر محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری صاحب مدظلہ العالی

دنیا سے عالم برزخ میں جانے والے مسلمان کیلئے کون کون سی چیز فائدہ مند اور نفع رساں ہوسکتی ہے یہ وہ موضوع ہے جس پر کتاب وسنت، آثار صحابہ اور علماء سلف وخلف کے اقوال جیسے دلائل و براہین سے کتابیں بھری پڑی ہیں اس سے قبل متعدد علماء کے اس میدان میں اسپ روانی فرمائی اور حق تحقیق ادا فرمادیا زیر نظر کتاب محقق ومناظر اہلسنت علامہ محمد عباس صاحب رضوی کے تلمیذ رشید چمنستان تحریر وتقریر کی نوشگفتہ کلی مولانا قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی صاحب سلمہ کی تحقیقات کا وہ مرتبہ مجموعہ ہے کہ جسکی ترتیب وتدوین اور تبویب میں موصوف کے استاذ گرامی کی زبردست تربیت اور ان کا گہرا فیض نظر آتا ہے بندہ ناچیز کثرت مشاغل ومصروفیات کے باعث عربی عبارات، تراجم اور موصوف کے تبصرہ کو بنظر غائر تو نہیں پڑھ سکا البتہ سرسری نظر بالاستیعاب دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے ماشاء اللہ انداز ترتیب شستہ اور پھر اس موضوع پر تخریج حوالہ جات موصوف کا طرہ امتیاز ہے۔ بلاشبہ مولانا نے اہل تحقیق کو موثر خطوط پر کام کرنے کی ایک خوبصورت انداز میں راہنمائی فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے مولانا کے جذبہ صادقہ محنت وشاقہ کو اپنی جناب میں قبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو گمراہوں کیلئے ہدایت اور عاشقوں کیلئے پختگی ایمان کا ذریعہ بنائے۔

آمین بحرمة طه و يسين

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری گوجرانوالہ ۸ ربیع النور ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

تمام حمد و ثناء کے لائق وہ ذات برحق ہے جس کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جس کا فرمان عام ہے

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا.

مجھے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں (رنجھائی) میں ایک پروگرام پر برادرم جناب قاری محمد عابد صاحب و قاری عبدالستار صاحب کے حکم کے تحت جانے کا اتفاق ہوا جو صرف کسی کے ایصال ثواب کے لیے منعقد کیا گیا تھا پروگرام کے بعد برادرم قاری عابد صاحب نے حکم فرمایا کہ میں اس موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھوں لیکن میں اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی علم سے ہمیشہ خائف رہا مگر چند در چند ان کے اصرار پر آخر ہمت کر کے قدم رکھا اور سمجھ لیا کہ السعی منی و الاتمام من اللہ اور حسن اتفاق کہ میں نے ابھی پچاس صفحات ہی لکھے تھے کہ استاد مکرم مناظر اسلام وارث علوم سید المرسلین عالم باعمل صوفی باصفاء حضرت علامہ محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی کا ایک پروگرام موضع حبیب آباد (پتوکی) اسی موضوع پر تھا کہ آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم فرمایا وہاں آپ نے جو لیکچر دیا اس کے نوٹس آپ نے مجھے عطا فرمائے اور فرمایا کہ میں اس کو ایک کتاب کی شکل دوں کیونکہ میرا پروگرام آخر سو صفحات تک کا تھا اور خوش قسمتی سے دوبارہ محترم جناب پیر سردار احمد صاحب قادری مدظلہ العالی نے اسی موضوع پر اعتراضات کے جوابات اور وما اھل بہ لغیر اللہ پر لیکچر

دینے کی آپ کو دعوت دی تو اس موضوع کی تیاری کے وقت بھی میں آپ کے پاس آکر حاضر رہتا تھا جس کی وجہ سے مزید مواد میسر آیا حقیقت تو یہی ہے کہ میں صرف ایک ترتیب دینے والا ہوں ورنہ یہ کتاب بھی آپ ہی کی طرف سے ہدیہ قارئین ہے۔ باقی میں قارئین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں ایک انسان ہوں اور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو دامن کرم سے اسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ فرمائیں بلکہ بندہ ناچیز کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور اور اگر اس میں کوئی بھلائی پائیں تو وہ خدا کی طرف سے ہے تو اس بھلائی کی وجہ سے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا مجھے ہدایت اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اور خدائے لم یزل عز وجل سے دعا گو ہوں کہ وہ احباب جنہوں نے میری راہبری اور معاونت فرمائی خدا ان کو اجر عظیم عطا فرمائے خصوصاً حضرت علامہ مولانا مفتی پیر محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب' پروفیسر ابرار حسین ساقی صاحب' حضرت علامہ غلام مرتضےٰ ساقی صاحب استاذ الحفاظ' حافظ خضر حیات صاحب اور رانا نعیم اللہ خان صاحب وغیرہم۔

اور خدائے بزرگ و برتر اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ خُلَفَائِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

(پ ۲۷ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۰)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کیلئے اے ہمارے رب بے شک تو رؤف رحیم ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پہلے گزرے ہوئے مسلمان بھائیوں کیلئے دعا کرنا یعنی مغفرت طلب کرنا حکم خالق ارض و سماء ہے اور اس سے فوت شدہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ علماء، فقہاء، محدثین اور آئمہ تفاسیر کا اجماع ہے جیسا کہ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔

اِنَّھَا تَنْتَفِعُ مِنْ سَعْیِ الْاَحْیَاءِ بِاَمْرَیْنِ مُجْمَعٌ عَلَیْھَا بَیْنَ اَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَالتَّفْسِیْرِ۔ (کتاب الروح صفحہ ۲۹۷)

یعنی اس پر فقہاء محدثین اور اہل تفاسیر کا اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں سے دو صورتوں میں نفع پہنچتا ہے

نمبر (۱) مَا تَسَبَّبَ اِلَیْهِ الْمَیِّتُ فِیْ حَیَاتِه.

یعنی وہ صورت جس میں مردہ حالت حیات میں سبب تھا۔

نمبر (۲) دُعَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ لَهٗ وَ اِسْتِغْفَارِهِمْ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ.

دوسری صورت یہ کہ کوئی مسلمانوں میں سے اس کیلئے دعا و استغفار کرے اور صدقہ کرے اور حج کرے۔ (کتاب الروح ایضاً)

اور حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

صدقہ جاریہ علم نافع اور نیک اولاد کی دعا سے فائدہ

حدیث نمبر (۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔ صدقہ جاریہ۔ علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے

(اخرجه المسلم فی الصحیح کتاب الوصیة ۴۱/۱ واحمد فی مسنده ۳۷۲/۲ برقم ۸۸۳۱ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۱۲۳/۲ و ترمذی فی الجامع کتاب الاحکام ۲۵۶/۱ و ابو داؤد فی السنن کتاب الوصایا ۴۲/۲

والبیھقی فی السنن الکبری ۲۷۸/۲ و فی الشعب الایمان ۲۴۷/۲ برقم ۳۴۴۷ و ابو یعلی فی مسندہ ۳۴۳/۱۱ برقم ۶۴۵۷ و بغوی فی شرح السنة ۳۰۰/۱ برقم ۱۳۹ والدولابی فی الکنی والاسماء ۱۹۰/۱ وابن عبدالبرفی جامع البیان العلم و فضلہ ۱۷/۱ و ابن حبان فی الصحیح ۹/۶ برقم ۳۰۰۵ و ابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۹۸ برقم ۳۴۳ والطبرانی فی کتاب الدعاء ۱۳۸۶/۳ . ۱۳۸۹ والاصبھانی فی الترغیب والترھیب ۲۸۰/۱ برقم ۴۴۴ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۲۴۹/۱ برقم ۱۱۱۶ والبخاری فی الادب المفرد ۳۰ برقم ۳۸.

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین عمل ایسے ہیں جو مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اوران پر میت کوثواب ملتا رہتا ہے۔

نمبر(۱) صدقہ جاریہ!

جیسے کوئی مسلمان کسی راستے میں پانی کی سبیل یا نل لگوا کر فوت ہوا جب تک لوگ اس سے پانی حاصل کرتے رہیں گے اس کوثواب ملتا رہیگا اسی طرح کوئی مسجد تعمیر کرا کر چل بسا تو جب تک وہ مسجد قائم رہے گی اور لوگ اس میں نماز وغیرہ پڑھتے رہیں گے اس کو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچتا رہے گا اور اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

نمبر(۲) علم نافع!

یعنی جو لوگوں کو ایسا علم سکھا کر دار فانی کو چھوڑ گیا جس سے ان کو دین میں نفع حاصل ہو یا کوئی ایسی علمی کتاب لکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوا تو جب تک لوگ اس علم یا

کتاب سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔

نمبر (۳) نیک اولاد!

کیونکہ اولاد کی اچھی تربیت میں والدین کا خاصا عمل دخل ہوتا ہے اس لیے جب اولاد نیک کام کرے گی یا اس کے لیے دعا کرے گی تو اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَى الْحَدِيْثِ اِنَّ عَمَلَ الْمَيِّتَ يَنْقَطِعُ بِمُوْتِهٖ وَ يَنْقَطِعُ تَجَدُّدُ الثَّوَابَ لَهٗ اِلَّا فِىْ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ الثَّلٰثَةِ لِكَوْنِهٖ كَانَ سَبَبُهَا فَاِنَّ الْوَلَدَمِنْ كَسْبِهٖ وَ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ الَّذِىْ خَلَّفَهٗ مِنْ تَعْلِيْمٍ اَوْ تَصْنِيْفٍ وَّ كَذٰلِكَ الصَّدَقَةِ الْجَارِيَةَ.

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب مسلمان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور نیا ثواب اس کو حاصل نہیں ہوتا مگر ان تین چیزوں کا کیونکہ میت ان کا سبب ہوتی ہے اولاد تو اس کی کمائی ہے اور اسی طرح وہ علم جس کو پیچھے چھوڑ گیا تعلیم ہو یا تصنیف اور اسی طرح صدقہ جاریہ

(مسلم مع نووی ۴۱/۲)

اور مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

اِنَّ الدُّعَاءَ يَصِلُ ثَوَابُهٗ اِلَى الْمَيِّتِ وَ كَذٰلِكَ الصَّدَقَةِ وَهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهَا.

بے شک دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اسی طرح صدقہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور ان دونوں کے ثواب کے پہنچنے پر اجماع ہے۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ

(السبب الرابع) اَلدَّافِعُ لِلْعِقَابِ. دُعَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْمُؤْمِنِ مِثْلَ صَلَاتِهِمْ عَلٰى جَنَازَتِهِ فَعَنْ عَائِشَةَ وَ انس بْنِ مالكٍ عَنِ النَّبِي ﷺ اِنَّهُ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يُّصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَة" كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِعُوْا فِيْهِ وَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ. رَوَاهُمَا مُسْلِم.

چوتھا سبب: سزا کو دفع کرنے والا مومنین کا مومن کے لیے دعا کرنا اور مثال اس کی ان کی نماز پڑھنا اس کے جنازہ پر۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اور انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان میت پر سو مسلمانوں کی جماعت نماز جنازہ پڑھے اور اللہ تعالی سے اس کی شفاعت کرے تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے[1] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

[1] اخرجه المسلم فی الصحیح ۱/۳۰۸ و نسائی ۱/۲۲۸ و فی السنن الکبری ۱/۶۴۴ و احمد فی مسنده ۶/۴۰ و ابن المنذر فی الاوسط ۵/۳۹۷ والبیهقی فی السنن الکبری ۴/۳۰ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۴/۲۲۹ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۳/۳۲۱ و ابو یعلی فی مسنده ۷/۳۶۴ والحمیدی فی مسنده ۱/۱۰۹ و عبدالرزاق فی المصنف ۳/۵۲۷ والترمذی ۱/۳۰۰ والطیالسی فی مسنده ۲۱۴

و هذا دعاءُ لهُ بعد الْموتِ فلاَ يجُوزُ انْ تحملَ الْمغفرةَ على الْمؤمنِ التقي الَّذِي اجتنبَ الْكبائِرَ كفرتْ عنهُ الصغائِرَ وحدهُ. فانَّ ذالكَ مغفور" لهُ عندَ الْمتنازِعينَ. فعلمَ انَّ هذا الدُّعاءَ منْ اسبابِ الْمغفرةِ للميّتِ.

(السبب الخامس) ما يُعملُ للمَيّتِ منْ اعمالِ البِرِّ كالصَّدقةِ و نحوِها فانَّ هذا ينتفعُ بهِ بنصوصِ السُّنَّةِ الصَّحيحةِ الصَّريحةِ و اتفاقِ الائمةِ و كذالكَ العِتقُ' والْحجُّ بلْ قد ثبتَ عنهُ في الصَّحيحيْنِ انَّهُ قالَ. منْ ماتَ و عليهِ صيام" صامَ عنهُ وليُّهُ و ثبتَ مثلُ ذالكَ في

کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو فوت ہو جائے اور اس کے جنازے کی چالیس ایسے آدمی نماز پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں مگر ان کی شفاعت قبول فرمائی جاتی ہے۔۲۔ ان دونوں کو مسلم نے روایت کیا اور یہ اس کے لیے دعا ہے مرنے کے بعد۔ یہ جائز نہیں کہ اس کو حمل کیا جائے صرف ایسے متقی مومن کے ساتھ جو کبائر سے بچتا ہو اور صرف اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوں پس وہ اس سے بخشا جائے گا دونوں گروہوں کے نزدیک پس معلوم ہوا کہ یہ دعا میت کے مغفرت کے اسباب میں سے ہے۔

پانچواں سبب! میت کے لیے جو نیکی کے اعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ صدقہ وغیرہ

(ح۲ مسلم ۱/۳۰۸ و ابو داؤد ۲/۹۶ و ابن ماجه ۱۰۷ و بغوی فی شرح السنة ۵/۳۸۱ و طبرانی فی الکبیر ۱۱/۳۲۳ و البیهقی فی السنن الکبری ۴/۳۰ و معرفة السنن الآثار ۳/۱۷۴ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۳/۳۲۲.

الصَّحِيحِ مِنْ صَوْمِ النَّذْرِ مِنْ وُجُوْهٍ
أُخْرَى وَلَا يَجُوزُ اَنْ يُعَارِضَ هٰذَا
بِقَوْلِه (وَ اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا
سَعٰى) لِوَجْهَيْنِ (احدهما) اَنَّهُ قَدْ
ثَبَتَ بِالنُّصُوْصِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَ اِجْمَاعِ
سَلَفِ الْاُمَّةِ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يُنْتَفِعُ بِمَا
لَيْسَ مِنْ سَعْيِه كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ وَ
اِسْتِغْفَارِهِمْ لَهُ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى (
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهُ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهِ
وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا) الْآيَةَ وَ
دُعَاءِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَ
اسْتِغْفَارِهِمْ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى. وَ
صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ
وَ قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ (وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَاللّٰهِ وَ صَلَوَاتِ.
الرَّسُوْلِ (وَ قَوْلِهِ عَزَّوَ جَلَّ.
(وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

پس وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے صحیح صریح
سنت کی نصوص اور اتفاق آئمہ کے ساتھ اور
ایسے ہی اس کی طرف سے غلام آزاد کرنا
اور حج کرنا بلکہ صحیحین میں یہ حدیث ثابت
ہے کہ بے شک رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو
مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا
ولی اس کی طرف سے روزے رکھے اور نذر
کے روزے میں صحیح بخاری میں دیگر اسناد
کے ساتھ بھی یہ ثابت ہے اور یہ جائز نہیں
ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول وان لیس
للانسان الا ما سعی سے متعارض ہو
اس کی دو وجوہات ہیں۔
بے شک نصوص متواترہ اور اجماع امت
سے ثابت ہے کہ مومن نفع حاصل کرتا ہے
اس سے جو اس کی اپنی کوشش نہیں ہے جیسا
کہ فرشتوں کی دعا اور اس کے لیے ان کا
استغفار جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور وہ
جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں
اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی

وَالْمُؤْمِنَاتِ) وَ كَدُعَاءِ الْمُصَلِّينَ
لِلْمَيِّتِ، وَلِمَنْ زَارَ قَبْرَهُ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ .
(الثاني) اِنَّ الآيَةَ لَيْسَتْ فِي ظَاهِرِ
هَا اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ لَهُ اِلَّا سَعْيُه وَ هٰذَا
حَقٌّ" فَاِنَّهُ لَايَمْلِكُ وَلَا يَسْتَحِقُّ اِلَّا
سَعْيَ نَفْسِهِ وَ اَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ فَلَا
يَمْلِكُهُ وَلَا يَسْتَحِقُّهُ لٰكِنْ هٰذَا لَا
يَمْنَعُ اَنْ يَنْفَعَهُ اللّٰهُ وَ يَرْحَمَهُ بِهِ. كَمَا
اَنَّهُ دَائِمًا يَرْحَمُ عِبَادَهُ بِاَسْبَابٍ
خَارِجَةٍ عَنْ مَقْدُوْرِهِمْ وَهُوَ سُبْحَانَهُ
بِحِكْمَتِهِ وَرَحْمَتِهِ يَرْحَمُ الْعِبَادَ
بِاَسْبَابٍ يَفْعَلُهَا الْعِبَادُ لِيُثِيبَ
اُولٰئِكَ عَلٰى تِلْكَ الْاَسْبَابِ.
فَيَرْحَمُ الْجَمِيعَ كَمَا فِي الْحَدِيثِ
الصَّحِيحِ عَنْهُ ﷺ اَنَّهُ قَالَ. (مَامِنْ
رَجُلٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِدَعْوَةٍ اِلَّا وَ كَّلَ
اللّٰهُ بِهِ مَلَكًا كُلَّمَا

بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں
اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور
انبیاء اور مومنین کی دعا اور استغفار کرنا اس
کے لیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور ان
کے حق میں دعائے خیر کرو اور اللہ تعالیٰ کا
فرمان اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور
قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ
کریں اسے اللہ تعالیٰ سے نزدیکی اور رسول
اللہ ﷺ سے دعا لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور
اللہ تعالیٰ کا قول اور اے محبوب ﷺ اپنے
خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں
کے گناہوں کی معافی مانگو اور جیسے نماز جنازہ
پڑھنے والوں کی میت کے لیے دعا اور جو
مومن اس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔
دوم: اور بے شک آیت کا ظاہر تو یہی ہے
کہ اس کے لیے اسی کی کوشش ہے اور یہ صحیح
ہے کیونکہ نہ وہ مالک ہے اور نہ ہی مستحق ہے
مگر اپنی کوشش کا اور کسی دوسرے کی کوشش کا

دَعَا لِاَخِیْہِ قَالَ اَلْمَلَکُ اَلْمُوَکَّلُ بِہٖ. آمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ وَ کَمَا ثَبَتَ عَنْہُ ﷺ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّہٗ قَالَ. مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَہٗ قِیْرَاط" وَمَنْ تَبِعَھَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ. اَصْغَرُھُمَا مِثْلُ اُحُدٍ فَھُوَ قَدْ یُرْحَمُ اَلْمُصَلِّیْ عَلَی الْمَیِّتِ بِدُعَائِہٖ لَہٗ وَ یُرْحَمُ الْمَیِّتَ اَیْضًا بِدُعَاءِ ھٰذَا الْحَیِّ لَہٗ. (فتاویٰ ابن تیمیہ ۷/ ۴۹۸ تا ۵۰۰)

وہ مالک نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مستحق ہے لیکن یہ منع نہیں کرتا کہ اللہ اس کو نفع دے یا اس کے ساتھ رحم فرمائے جیسا کہ ہمیشہ وہ اپنے بندوں پر ان کے مقدور سے اسباب خارجیہ کے ساتھ رحم فرماتا ہے ۔اور یہ اس کی حکمت اور رحمت کے ساتھ ہے کہ وہ بندوں پر رحم فرماتا ہے کہ اسباب کے ساتھ جن کو بندے کرتے ہیں ان کو ان اسباب پر ثواب عطا فرماتا ہے پس وہ تمام پر رحم فرماتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص جب اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے پس جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو موکل فرشتہ اس کی دعا پر آمین اور تیرے لیے اسی کی مثل ہو کہتا ہے اور جیسا کہ آپ ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن کرنے تک ساتھ گیا

اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے اور ان
دونوں میں سے چھوٹا قیراط جبل احد کی مثل
ہے پس اس کا میت پر نماز پڑھنا اور اس
کے لیے دعا کرنا اس پر رحم کا سبب ہے اور
میت کے لیے بھی اس زندہ کی دعا کے سبب
رحمت ہوتی ہے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں:

فَاِسْتِثْنَاء هٰذِهِ الثَّلَاث من عَمَلِهٖ يَدُلُّ عَلٰى اِنَّهَا مِنْهُ فَاِنَّهٗ هُوَ الَّذِی تَسَبَّبَ اِلَيهَا. (کتاب الروح ۲۹۸)

پس ان تین عملوں کا استثنا بتا رہا ہے کہ یہ مرنے والے کے ہی عمل ہیں کیونکہ وہی ان کا سبب بنا تھا۔

شوکانی صاحبِ نیل الاوطار لکھتے ہیں

فِيهِ دَلِيل" عَلٰى اَنَّ ثَوَابَ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ لَا يَنقَطِعُ بِا لْمَوتِ قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعنِىَ الْحَدِيثِ اِنَّ عَمَلَ الْمَيِّتِ يَنقَطِعُ بِمَوْتِهٖ وَ يَنقَطِعُ تَجَدُّدَ الثَّوَابِ لَهُ اِلَّا فِى هٰذِهِ الاَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ لِكَونِهٖ كَاسِبَهَا. فَاِنَّ الوَلَدُ مِنْ

اس میں یہ دلیل ہے کہ موت کی وجہ سے ان تینوں عملوں کا ثواب منقطع نہیں ہوتا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بے شک موت کے ساتھ تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور مرنے والے کو کوئی نیا ثواب نہیں ملتا مگر ان تین اشیاء کے کیونکہ وہ ان کا

کَسْبِهٖ وَ کَذَا مَا یَخْلُفُه' مِنَ الْعِلْمِ کَالتَّصْنِیفِ وَ التَّعلِیمِ وَ کَذَا الصَّدَقَةُ اُلْجارِیَةُ وهِیَ الوقُفُ وَفِیه الاَرْشَادُ اِلٰی فَضِیلَةِ الصَّدَقَةِ الْجارِیَةِ والْعِلْمُ الَّذِیْ یَبْقٰی بَعدَ مَوتِ صَاحِبِهٖ وَالتَّزَوُّجُ الَّذِی هُوَ سَبَبُ حَدُوْثِ اُلاَوْ لَادِ .

کرنے والا ہے پس اولاد اس کا کسب ہے اور اسی طرح علم جس کو وہ چھوڑ گیا جیسے تصنیف اور تعلیم اور اسی طرح صدقہ جاریہ جو وقف ہے۔

اور اس ارشاد میں فضیلت ہے صدقہ جاریہ اور اس علم کی جو اس کے مرنے کے بعد باقی رہا اور شادی جو اولاد کے ہونے کا سبب ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ۲۳/۶)

پس معلوم ہوا کہ جو کوئی نیک کام کا سبب ہو تو اس نیک کام کے کرنے والوں کے بدلے میں بھی اس کو نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ فرمان آقا دو جہاں ﷺ ہے۔

حدیث نمبر (2)

عَنْ جرِیْرِ بنْ عَبدِاللّٰه قالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِن بَعدِهٖ مِن غَیرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اسلام میں (نیک طریقہ) اچھا رواج ڈالے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا اور اس کے بعد تمام عمل کرنے والوں کا ثواب بھی اسے ملے گا جو اس نیک کام کو کریں گے ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

(اخرجه المسلم فی الصحیح کتاب الزکوة ۱/۳۲۷ والنسائی فی المجتبی ۱۹۱ و ابن ماجه فی السنن ۱۸ و احمد فی مسنده ۴/۲۲ ۳۵۷ برقم ۱۹۳۶۹ وا لحمیدی فی مسنده ۲/۳۵۳ برقم ۸۰۵ و الطبرانی فی الکبیر ۲/۳۱۵، ۳۲۹ برقم ۲۳۱۳، ۲۳۷۲، ۲۳۷۴ و عبدالرزاق فی المصنف ۱۱/۲۶۶ برقم ۲۱۰۲۴ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۳/۱۰۹ والبیهقی فی شعب الایمان ۵/۱۷ و فی السنن الکبری ۴/۱۷۵ والترمذی فی الجامع کتاب العلم ۲/۹۲ والطیالسی فی مسنده ۹۳ برقم ۶۷۰ والبغوی فی شرح السنة ۶/۱۲۰ برقم ۱۶۷۱ و ابن حبان فی الصحیح ۲/۱۳۰ برقم ۳۲۹۷ و ابن عبدالبر فی التمهید ۲۴/۳۲۷.

تو معلوم ہوا کہ اچھی تربیت سے جو اولاد پروان چڑھے گی اور نیک کام کرے گی تو اس کے والدین کو بھی اچھی تربیت کرنے کے بدلہ میں ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر (۳)

عَنْ ابي هُرَيرةَ قالَ. قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وحَسَنَاتِهِ بَعدَ مَوتِهِ عِلماً عَلَّمَهُ و نَشَرَهُ اَووَلَدًا صٰلِحًا تَرَكَهُ اَو مُصحفًا وَرَّثَهُ اَو مسجدًا بَنَاهُ اَو بيتًا لِابْنِ سَبيلٍ بَناهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی وفات کے بعد جن اعمال صالحہ اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں! وہ علم جو اس نے سیکھا اور اس کو عام کیا یا اولاد صالح جو چھوڑ گیا یا میراث میں قرآن مجید

اَوْ نَهرًا اَكْرَاه' اَوْ صَدَقَةً اَخْرَاجَهَا مِنْ مَالِه فِي صِحَّتِه وَ حَيَاتِه تَلْحَقُه' مِنْ بَعْدِ مَوْتِه.

(اخرجه ابن ماجه في السنن ٢٢ و ابن خزيمه في الصحيح ١٢١/٤ والاصبهاني في الترغيب و الترهيب ١٩٦/١)

چھوڑ گیا یا مسجد بنا گیا یا مسافر خانہ بنا گیا یا نہر جاری کر گیا یا صدقہ وخیرات جو اس نے اپنی زندگی اور حالت صحت میں کیا تو اس کو مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب پہنچتا رہے گا۔

دعا سے میت کو فائدہ پہنچنا قرآن واحادیث کی روشنی میں

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (پ ۲۷ سورہ حشر آیت ۱۰)

اور وہ جو انکے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں

فَاَثْنَى اللّٰهُ سُبْحَانَه' عَلَيْهِمْ بِاسْتِغْفَارِ هِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ قَبْلِهِمْ. فَدَلَّ عَلٰى اِنْتِفَاعِهِمْ بِاسْتِغْفَارِ الْاَحْيَاءِ.

(كتاب الروح ٢٩٩)

یعنی اللہ سبحانہ نے پہلے مومنوں کے حق میں دعائیں مانگنے والوں کی تعریف کی پس معلوم ہوا کہ مردوں کو زندوں کی دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۴)

عَنْ ابی ھُرَیْرَۃ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْ لَہُ الدُّعَاء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔

(اخرجہ ابو داؤد فی السنن کتاب الجنائز ۲ / ۴۵۶ وابن ماجہ فی السنن باب الجنائز ۱۰۹ و ابن حبان فی الصحیح ۶ / ۱۳ برقم ۳۰۶۵ والبیھقی فی السنن الکبری ۴ / ۴۰ والفاسی فی کتاب الاحکام ۴ / ۲۳۹ ۵ ۵۰)

حدیث نمبر (۵)

عَنْ عُثْمان بْن عفَّان قَالَ. کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فرَغ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْ الاخِیْکُمْ وَ اسْئَلُوْا لَہٗ بِالتَّثْبِیْتِ فَاِنَّہٗ الْاٰنَ یُسْئَال.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میت کے دفن سے جب فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو اس لیے کہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے۔

(اخرجہ ابو داؤد فی السنن کتاب الجنائز ۲ / ۴۵۹ و حاکم فی المستدرک ۱ / ۳۷۰ و بغوی فی شرح السنۃ ۵ / ۴۱۸ وابن السنی فی عمل الیوم والیلۃ ۱۹۶ والمتقی الھندی فی کنز العمال ۱۵ / ۵۵۷ برقم ۴۲۱۲۰، ۱۵ / ۱۰۶ برقم ۴۲۳۸۸ و احمد فی الذھد ۱۲۰)

حدیث نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اسکی نماز جنازہ اور بعد میں تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ خلوص سے اس کی بخشش کے لیے دعا کریں کیونکہ انکی دعا اس کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اسی لیے اسلام میں نماز جنازہ کو رکھا گیا کہ لوگ اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کریں۔

حدیث نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد قبر پر دعا مانگنا بھی سنت ہے اور میت کی ثابت قدمی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ مگر بعض لوگ جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی بدعت کہتے ہیں اور یہ ہی لوگ ایصال ثواب کے بھی قائل نہیں ہیں حالانکہ اس حدیث سے دونوں چیزوں یعنی دعا بعد از نماز جنازہ اور ایصال ثواب یعنی زندوں سے مردوں کو فائدہ پہنچنا ثابت ہو رہا ہے۔

دعا میت کے لئے بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔

حدیث نمبر (۲)

عنْ ابی هُریْرة قال. قال رسُوْل اللّٰه ﷺ اِنّ اللّٰه لیرْفعُ الدّرجة لِلْعبْدِالصّالِحِ فِی الْجنّةِ فیقُوْلُ یا ربّ انّی لِیْ هٰذِهٖ فیقُوْلُ باستغفار ولدک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں کسی نیک آدمی کے درجات بلند کرتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرا درجہ کیسے بلند ہوا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کی ہے۔

(اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۳۰ برقم ۳۶ و ابن ماجه فی السنن کتاب الادب ۳۶۸ و احمد فی مسنده ۲/۵۰۹ برقم ۱۰۶۱۸ والطبرانی فی الاوسط ۵/۳۴۹ و فی کتاب الدعاء ۳/۱۳۸۶ برقم ۱۲۴۹ والبغوی فی شرح السنة ۵/۱۹۷

برقم ١٣٩٦ والبیهقی فی السنن الکبری ٧/٧٩ و بزار فی مسنده ٤/٤٠ برقم ٣١٢١ والاصبهانی فی الترغیب والترهیب ١/٢٧٨ برقم ٤٣٨)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی خوش قسمت ایسی اولاد چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو جو اس کے بعد اس کے لئے استغفار کرے تو اس کو قبر میں بھی راحت نصیب ہوتی ہے اور جنت میں بھی اس کے درجات کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نیک اولاد کی دعا سے نیک مسلمان کے درجات بلند ہوتے ہیں تو گنہگار کے گناہ بھی معاف کیے جاتے ہونگے اور اس کے عذاب میں بھی تخفیف کی جاتی ہوگی لہذا وہ لوگ بہت خوش قسمت ہوتے ہیں جن کے مرنے کے بعد ان کی اولاد یا کوئی عزیز مسلمان ان کے لیے دعا کرے کیونکہ مرنے کے بعد جب مسلمان کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کو قبر میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے وہ دعا ہے کہ مردہ انتظار کرتا ہے کہ کوئی میرے لیے استغفار کرے میرے لئے دعا مانگے جس سے مجھے نفع حاصل ہو جیسا کہ فرمان محبوب رب العالمین ﷺ ہے!

قبر میں میت دعا کی منتظر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (٧)

عَنْ عَبْدُاللّٰه بن عَبَّاس رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰی عنهما قال. قال رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ما الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كالْغَرِيْقِ الْمتغوث يَنْتَظِرُ دَعْوَةً لحقه مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍ اَوْ اخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْه'

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت قبر میں اس حالت میں ہوتی ہے جس طرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی۔ اسے انتظار ہوتا ہے کہ اسے کوئی دعا

كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اهلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ هٰدِيَةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ

(اخرجه البيهقي في شعب الايمان ۲۰۳/۶ برقم ۷۹۰۵ والديلمي في فردوس الاخبار ۳۹۱/۴ برقم ۶۶۶۴ و مشکوۃ ۲۰۶ و مظھری زیر آیت و ان لیس للانسان و عزیزی زیر آیت والقمر اذالتسق.)

پہنچے ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے تو جب اس کو دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ دعا اسے دنیا و مافیہا سے محبوب ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے اور بے شک اہل قبور کے لئے زندوں کا ہدیہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی مردہ جس چیز کا انتظار کرتا ہے وہ یہ کہ اس کی مغفرت طلب کی جائے اس کے لیے دعا کی جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دعا بعد از جنازہ و دفن ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں فی القبر کے لفظ ہیں یعنی قبر میں وہ ایسی حالت میں ہوتا ہے جس طرح کوئی آدمی پانی میں ڈوبتا ہے اور اس کو ہر تنکے سے سہارے کی امید ہوتی ہے اس طرح وہ مردہ بھی قبر میں دعا کا منتظر ہوتا ہے کہ مجھے کسی عزیز کی طرف سے تحفہ مل جائے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دفن کے بعد تین دن وغیرہ تک مردے کے اہل خانہ جو پھوڑی پر بیٹھتے ہیں اور عزیز و اقارب آ کر تعزیت کرتے اور مرنے والے کے لیے دعا کرتے ہیں یہ بھی اس کو فائدہ دیتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی دعا مردہ کو اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بھی عزیز ہوتی ہے اور اللہ

تعالیٰ بھی اس کو قبول فرما کر اپنی رحمت وفضل سے اتنا وسیع کرتا ہے کہ اس کا ثواب مردہ کو پہاڑوں کے برابر عطا فرماتا ہے۔

لہذا ہم کو بھی چاہیے کہ جب بھی نماز وغیرہ عبادات کریں تو اپنے عزیز و اقارب اور تمام مومنین کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے رہیں تاکہ ان کو فائدہ حاصل ہو کیونکہ مردہ اس طرح دعا کا محتاج ہوتا ہے جیسے زندہ کھانے پینے کا

زندوں کے کھانے پینے کی طرح مردہ دعا کا محتاج ہوتا ہے

حدیث نمبر (۸)

عَنْ سُفْیَانُ بِنُ عَیینہ قَالَ. کَانَ یِقَالُ الاَمْوَاتُ اَحوَجُ اِلَی الدُّعَاءِ مِنَ اْلاَحْیَاءِ اِلَی الطَّعَامُ.

(اخرجه ابن رجب حنبلی فی اهوال القبور و احوال اهلها الی النشور ۱۳۲)

اور صاحب تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ابن ابی الدنیاء کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں اضافہ ہے اور وہ یہ ہے

وابن ابی الدنیا از سفیان روایت کردہ کہ چنانچہ زندگان بسوی طعام و آب محتاج اند مردگان بسوی دعا ازین محتاج تر اند (تزکرۃ الموتی والقبور ۴۷)

یعنی ابن ابی الدنیاء نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ جس طرح زندہ لوگ کھانے اور پینے کے محتاج ہیں مردے دعا کے اس سے زیادہ محتاج ہیں۔

تعزیت کے دنوں میں بیٹھنا (پھوڑی) کا ثبوت اور مردہ کے لئے استغفار

حدیث نمبر (۹)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ

قَالَ فَلَبِثُو ابِذَالِكَ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوْس " فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْ الِمَاعِزِبْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُو غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ.

(اخرجه مسلم فى الصحيح كتاب الحدود ۲/ ۲۸ والنسائى فى السنن الكبرى ۴/ ۲۷۶ والطحاوى فى مشكل الآثار ۱/ ۳۸۳ برقم ۴۳۷

کہ ہم ماعز بن مالک کی تعزیت پر دو یا تین دن تک بیٹھے رہے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے سلام فرمایا پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ ماعز بن مالک کے لیے بخشش کی دعا کرو۔ وہ کہتے ہیں پھر انہوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی بخشش فرما۔

صحابہ کا بعد از نماز جنازہ دعا کرنا

حدیث نمبر (۱۰) حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شمولیت سے رہ گئے تو جب وہاں پہنچے تو فرمایا!

اِنَّ سَبَقْتُمُوْنِى بِاالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَلَا تَسْبِقُوْنِى بِا الدُّعَآءِ لَهٗ

(مبسوط ۲/ ۶۷)

یعنی اگر تم نے اس پر مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے تو دعا میں مجھ سے پہل نہ کرو اور میرے ساتھ اس کے لیے دعا کرو۔

بحکم خدا نبی اکرم ﷺ کا اہل بقیع کے لیے دعا کرنا۔

حدیث نمبر (۱۱)

عَنْ عَلْقَمَة بِنْ اَبِی عَلْقَمَة عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَة زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ تَقُوْلُ. قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَلَبِسَ ثِیَابَهٗ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ. فَاَمَرْتُ جَارِیَتِیْ بَرِیْدَةَ تَتْبَعُهٗ فَتَبِعَتْهُ حَتّٰی جَآءَ الْبَقِیْعَ فَوَقَفَ فِیْ اَدْنَاهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِیْدَةُ" فَاَخْبَرَتْنِیْ فَلَمْ اَذْکُرْ لَهٗ شَیْئاً حَتّٰی اَصْبَحَ ثُمَّ ذَکَرْتُ ذَالِکَ لَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ بُعِثْتُ اِلٰی اَهْلِ الْبَقِیْعِ لِاُصَلِّیَ عَلَیْهِمْ.

(اخرجہ المالک فی الموطا کتاب الجنائز باب جامع الجنائز و حاکم فی المستدرک ۱/ ۴۸۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے کپڑے پہنے اور باہر تشریف لے گئے آپ فرماتی ہیں میں نے اپنی لونڈی بریدہ سے کہا کہ آپ ﷺ کے پیچھے جا تو وہ پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ ﷺ بقیع جا پہنچے پس اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر خدا نے چاہا کھڑے رہے پھر واپس لوٹے تو بریدہ نے آپ سے پہلے آ کر مجھے بتا دیا۔ میں نے آپ سے کوئی ذکر نہ کیا یہانتک کہ صبح ہو گئی پھر آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ اہل بقیع کے لیے دعا کروں۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

فقال اِنَّ ربّک یَاْمُرُکَ اَنْ تَاْتِیَ اَهْلَ الْبَقِیْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ.

(مسلم کتاب الجنائز ۱/ ۳۱۴)

یعنی جبریل نے عرض کی بے شک آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اہل بقیع کے ہاں آ کر ان کے لیے استغفار کریں

اور مسند اسحاق بن راہویہ کی روایت میں ہے

اِنِّي اُمِرْتُ اَنْ اَدْعُوْلَهُمْ . یعنی مجھے حکم ملا کہ ان کے لیے دعا کروں

(مسند اسحاق بن راهويه ۲/۵۳۳ برقم ۵۷۲)

دعا سے صالحین کو یہ نفع پہنچتا ہے کہ ان کے درجات بلند کیے جاتے ہیں اور گناہگاروں کو یہ کہ ان کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں خصوصاً اولاد کی دعا سے والدین کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

حدیث نمبر (۱۲)

عَنْ يَحيٰى بِنْ سَعِيْد اَنَّ سَعِيْدِ بن الْمُسَيب. كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهٖ مِنْ بعدِهٖ. وقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَآءِ فَرَفَعَهُمَا.

(اخرجه المالک فی الموطا کتاب القران باب العمل فی الدعاء و قرطبی فی تفسیره ۵/۷۴)

یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ بے شک سعید بن میّب کہتے تھے کہ بے شک مرنے کے بعد آدمی کا درجہ اس کی اولاد کی دعا سے بلند کر دیا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا! بلا شبہ اولاد کی دعا والدین کے حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

اولاد کی دعا والدین کے لیے اجابت والی دعا ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۱۳)

عَنْ وَاثلة رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰى عَنْهُ اربعة" دعوتهم مُستَجابة" الامامُ العادلُ والرَّجُلُ يدْعُوْ لاخيهِ بظهرِ

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چار آدمیوں کی دعا مستجاب ہے۔ امام عادل اور وہ آدمی جو اپنے بھائی

اَلْغَیْبِ وَ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَ رَجُل" یَدْعُوْ لِوَالِدَیْہِ .

(کنزالعمال ۲/۹۷ برقم ۳۳۰۵

کے لیےاس کی غیر موجودگی میں دعا کرے اور مظلوم کی دعا اور وہ آدمی جو اپنے والدین کے لیے دعا کرے۔

حدیث نمبر (۱۴)

عَنْ عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَعْوَتَانِ لَیْسَ بَیْنَھُمَا وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَاب" دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَ دَعْوَۃُ الْمَرْءِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ .

طبرانی فی الکبیر ۱۱/۹۸ برقم ۱۱۲۳۲

کنزالعمال ۲/۹۹ برقم ۳۳۱۷ و ۱۰۷ برقم ۳۳۶۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ (کی بارگاہ) کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے مظلوم کی دعا اور اس آدمی کی دعا جو اپنے بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرے۔

حدیث نمبر ۱۳ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا چار قسم کے لوگوں کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ حدیث نمبر ۱۴ سے معلوم ہوا کہ مظلوم اور اس آدمی کی دعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں کرے بغیر کسی پردے کے بارگاہ رب العالمین میں پہنچتی ہے اسی لیے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بھائیوں کے لیے ان کی مغفرت کی دعائیں کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

حکم نبوی ﷺ نجاشی کیلیے دعا کرو بعد از وفات

حدیث نمبر (۱۵)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَسْتَغْفِرُوْ لَهُ

(احمد فی مسندہ ۲/۲۴۱ برقم ۷۱۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے مغفرت طلب کرو۔

وَ فِی رَوَایَةٍ ! فِی اَلْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُو اللّٰهَ لِاَخِیْکُمْ.

(نسائی فی المجتبی ۲۷۲ و ابن حبان فی الصحیح ۲/۴۰)

یعنی جس روز نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو۔

صحابہ کا قبل از جنازہ دعا فرمانا

حدیث نمبر (۱۶)

عَنْ اَبِی مُلَیْکَةَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنِ عَبَّاس یَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرِ بن الْخطاب عَلَی سَرِیْرِهٖ فَتَکَفَّنَهُ النَّاسُ یَدْعُوْنَ وَ یَثْنُوْنَ وَ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ قَبْلَ اَنْ یَرْفَعَ وَ اَنَا فِیْهِمْ.

(مسلم فی الصحیح ۲/۲۷۴ واحمد فی مسندہ ۱/۱۴)

ابن ابی ملکیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس کو فرماتے سنا کہ جب حضرت عمر بن خطاب کو چارپائی پر رکھا گیا تو لوگ آپ کو کفن دے رہے تھے اور دعا کر رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے اور صلوۃ پڑھ رہے تھے قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے اور میں بھی ان میں تھا۔

مومنین کی دعا کی وجہ سے گناہوں کا ختم ہونا۔

حدیث نمبر (۱۷)

عَنْ انس قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اُمَّتِی اُمَّۃٌ مَرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَ تَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لاَ ذُنُوْبَھَا عَلَیْھَا تُمَحَّصُ عَنْھَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت امت مرحومہ ہے کہ اپنی قبروں میں گناہوں کی ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو بے گناہ ہوگی مومنین کے دعاؤں کی وجہ سے (یعنی استغفار)

(اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ۲/ ۲۹۰ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۱/ ۴۹۸ برقم ۲۲۹ والسیوطی فی شرح الصدور ۲۹۷ و صاحب مظھری فی تفسیرہ زیر آیت وان لیس للانسان.)

اس حدیث مبارکہ اور گذشتہ احادیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان مردہ کو مسلمان زندوں کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ بھی مومنین کے لیے دعائیں مانگتے رہے اور صحابہ کرام بھی اپنے بھائیوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے

اور خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ نے حکم بھی فرمایا اور تمام امت مسلمہ آج تک اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعائے مغفرت کرتی آرہی ہے جس سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ ابن قیم الجوزیہ نے لکھا ہے کہ

وَ دُعَاءُ النَّبِیِّ ﷺ لِلاَمواتِ فِعلاً وَ تَعلِیماً و دُعَاءُ الصَّحابۃِ والتَّابِعِینَ وَالمُسلِمِینَ عَصراً بعد عَصرٍ اَکثرُ مِنْ اَنْ یُذْکَرَو اَشھَرَ مِنْ اَنْ یُنکَر۔

(کتاب الروح ۳۰۲)

اور نبی اکرم ﷺ نے مردوں کے لیے خود بھی دعائیں مانگیں اور لوگوں کو بھی سکھائیں اور صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ہر زمانہ میں مسلمان مردوں کے لیے دعائیں مانگتے چلے آئے ہیں اور یہ اتنا زیادہ ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور اتنا مشہور ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مردوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنا حکم خدا اور حکم رسول ﷺ اور سنت انبیا سابقہ بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

فوت شدہ والدین کے لیے دعا کرنا واجب اور دعا کرنا مومنین کے لیے سنت نوح علیہ السلام بھی ہے۔

آیت!

رَبِّ اغْفِرْلِی وَالِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(پارہ ۲۹ سورہ نوح آیت ۲۸)

میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔

اس آیت کے تحت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

رب اغفرلی! اے پروردگار میرے مجھ کو بخش دے جو کچھ تیری مرضی کے

خلاف مجھ سے ہوا اور میرے حق میں وہ گناہ کا حکم رکھتا ہو۔ جیسے ترک اولی اور اجتہاد میں خطا اور چوک۔ **والوالدی!** اور بخش دے میرے ماں باپ کو اگر چہ وہ مر گئے تھے لیکن والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد پر واجب ہے کہ ان کی مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے مقدور بھر ان کے واسطے صدقے بھی دیے جائیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام ملک بن متوشلخ تھا اور آپ کی ماں کا نام شمخا تھا انوش کی بیٹی لیکن وہ انوش نہیں ہیں جو آپ کے آباؤ اجداد میں ہیں بلکہ یہ دوسرے شخص ہیں

اور عطا نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے آباؤ اجداد میں حضرت آدم تک کوئی کافر نہ تھا سب مسلمان موحد تھے اور آپ کی والدہ بھی مسلمان تھیں۔

ولمن دخل بیتی مومناً! اور بخش دے اس کو جو داخل ہوا میری کشتی میں جو میرا چلتا گھر ہے لیکن وہ مسلمان ہو اس لیے کہ آپ کی کشتی میں ابلیس بھی تھا اور وہ بخشش کا مستحق نہ تھا اور مسلمانوں کی بخشش اس واسطے طلب کی کہ ایسا نہ ہو کہ ان کی برائیوں اور گناہوں کی شامت سے کشتی ڈوب جائے تو بے گناہ بھی ڈوب جائیں اس لیے کہ دنیا کے عام عذابوں میں جو آزمائش اور جانچ کے لیے آتے ہیں ان میں کافر اور مسلمان کا فرق اور امتیاز نہیں ہوتا اس لیے کہ جو بلا کسی قوم پر آتی ہے تو اسمیں ان کے بچے اور دیوانے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں بلکہ جانوروں کی بھی خرابی ہوتی ہے۔ **وللمومنین والمومنات!** اور بخش دے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو قیامت تک جو ہوتے رہیں تا کہ ان کی اولاد کے گناہ جو آگے پیدا ہو کر کریں گے ان لوگوں میں انکے باپ ہیں تاثیر نہ کریں اور کشتی ڈوب نہ جائے (عزیزی)

والدین اور مومنین کے لیے دعا کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی سنت ہے

آیت ! رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَالِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ .

(پارہ ۱۳ سورہ ابراهیم آیت ۴۱)

اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو

جس دن حساب قائم ہوگا۔

فرشتے بھی مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

آیت!

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ.

(پارہ ۲۵ سورہ شوری آیت ۵)

اور فرشتے تسبیح کرتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور استغفار کرتے ہیں اہل زمین کے لیے.

قرآن مجید میں سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۵۱ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے اور سورہ یوسف میں (۹۲)۔۹۷۔۹۸ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر ہے اور سورہ مومن ۷۔۸ میں حاملین عرش کی اہل ایمان کے لئے دعاؤں کا ذکر ہے۔

قرآن واحادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا مومنین کے لیے حکم خدا' سنت انبیاء' سنت ملائکہ ہے اور جس کے لیے دعا کی جائے اسے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔

وَ مَعْلُومٌ' اَنَّ هٰذَا بِاُمُورِ الدِّيْنِ اَوْلٰی مِنْہُ بِاُمُورِ الدُّنْیَا. فَدُخُولُ الْمُسلِمِ مَعَ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِیْنَ فِی عَقْدِ الْاِسْلَامِ مِنْ اَعْظَمِ الْاَسْبَابِ فِی وُصُولِ نَفْعِ کُلٍّ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی صَاحِبِہٖ فِی حَیَاتِہٖ وَ بَعْدَ مَمَاتِہٖ وَدَعْوَةُ الْمُسْلِمِیْنَ تُحِیْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. وَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ وَمَنْ حَوْلَهٗ اَنَّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ يَدْعُوْنَ لَهُمْ. وَ اَخْبَرَ عَنْ دُعَاءِ رُسُلِهٖ وَ اسْتِغْفَارِهِمْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ كَنُوْحٍ وَ ابراهیم و مُحَمَّدٍ ﷺ اجمعین.

فا العبد بایمانہ قد تسبب الی وُصول ھذا الدعاء الیہ فکانَّہ من سعیہ و یوضحہ' اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ جعل الایمان سببا لِانتفاعِ صاحبہٖ بدعاء اخوانہ من الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سَعْیِھِمْ فا ذا اتی بہ فقد سعی

اور یہ تو ظاہر ہے کہ دینی معاملات میں بہ نسبت دنیوی معاملات کے اجتماعی طاقت کی زیادہ ضرورت ہے تو اسلام کی لڑی میں منسلک ہونا باہمی انتفاع کا دنیوی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی سب سے بڑا سبب ہے اور مردوں کو ثواب پہنچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اور تحقیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عرش اٹھانے والے فرشتوں اور اردگرد کے فرشتوں کی طرف سے خبر دی ہے کہ وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں اور خبر دی ہے کہ اس کے رسول جیسے نوح' ابراہیم اور محمد ﷺ بھی مومنین کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

پس انسان اپنے ایمان کی وجہ سے ان کی نیک دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کا سبب بن گیا اور یہ سب اس کے مساعی میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دعاؤں اور عملوں سے فائدہ اٹھانے کیلئے

فِی السَّبَبِ الَّذِی یُوْصِلُ اِلَیہِ. وَقَدْ دَلَّ عَلٰی ذَالِکَ قَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ لِعَمْرٍو بن الْعَاص. اِنَّ اَبَاکَ لَوْ کَانَ اَقَرَّ بِا التَّوْحِیدِ نَفَعَہُ' ذَالِکَ یَعْنِی اَلْعِتْقُ الَّذِیْ فُعِلَ عَنْہُ بَعْدَ مَوْتِہٖ. فَلَوْ اَتٰی بِا اَلسَّبَبِ لَکَانَ قَدْ سَعٰی فِی عَمَلٍ یُوْصِلُ اِلَیْہِ ثَوَابَ الْعِتْقِ وَ ھٰذِہٖ طَرِیْقَۃٌ" لَطِیْفَۃٌ" حَسَنَۃٌ" جِدًّا. وَقَالَتْ طَائِفَۃٌ" اُخْرٰی اَلْقُرْآنُ لَمْ یَنْفِ اِنْتِفَاعَ الرَّجُلِ بِسَعْیِ غَیْرِہٖ وَ اِنَّمَا نَفٰی مِلْکَہٗ لِغَیْرِ سَعْیِہٖ وَ بَیْنَ اَلْاَمْرَیْنِ مِنَ الْفَرْقِ مَالَا یَخْفٰی. فَاَخْبَرَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اِنَّہٗ لَا یَمْلِکُ اِلَّا سَعْیَہٗ وَاَمَّا سَعْیُ غَیْرِہٖ فَھُوَ مُلْکٌ لِسَاعِیْہٖ. فَاِنْ شَآءَ اَنْ یَّبْذُلَہٗ لِغَیْرِہٖ وَ اِنْ شَآءَ اَنْ یَّبْقِیَہٗ' لِنَفْسِہٖ وَھُوَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی لَمْ یَقُلْ لَا یَنْتَفِعُ اِلَّا بِمَا سَعٰی وَکَانَ شَیْخُنَا یَخْتَارُ ھٰذِہِ الطَّرِیْقَۃَ وَ یُرَجِّحُھَا.

ایمان کو ارباب ایمان کے لیے سبب بنا دیا ہے۔ پس جب کوئی ایمان لے آیا تو اس نے وہ سبب کما لیا جس کی وجہ سے وہ اپنے بھائیوں کے عملوں اور دعاؤں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور بے شک اس پر دلیل نبی اکرم ﷺ کا قول جو عمرو بن عاص سے فرمایا تھا کہ اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کر لیتا تو اسے تمہارے عمل کا نفع پہنچتا یعنی اس کے مرنے کے بعد تم نے اس کی طرف سے جو غلام آزاد کیے ہیں اسے اس نیکی کا ثواب مل جاتا اور یہ بہت ہی عمدہ اور اچھا طریقہ ہے۔ اور کہا یا یہ مطلب ہے کہ قرآن نے دوسروں کے عملوں سے فائدہ پہنچنے کی نفی نہیں کی بلکہ غیر کے عملوں سے ملکیت کی نفی کی ہے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے وہ مخفی نہیں ہیں پس حق سبحانہ نے خبر دی کہ نہیں مالک وہ مگر اپنی مساعی کا اور جو سعی غیر کی ہے اس کا مالک غیر ہے پھر اگر وہ چاہیں تو دوسرے کو دے دیں اور نہ

کتاب الروح ۳۱۹/۳۲۰ — چاہیں تو اپنے لیے ہی محفوظ رکھیں اور اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ اپنی کوشش کے علاوہ فائدہ نہیں پہنچتا

ابن قیم کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) نے یہی معنی پسند فرمائے اور انہیں کو ترجیح دی ہے۔

مردوں کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا اور نفع دیتا ہے۔

حدیث نمبر (۱۸)

عَنْ عائِشَة اَنَّ رَجُلاً قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اُمِّی اُفْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَاَظُنُّهَا لو تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ افَا تَصَدَّق عَنْهَا قال نعم تَصَدَّق عنْها.

اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا ۲۸۶/۱ و مسلم ۴۱/۲ و ابن حبان فی الصحیح ۱۴۶/۶ برقم ۳۳۴۲ و بیهقی فی السنن الکبری ۲۷۷/۶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اگر انہیں بولنے کا موقع ملتا تو صدقہ دیتی کیا میں ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کر سکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کی طرف سے صدقہ کرو اور مسلم کی روایت میں! افلها اجر کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا کے لفظ ہیں۔

اجماع امت

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ وَ اسْتِحْبَابُهَا وَ اَنَّ ثَوَابَهَا یَصِلُهٗ وَ یَنْفَعُهٗ وَ یَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ اَیْضًا وَ هٰذَا کُلُّهٗ اَجْمَعَ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ (مسلم مع نووی ۲، ۴۱)

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ جائز اور مستحب ہونے کا جواز موجود ہے اور صدقہ کا ثواب اور نفع میت اور صدقہ کرنے والے دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور یہ ایسے امور ہیں کہ ان پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں

وَالَّذِیْ یُبْطِلُهٗ اِجْمَاعُ الْاُمَّةِ عَلٰی اِنْتِفَاعِهٖ بِاَدَاءِ دَیْنِهٖ وَمَا عَلَیْهِ مِنَ الْحُقُوْقِ وَ اِبْرَاءِ الْمُسْتَحِقِّ لِذِمَّتِهٖ وَالصَّدَقَةِ وَالْحَجِّ عَنْهُ بِالنَّصِّ الَّذِیْ لَا سَبِیْلَ اِلٰی رَدِّهٖ وَ دَفْعِهٖ وَ کَذَالِکَ الصَّوْمِ (کتاب الروح ۳۲۱)

یعنی اور نص و اجماع سے ثابت ہے کہ اگر مردے کا قرض ادا کر دیا جائے یا اس کی طرف سے حقوق واجبہ ادا کر دیے جائیں اور صدقہ کر دیا جائے اور حج کر لیا جائے تو ان عملوں سے اسے فائدہ پہنچے گا اس نص و اجماع کو ہٹانے کی کوئی صورت ہی نہیں اور اسی طرح روزہ۔

ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الدمشقی الشافعی لکھتے ہیں کہ

وَ اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ وَالدُّعَاءَ وَالصَّدَقَةَ وَالْحَجَّ وَالْعِتْقَ

یعنی اور اس پر اجماع ہے کہ استغفار اور دعا اور صدقہ اور حج اور غلام آزاد کرنا میت کو

تَنفَعُ المَیِّتُ وَ یَصِلُ اِلَیهِ ثَوَابُه، وَقِرَاءَةُ القُرآنِ عِندَ القَبرِ مُستَحَبَّة

نفع دیتا ہے اور اس کو اس کا ثواب ملتا ہے اور قبر پر تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔

(رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ ۴۷)

حدیث نمبر (۱۹)

عَن اَبِی هُرَیرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اَبِی مَاتَ وَتَرَکَ مَالاً وَلَم یُوصِ فَهَل یُکَفِّرُ عَنهُ اِن اَتَصَدَّقَ عَنهُ. قَالَ نَعَم.

(اخرجه المسلم فی الصحیح باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ۲/۴۱ و بیهقی فی السنن الکبری ۶ ۲۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ بے شک میرا باپ فوت ہو گیا اور مال چھوڑ گیا اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی پس کیا اس کی طرف سے اگر صدقہ کر دیا جائے تو اس کا کفارہ بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے اور صحابہ کرام اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کیا کرتے تھے۔

ماں کی طرف سے پانی کا صدقہ

حدیث نمبر (۲۰)

عن سعد بن عبادة انه قال یا رسول الله ﷺ اِنَّ اُمَّ سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر ا

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ام سعد (سعد کی ماں) کا

بِئرًا وَ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْد.

انتقال ہو گیا پس ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی۔ پس سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے

(اخرجه ابو داود فی السنن کتاب الزکوة ۱/۲۳۶ و احمد فی مسنده ۵/۲۸۵، ۶/۷ برقم ۲۲۸۳۶ و ۲۴۳۴۶ و بیهقی فی السنن الکبری ۴/۱۸۵ والنسائی فی السنن الکبری ۴/۱۱۲ برقم ۶۴۹۳ والطبرانی فی الکبیر ۶/۲۱ برقم ۵۳۸۳ و ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۱/۲۴۸ و سعید بن منصور فی السنن ۱/۱۲۴ برقم ۴۱۹ و ابن سعد فی الطبقات الکبری ۳/۶۱۵ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۸/۲۳۲ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۲/۱۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنا بھی درست ہے کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا! ھذہ لام سعد. اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز پر میت کا نام آ جانے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی کیونکہ ایک برگزیدہ صحابی نے اس کنویں کو اپنی ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس پر حرام کا فتویٰ نہیں لگایا تھا۔ اگر غیر کا نام آ جانے سے کوئی چیز حرام ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ بھی اس کو حرام قرار دے دیتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کی افضلیت وقت کی مناسبت سے ہوتی ہے وہاں پانی کا صدقہ افضل تھا اس لیے کہ وہاں گرمی سخت تھی اور پانی کی قلت تھی لوگوں کو پانی کی زیادہ ضرورت تھی۔

ماں کی طرف سے باغ صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر(۲۱)

عَن ابُن عباس اَنَّ سعد بن عِبَادَة تُوفِّيتُ اُمُّه، وَهُوَ غائب" فَاتى رَسُول اللّه ﷺ فقالَ يا رَسُول اللّه ﷺ انَّ اُمّي ماتَتُ وَ انا غائب" فَهل ينفعُهَا اِنُ تَصدَّقت عَنُها قالَ نعَمُ و قالَ انى اُشهدُک انَّ حائطى المِخراف صدقة" عليها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں اور وہ موجود نہ تھے پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی اور میں موجود نہ تھا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا ۱ ۳۸۲ و ابو داود فی السنن کتاب الوصایا ۲ ۴۲ و ترمذی فی الجامع ابواب الزکوۃ ۱ ۸۵ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۲ ۱۲۲ و احمد فی مسنده ۱ ۳۳۳ برقم ۳۰۸۰ والبیهقی فی السنن الکبری ۶ ۲۷۸ و فی شعب الایمان ۶ ۲۰۴ برقم ۷۹۱۰ و عبدالرزاق فی المصنف ۹ 59

برقم ۱۲۳۳۷ و ابو یعلی فی مسندہ ۲۹۳/۴ والطبرانی فی الکبیر ۱۹۷/۱۱ برقم ۱۲۳۱۱ و فی الاوسط ۸ ۱۷۹ برقم ۸۲۰۹ و ابن سعد فی الطبقات الکبری ۲۱۵/۳)

جب حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ فوت ہوئیں تو وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دومۃ الجندل میں تھے اس میں صراحتاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کو اس صدقہ کا ثواب پہنچے گا جس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنا میت کی طرف سے جائز و مستحسن ہے اور صحابہ کرام حسب توفیق اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کیا کرتے تھے۔

صدقہ نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کو پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۲)

عَنْ اَنَس رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنہ' قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَّمُوتُ مِنْھُمْ وَ یَتَصَدَّقُوْنَ عَنْہُ اَھْلِہٖ بَعدَ مَوتِہٖ اِلَّا اَھْدَا ھَالَہٗ جِبْرِیلَ عَلٰی طَبَقٍ مِنْ نُورٍ ثُمَّ یَقِفُ عَلٰی شَفِیْرِ القَبرِ فَیَقُولُ یَاصَاحِبَ الْقَبرِ الْعَمِیقِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ" اَھْدَ اھَا اِلَیکَ اَھْلُکَ فَاقبَلْھَا فَیُدْخِلُ عَلَیہِ فَیَفْرَحُ بِھَا فَیَسْتَبْشِرُ وَ یَحزَنُ جِیرَانُہٗ الَّذِیْنَ لَا یُھدیٰ اِلَیھِم شَیءٌ .	حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں سے کوئی فوت ہو جائے اور وہ اس کی طرف سے اس کے مرنے کے بعد کچھ صدقہ کریں تو جبریل امین اس کو نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اسے قبول کر پس اس کی قبر میں وہ ہدیہ داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ اس سے خوش

ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اس
کے وہ ہمسائے غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی
ہدیہ نہیں بھیجا جاتا۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۲۹۲/۶ برقم ۶۵۰۴ والسیوطی فی شرح الصدور و صاحب تفسیر مظهری فی تفسیره زیر آیت وان لیس للانسان الا ما سعی)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب انسان مرتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والے اس کے ایصال ثواب کے لیے کچھ صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو ملائکہ کے سردار حضرت جبریل امین اس کو بہترین طریقہ سے ایک نورانی تھال میں رکھ کر اس کی قبر پر آ کر آواز دیتے ہیں جسکو وہ سنتا ہے اور وہ ہدیہ اس کی قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے کہ میرے اہل خانہ جن کو میں دنیا میں چھوڑ کر اس عالم (یعنی عالم برزخ) میں آیا ہوں وہ اب بھی مجھے تحفے بھیجتے ہیں تا کہ مجھے نفع حاصل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ والے جن کو کوئی ایصال ثواب کرنے والا نہیں ہوتا وہ قبر میں بھی غمگین ہوتے ہیں اور ان کی بھی یہی آرزو ہوتی ہے کہ کاش کوئی ہمارے پیچھے بھی ہمارے لیے صدقہ کرے تا کہ ہمیں بھی نفع حاصل ہو۔

والدین کی طرف سے قربانی یا صدقہ کرنے والے کو بھی پورا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر (۲۳)

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ. مَنْ ضَحّٰی عَنْ وَالِدَیْهِ اَوْ عَنْ اَبَوَیْهِ مَیِّتَیْنِ فَلَهٗ اَجْرُهٗ كَامِلًا وَ اَجْرُ الْمَیِّتِ وَ یُقَالُ لِرُوْحِهٖ اَنَّ فُلَانًا ضَحّٰی عَنْكَ اَوْ تَصَدَّقَ عَنْكَ. (اخرجه موفق الدین فی مرشد الزوار الی قبور الابرار ۱/۱۱۷)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے فوت شدہ والدین یا ماں باپ کی طرف سے قربانی کی اس کو اس کا پورا اجر ملے گا اور میت کو بھی اور اس کی روح کو کہا جائے گا کہ بے شک فلاں نے تیری طرف سے قربانی یا صدقہ کیا

جو صدقہ کرنا چاہے اسے چاہیے کہ والدین کی طرف سے کرے۔

حدیث نمبر (۲۴)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَلٰی اَحَدِكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَتَصَدَّقَ لِلّٰهِ صَدَقَةً تَطَوُّعًا اَنْ یَجْعَلَهَا عَنْ وَالِدَیْهِ اِذَا كَانَا مُسْلِمَیْنِ فَیَكُوْنُ لِوَالِدَیْهِ اَجْرُهَا وَلَهٗ مِثْلُ اُجُوْرِهِمَا بَعْدَ اَنْ لَا یُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَیْءٌ".

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اللہ کے لیے صدقہ و خیرات کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرے اگر وہ مسلمان ہوں تو اس صدقہ کا ثواب اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا اور ان دونوں جتنا ثواب اس کو بھی ملے گا اور ان دونوں کے ثواب میں کمی بھی نہیں کی جائے گی۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۷/۱۳۱ برقم ۷۹۵۰ و ۸/۱۳ برقم ۷۷۲۶ والمتقی

الھندی فی کنز العمال ۴۲۸/۶ برقم ۱۷۳۹۴ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۲ ۲۹۶۳ والسیوطی فی الجامع الصغیر ۱۴۵/۲)

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے صدقہ کے متعلق حکم فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان صدقہ کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ اگر اس کے والدین مسلمان ہوں تو ان کی طرف سے کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس صدقہ کا ثواب اس کے ماں باپ کو اس طرح عطا کیا جائے گا کہ دونوں کو پورا پورا اور اس صدقہ کرنے والے کو ان دونوں کی مثل یعنی دوگنا عطا کیا جائے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی لیکن مردو کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ ایصال ثواب صرف مسلمان کو پہنچتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ایصال ثواب صرف اہل ایمان کے لیے ہے۔

حدیث نمبر (۲۵)

اِنَّ العاص بن وائل نذر فی الجاھلیۃ اَنْ یَّنحر منہ' بدنۃً وَ اَنَّ ھشام بن العاص نحر حصتۃُ خمسین بدنۃً وَ اَنَّ عمر سَأل النبیَّ ﷺ عنْ ذالک. فقال اما ابوک فلو کان اَقرّبا التّوحید. فصُمْتَ وَ تصدّقت عنہ' نفعہٗ ذالک.

بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹوں کی قربانی کی منت مانی تھی اور بے شک اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے ۵۰ اونٹوں کی قربانی کر دی تھی عمرو نے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا باپ توحید کا اقرار کر لیتا پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اسے ان سے نفع حاصل ہوتا۔

(اخرجه احمد فی مسنده ۲/ ۱۸۲ بـ ۶۷۰۴ والمتقی الهندی فی کنز العمال ۶/ ۵۰۴ برقم ۱۶۴۹۰)

حدیث نمبر (۲۶)

عَنْ عمرو بن شعیب عَنْ ابیه عَنْ جَدِّهِ اَنَّ الْعَاص بن وائل اَوْصٰی اَنْ یُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ ابْنُه' هَشَام'' خَمْسِیْنَ رَقَبَةً فَاِذَا اَرَادَ ابْنُه' عمرو اَنْ یُّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِیْنَ الْبَاقِیَةَ فَقَالَ حَتّٰی اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ فَاتَی النَّبِیَّ ﷺ فقال یا رسول الله اِنَّ اَبِیْ اَوْصٰی اَنْ یُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَ اِنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِیْنَ وَ بَقِیَتْ عَلَیْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةٍ اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَه' ذَالِکَ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کردیے جائیں چنانچہ اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیے پھر اس کے بیٹے عمرو نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں تو وہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیے اور میرے ذمے پچاس باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کردوں تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو پھر تم اس
کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ
دیتے یا حج کرتے تو اس کو ان اعمال کا
ثواب پہنچتا۔

(اخرجه ابو داود فی السنن ۲/ ۴۳ والبیهقی فی السنن الکبری ۶/ ۲۷۹ و ابن قدامه فی المغنی ۳/ ۵۲۱ و عبدالرزاق فی المصنف ۹/ ۶۱، ۶۲)

اس حدیث اور گذشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی طرف سے اگر صدقہ وخیرات اور غلام آزاد کیے جائیں تو اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور ثواب ملتا ہے۔ اور اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب کا نفع اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو حالت ایمان میں فوت ہوا ہو اور جو کفر پر مرا ہو اس کو قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔

جس کے لیے صدقہ کیا جائے اس کی قبر میں آگ بجھادی جاتی ہے۔ اگر بدقسمتی سے وہ گناہگار ہو۔

حدیث (۲۷)

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله ﷺ ان الصدقة لتطفیء عن اهلها حرّ القبور. (اخرجه الطبرانی فی الکبیر ۱۸/ ۲۴۸ برقم ۷۸۷ـ ۷۸۸ و ابن عدی فی الکامل ۲/ ۶۲۹ و شرح الصدور ۳۹۷)

بے شک صدقہ قبر والوں سے قبور کی آتش (گرمی) بجھادیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ جو متوفی کے لواحقین اس کی طرف سے دیں گے اس صدقہ کے سبب سے متوفی کو قبر میں بڑے فائدہ ہوتا ہے اور غیر کا فعل بھی عذاب سے چھٹکارے کا سبب بن جاتا ہے

مردے کو روزوں کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۸)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ لے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الصوم ۱/۲۶۲ و مسلم فی الصحیح کتاب الصوم ۱/۳۶۲ و ابو داود فی السنن کتاب الصیام ۱/۳۲۶ والبیهقی فی السنن الکبری ۲/۲۷۹ و ابن حبان فی الصحیح ۲/۲۳۲ برقم ۳۵۶۱ وابن عبدالبر فی التمهید ۲۰/۲۷)

حدیث نمبر (۲۹)

عَن ابن عَبَّاس قَالَ جآءَ رَجُل" اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّی مَاتَتْ وَ عَلَیها صومُ شهرٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول

اَفَاَقْضِیَۃِ عَنھَا. قَالَ نَعَم فَدَیْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ یُقْضٰی.

(اخرجه المسلم فی الصحیح ۱/۳۶۲ و بخاری فی الصحیح کتاب الصوم ۱/۲۶۲)

اللہ تعالیٰ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کا فرض بطریق اولیٰ ادا کرنا چاہیے۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا الْقِرَاءَۃُ وَالصَّدَقَۃُ وَ غَیْرَ ھُمَا مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ فَلَا نَزَاعَ بَیْنَ عُلَمَاءِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ فِی وُصُوْلِ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِیَۃِ کَالصَّدَقَۃِ وَالْعِتْقِ کَمَا یَصِلُ اِلَیْهِ اَیْضًا الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیْهِ صَلٰوۃُ الْجَنَازَۃِ وَالدُّعَاءُ عِنْدَ قَبْرِہٖ وَ تَنَازَعُوا فِی وُصُوْلِ الْاَعْمَالِ الْبَدَنِیَّۃِ کَالصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ وَالْقِرَاَتِ وَالصَّوَابُ اَنَّ الْجَمِیْعَ یَصِلُ اِلَیْهِ فَقَدْ ثَبَتَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَیْهِ صِیَامٌ'' صَامَ عَنْهُ وَلِیُّهٗ' وَ ثَبَتَ اَیْضًا اَنَّهٗ اَمَرَ اِمْرَاَۃً مَاتَتْ

قرآن خوانی اور صدقہ وغیرھما اعمال صالحہ میں سے (اہل قبور کو) مالی عبادات کا ثواب پہنچنے میں علماء اہل سنت والجماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے جیسے صدقہ اور عتق (غلام آزاد کرنا) جس طرح کہ دعا و استغفار (کا ثواب) بھی فوت شدہ کو پہنچتا ہے اور اس نماز یعنی نماز جنازہ کا (ثواب بھی) اور قبر کے نزدیک دعا کرنے کا ثواب بھی (میت کو پہنچتا ہے) اور اختلاف کیا ہے علماء نے اعمال بدنیہ کے پہنچنے میں جیسے روزہ، نماز اور قرآن خوانی۔ اور حق یہ ہے کہ سب اعمال (کا ثواب مالی ہو یا بدنی) میت کو پہنچتا ہے بخاری و مسلم میں حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے

اُمُّهَا وَ عَلَيْهَا صَوْم'' اَنْ تَصُوْمَ عَنْ اُمِّهَا وَ فِي الْمُسْنَدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ لَوْ اَنَّ اَبَاكَ اَسْلَمَ فَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ اَوْ صُمْتَ اَوْ اَعْتَقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَالِكَ وَ هٰذَا مَذْهَبُ اَحْمَدَ وَ اَبِي حَنِيْفَةَ وَ طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِي وَاَمَّا احْتِجَاجُ بَعْضِهِمْ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى '' فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ اَنَّهٗ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَ يُدْعٰى لَهٗ وَيُسْتَغْفَرُ لَهٗ وَ هٰذَا مِنْ سَعْيِ غَيْرِهِ وَ كَذَالِكَ قَدْ ثَبَتَ مَا سَلَفَ مِنْ اَنَّهٗ يَنْتَفِعُ بِالصَّدَقَةِ عَنْهُ وَ الْعِتْقِ وَ هُوَ مِنْ سَعْيِ غَيْرِهِ وَ مَا كَانَ مِنْ جَوَابِهِمْ فِي مَوَارِدِ الْاِجْمَاعِ فَهُوَ جَوَابُ الْبَاقِيْنَ فِي مَوَاقِعِ النِّزَاعِ وَلِلنَّاسِ فِي ذَالِكَ اَجْوِبَةٌ مُتَعَدِّدَةٌ ''لٰكِنَّ الْجَوَابَ

فرمایا۔ جو شخص فوت ہوا اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے اور یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ ایک عورت جس کی ماں فوت ہوگئی تھی اور اس پر روزہ تھا، آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھے اور مسند میں آپ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت عمرو بن عاص کو فرمایا کہ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا اور تو اس کی طرف سے صدقہ کرتا یا روزہ رکھتا یا اس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اسے ان اعمال سے نفع ہوتا اور یہ مذہب امام احمد اور امام ابوحنیفہ کا اور امام مالک اور امام شافعی کے اصحاب کے ایک گروہ کا ہے (اور آیت قرآنی و ان لیس لانسان الا ما سعی سے جو بعض نے دلیل پکڑی ہے عدم وصول ثواب پر تو جواباً ان سے کہا جائے گا کہ تحقیق یہ بات سنت متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ میت پر نماز جنازہ

اَلْمُحَقَّقَ فِی ذَالِکَ اِنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ لَمْ یقل ان الانسان لاینتفعُ الّا بِسعیِ نفسہٖ و انّما قالَ (لَیسَ لِلْانْسَانِ اِلَّا مَا سعیٰ) فھُوَ لا یَملِکُ اِلَّا سَعْیَہٗ وَلا یستحقُّ غَیْرَ ذَالِکَ وَ اَمَّا سَعْیُ غیرِہ فھُو لہ' کَمَا اَنَّ الانسان لا یملکُ الَّا مَالَ نفسِہٖ وَ نَفْعَ نفسِہٖ فَمالُ غیرِہٖ وَ نفعُ غیرِہٖ ھُوَ کَذالِکَ للغیر لکِنَّ اِذا تَبَرَّعَ لَہُ الْغَیْرُ بذالک جاز و ھکذا ھذا اِذا تبرَّعَ لہ الغیرُ بسعیِہٖ نفعہُ اللّٰہ بِذَالِکَ کَمَا یَنفعہ' بدُعائِہ

(فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۴، ص: ۳۲۲۔۳۶۶)

پڑھی جاتی ہے اس کیلئے دعا کی جاتی ہے اور اس کیلئے مغفرت طلب کی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس کے غیر کی سعی ہے اور گذشتہ حوالہ جات سے بھی یہ ثابت ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ اور یہ اس کے غیر کی سعی ہے اب جو جواب نزاع کرنیوالے علماء کا ہوگا ان اجماعی واتفاقی موارد میں وہی جواب دے باقی (یعنی قرآن خوانی، نماز و روزہ والے) نزاعی مواقع پر۔ اور لوگوں کے یہاں متعدد جواب ہیں۔ لیکن تحقیقی جواب ہے اس پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی نماز سے اور ان کی دعا سے جو قبر کے پاس اس کے لئے کریں۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ

وَ قَدْ نَبَّہَ النَّبِیّ ﷺ بِوَصُوْلِ ثَوَابِ الصَّوْمِ الَّذِی ھُوَ مُجرّدُ ترک وَ نِیَّۃٌ تقُوْمُ با الْقُلبِ لایَطّلِعُ عَلَیْہِ اِلَّا اللّٰہ وَلَیْسَ بعملِ الْجوارِحِ وَ علیٰ

اور تحقیق نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ مردے کو روزے کا بھی ثواب ملتا ہے حالانکہ روزہ محض ترک ہے (کھانا پینا اور جماع وغیرہ) اور نیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے جس

ذالک وُصُوْلُ ثواب القراءَ ةِ الَّتِیْ ھیَ عَمل" با لِلّسان تَسمَعُه' الْاُذُنُ وتَراهُ الْعیْنُ بِطرِیْقِ الْا وْلی . وَ یُوضِحُه' اَنَّ الصَّومَ نِیّة" مُحْضَة" وَ کَفُّ النَّفسِ عَنِ الْمُفطِرَاتِ وَقَدْ اَوْ صَلَ اللّٰهُ ثَوَابَه' اِلَی الْمَیِّتِ فَکَیْف بِالْقِراَۃِ الَّتِیْ ھی عمل" وَ نِیَّة" بَلْ لا تَفتَقِرُاِلَی النِّیَّةِ فَوُ صُوْلُ ثَوَابِ الصَّوْمِ اِلَی الْمَیِّتِ فِیْهِ تَنْبِیْهُ' عَلٰی وُصُوْلِ سَا ئرِ الْاَعْمَالِ . وَالْعِبَادَاتُ قِسْمَانِ. مَالِیَة" وَ بَدَنِیة". وَ قَدْ نَبَّهَ الشَّارِعُ علیه السلام بِوُصُوْلِ ثَوَابُ الصَّدَقَةِ عَلٰی وُصُوْلِ ثَوابِ سَائرِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِیَة و نَبّه بِوُصُوْلِ ثواب الصَّوم وصُوْلِ ثَواب سَائِرِ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِیَّةِ. و اخبر بِوُصُوْلِ ثَوَابِ الْحَجِّ الْمُرَکَّب مِن الْمالیة وَالْبَدَنِیَّةِ فالانواعُ الثلا ثۃ ثابتة" بالنَّصّ

کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں اور اعضاء کا عمل نہیں ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ قرات کا بھی ثواب بطریق اولی میت کو پہنچتا ہے جو کہ زبان کا عمل ہے جسے کان سنتے اور آنکھیں دیکھتی ہیں یعنی روزہ محض نیت ہے اور کھانے پینے اور صحبت سے بچنا ہے جب اللہ تعالیٰ نے مردے کو روزے کا ثواب پہنچا دیا تو قرات کا جو عمل اور نیت دونوں ہے بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بدرجہ اولی پہنچا دے گا گویا کہ روزے کے ثواب پہنچنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام اعمال کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ مالی۔ بدنی۔ اور بیشک شارع علیہ السلام نے صدقہ کا ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام مالی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے اور روزے کے ثواب سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمام بدنی عبادتوں کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے اور حج کا

وَالاِعْتِبَارِ.
(کتاب الروح ۳۰۷، ۳۰۸)

ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام بدنی و مالی عبادتوں کا ثواب بھی پہنچتا ہے پس تینوں اقسام بدنی۔ مالی اور ملی جلی کا ثواب نص اور قیاس سے ثابت ہو گیا۔

روزوں کا کفارہ میت کی طرف سے

حدیث نمبر (۳۰)

عن بن عمر عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ مَّاتَ و عَلَیْهِ صِیَامُ شَهْرٍ فَلْیُطْعَمْ عَنْهُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنًا.
(اخرجه الترمذی فی الجامع ابواب الصوم ۱/۱۵۲ و ابن ماجه فی السنن ۱۲۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ رمضان شریف کے روزے ہوں تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

حدیث نمبر (۳۱)

عن ابن عباس قَالَ اِذَا مَرِضَ الرَّجُلُ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ یَصُمْ اُطْعِمَ عَنْهُ وَلَمْ یَکُنْ عَلَیْهِ قَضَآءٌ و اِنْ نَذَرَ قَضٰی عَنْهُ وَلِیُّهٗ.
(اخرجه ابو داود فی السنن کتاب الصیام ۱/۳۲۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی رمضان میں بیمار ہو جائے پھر تندرست نہ ہو بلکہ مر جائے تو اس کی جانب سے کھانا کھلایا جائے اور اس پر قضا نہیں ہے اور اس نے نذر مانی ہو تو اس کا ولی اس کی نذر کو پورا کرے۔

میت کی نذر پوری کرنا

حدیث نمبر (۳۶)

عن ابن عباس انّ امراۃً جآء ت الی النّبیّ ﷺ فقالت انّ امّی ماتت و علیھا صوم" من نذرٍ فقال لھا النّبیّ ﷺ اکنتِ قاضیۃً عن امّکِ دینًا لو کان علیھا۔ قالت نعم قال فصومی عن امّک۔

(اخرجه ابن حبان فی الصحیح / ۲۸۹ برقم ۴۳۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس پر نذر کے روزے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو وہ ادا کرتی اس عورت نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔

حدیث نمبر (۳۷)

عن ابن عباس قال رکبتِ امراۃ البحر فنذرت ان تصوم شھرًا فماتت قبل ان تصوم فاتت اختُھا النّبیّ ﷺ فذکرت ذالک لہ فامرھا ان تصوم عنھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت دریا میں کشتی پر سوار ہوئی تو اس نے نذر مانی کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گی تو وہ روزے رکھنے سے پہلے فوت ہو گئی تو اس کی بہن نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اس کے متعلق تو آپ ﷺ نے اس کی

(اخرجه النسائی فی المجتبی کتاب الایمان والنذر ۱۴۲/۲ و احمد فی مسنده ۲۱۶/۲) طرف سے اسے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔

میت کی طرف سے روزہ اور حج

حدیث نمبر (۳۴)

عن بریدۃ قَالَ بَیْنَا اَنَاجالس " عِنْدَ رسُوْلِ اللّٰہ ﷺ فاتتْہُ امْرأۃٌ فقَالَ اِنِّیْ تصدَّقْتُ علی اُمِّیْ بجاریۃٍ وَ اِنَّھا ماتتْ قَالَ فقَال وجب اجْرُکِ وردَّھا علیْکِ المِیْراثُ قَالتْ یا رسُوْلَ اللّٰہ ﷺ اِنّہ کان علیْھا صَوْمُ شھْرٍا فاصُوْمُ عنْھا قَالَ صُوْمِیْ عنْھَا قَالتْ اِنَّھا لَمْ تَحُجّ قطُّ افَاَحُجُّ عَنْھا قَالَ حُجِّی عَنْھَا.

(اخرجہ المسلم فی الصحیح کتاب الصوم ۱ ۳۶۲ و احمد فی مسندہ ۳۵۹/ و ابو داود فی السنن کتاب الوصایا ۲ ۴۱ و الترمذی کتاب الزکوۃ ۱ ۱۸۶ و البیھقی فی السنن الکبری ۴ ۱۵۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور عرض کرنے لگی کہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ میں دی اور وہ یعنی میری ماں مرگئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ثواب مل گیا اور میراث میں لونڈی پھر تیری طرف لوٹ آئی اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے پھر عرض کیا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج بھی کرلو۔

میت کی طرف سے روزے رکھنے کے متعلق اقوال

نمبر (۱)

قال عبداللّٰہ بن عبّاس یُصَامُ عَنہُ فیْ النّذر. وَ یُطعِمُ عَنہُ فِیْ قضاءِ رمضان و ھذا مذھبُ الامام احمدَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نذر کے روزے رکھے جائیں اور رمضان کے روزوں کا کفارہ دیا جائے اور یہ ہی مذہب امام احمد کا ہے۔

نمبر (۲)

قال ابو ثور. یُصَامُ عنہُ النَّذرُ والفرض. و کذالک قال دَاود بن علی و اصحابہ یُصَامُ عَنہُ نَذرًا کَان اَوْ فرضا.

حضرت ابو ثور نے کہا کہ دونوں قسم کے روزے رکھے جائیں گے اور اسی طرح داود بن علی اور ان کے اصحاب نے بھی کہا کہ میت کی طرف سے نذر اور فرض دونوں روزے رکھے جائیں۔

نمبر (۳)

قال الاوزاعی. یجعَلُ ولیُّہ' مَکانَ الصَّوم صدقة فاِن لَّم یَجِدْ صامَ عَنہُ و ھذا قول سفیان الثوری فی احدی الروایتین عنه.

حضرت اوزاعی نے کہا کہ اس کا وارث روزے کی جگہ صدقہ کرے گا پھر اگر وہ صدقہ نہ کر سکے تو اس کی طرف سے روزے رکھے گا اور یہی قول سفیان ثوری کا دو روائتوں میں سے ایک میں ہے۔

نمبر (۴)

قال ابو عبید القاسم بن سلام . یُصَامُ عُنہُ النَّذرُ . وَ یُطْعِمُ عَنہُ فِی الْفَرَضِ.

حضرت ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا کہ نذر کے روزے رکھے جائیں اور فرض میں اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔

نمبر (۵)

قال الحسن. اِذا کَانَ عَلَیہِ صِیَامُ شَھرٍ فَصَامَ عَنہُ ثلاثُوْنَ رَجلاً یَوْمًا وَ احِدً جاز.

حضرت حسن بصری نے کہا کہ مرنے والے پر اگر ایک مہینے کے روزے ہوں اور اس کی طرف سے ایک ہی دن تیس آدمی روزہ رکھ لیں تو جائز ہے۔ (کتاب الروح)

مردوں کو حج کا ثواب بھی ملتا ہے اور والدین کی طرف سے حج کرنے والا قیامت کو نیکوں کے ساتھ اٹھے گا۔

حدیث نمبر (۳۵)

عن ابن عباس. مَنْ حَجَّ عَنْ اَبوَیہِ اَوْ قَضٰی عَنْھُمَا مغرمًا بَعَثَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الْاَ برار.

(اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار ۳،۲۰۷ برقم ۵۷۱۰ والدار قطنی ۲، ۲۶۰ والطبرانی فی الاوسط ۸/۴۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا یا ان کی طرف سے قرض ادا کرے گا تو قیامت کو نیکوں کے ساتھ اٹھے گا۔

میت کی طرف سے حج کرنے والا دوزخ سے بری لکھا جائے گا۔

حدیث نمبر (۳۶)

عن ابن عباس من حجّ عن میّتٍ کُتب للمیّتِ حجۃً و کُتب للحاج براءۃً من النّارِ.

(اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار ۷۲/۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی میت کی طرف سے حج کرے گا تو میت کے لیے لکھا جائے گا اور حج کرنے والے کے لیے دوزخ سے برات لکھی جائے گی۔

جو کوئی والدین کے لیے حج کرے گا تو قبول کیا جائے گا۔

حدیث نمبر (۳۷)

عن زید بن ارقم قال قال النبیّ ﷺ اذا حجّ الرّجلُ عن والدیہ تقبّل منہ و منھما واستبشرت ارواحھما و کُتب عند اللہ برًّا.

(اخرجہ الدارقطنی فی السنن کتاب الحج ۲۶۰/۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اپنے والدین کے لیے حج کرے گا تو اس کی طرف اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور اس کے والدین کی ارواح کو بشارت دی جائے گی اور ان کو اللہ کے نزدیک نیک لکھا جائے گا۔

حدیث نمبر (۳۸)

عن ابی ھریرۃ. مَن حجّ عن میّتٍ فللّذی حجّ مثلُ اجرہٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جو کوئی میت کی طرف سے حج کرے گا تو
اس کو اس کی مثل ثواب ملے گا۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۱۲۸/۶ برقم ۵۸۱۸ و هیثمی فی مجمع الذوائد ۲۸۲/۳ و بغدادی فی تاریخ بغداد ۳۵۳/۱۱)

حدیث نمبر (۳۹)

عن ابن عمر رضی الله تعالی عنه. مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ عُدُوفَاتِهِمَا كَتَب اللّٰهُ لَهُ عِتْقًا مِنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمَحْجُوجِ عَنْهُمَا أَجْرُ" حَجَّةً تَامَّةً مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمَا شَيْءٌ". اخرجه البيهقي في شعب الايمان ۲۰۵/۶ و الاصبهانی فی الترغیب والترهیب ۲۷۹/۱ والمتقی الهندی فی کنز العمال ۱۲۴/۵، ۱۲۵

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ سے آزادی لکھ دے گا اور ان دونوں کو کامل حج کا ثواب عطا کیا جائے گا بغیر اس کے کہ ان دونوں کے اجروں میں کمی کی جائے۔

جس نے حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا بعد وفات۔

حدیث نمبر (۴۰)

عن ابن عباس قال امرتْ امْرَاة سِنان بن سلمة الجهنيّ ان يَسْئالَ رَسُوْل الله ﷺ انَّ اُمّها ماتتْ ولم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سنان بن سلمی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض

تَحجَ اَفَیُجزِیءُ عَنْ اُمِّهَا اَنْ تَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّهَا دَیْنٌ" فَقَضَیْتُہٗ عَنْهَا لَمْ یَکُنْ یُجْزِیءُ عَنْهَا فَلْتَحُجَّ عَنْ اُمِّهَا.

(اخرجه النسائی فی المجتبی کتاب الحج ۳/۲)

کرنا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس نے حج نہیں کیا تھا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو اسکے لیے کافی ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اگر اسکی والدہ پر قرض ہوتا تو وہ اسکو ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ ہوتا پس اس کو اپنی ماں کی طرف سے حج کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر (۴۱)

عن ابن عباس اَنَّ امْرَاۃً سَالَتِ النَّبِیَّ عَنْ اَبِیْهَا مَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ قَالَ حُجِّیْ عَنْ اَبِیْکَ.

(اخرجه النسائی فی المجتبی کتاب الحج ۳/۲ و احمد فی مسنده ۱/۲۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔

حدیث نمبر (۴۲)

عن انس قال جاء رَجُلٌ" اَلَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ حُجَّۃَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ اَرَأَیْتَ لَوْ کَانَ عَلٰی اَبِیْکَ دَیْنٌ" کُنْتَ تَقْضِیْهِ عَنْهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج جو کہ فریضہ اسلام

قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّه' دَيْن" عَلَيْهِ فَاقْضِه. ے نہیں کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ اگر تیرے باپ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہاں ادا کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی اس پر قرض ہے اسکو بھی ادا کرو۔

(اخرجہ الطبرانی فی الکبیر ۲۵۷/۱ برقم ۷۴۸ وصاحب تفسیر مظھری زیر آیت وان لیس للانسان)

میت کی طرف سے حج کی نذر پوری کرنا۔

حدیث نمبر (۴۳)

عن ابن عباس اَنّ امْرَأَةً جَاءَ تْ اِلَى النَّبِيّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّىْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّىْ عَنْهَا اَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ اُمِّكِ دَيْن" اَكُنْتِ قَاضِيَتَه' قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ فَاقْضُوا اَلَّذِىْ لَه' فَاِنَّ اللّٰه اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ.

(اخرجہ البخاری فی الصحیح ۲۵۰/۱ و نسائی کتاب الحج ۳/۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے انتقال کر گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم اسکی طرف سے حج کر سکتی ہو سوچو کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی عرض کیا کہ ہاں فرمایا تو اسکے اس قرض کو ادا کرو کیونکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے کیا ہوا وعدہ وفا کیا جائے۔

فوت شدہ بہن کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر (۴۴)

عن ابن عباس قال. جآء رَجل " الی النَّبی ﷺ فقال ان اُختی ماتت ولم تحج فاحُجّ عنها فقال ارأیت لَو کان علیها دَین " فقضیته فا اللّٰهُ احقّ بالوفاء.

(اخرجه ابن حبان فی الصحیح ۷/۱۲۲ برقم (۳۹۸۲) و ابن الجعد فی مسند ۲۵۸ برقم (۱۷۱۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بے شک میری بہن فوت ہوگئی اور اس نے حج نہیں کیا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے پس اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔

افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔

حدیث نمبر (۴۵)

وقال ﷺ ما وصل ذو رحم رحمه' بافضل من حجة یدخلها علیه بعد موته فی قبره.

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مردہ سے افضل ترین صلہ رحمی موت کے بعد اس کی طرف سے حج کرنا ہے۔

(اخرجه السیوطی فی الشرح الصدور ۴۰۰)

حدیث نمبر (۳۴) سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ماں باپ کی زندگی میں خدمت کرنے سے بھی اجر ملتا ہے اور اگر وہ وفات پا جائیں اور ان پر روزے وغیرہ ہوں تو ان کی طرف

سے ان کی ادائیگی کرنی چاہیے اور اگر والدین نے حج نہ کیا ہو تو اولاد پہلے اپنی طرف سے
کرے جیسا کہ آگے حدیث میں آئے گا پھر ان کی طرف سے بھی حج کرے۔

حدیث نمبر (۳۵) سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نیکوں کے ساتھ اٹھائے گا اور اگر ان پر قرض وغیرہ ہو تو
اس کو ادا کرنے والا بھی نیکوں کے ساتھ اٹھے گا
اور قرض کے بارے میں

وَ اَجمع المُسلِمُون علی اَنّ قضاءَ
الدّین یسقطه مِنْ ذِمّته ولو کان مِنْ
اجنبیّ اَوْ مِنْ غیرِ ترکته وقد دلّ
علیه حدیث ابی قتادة حیث ضمن
الدینارین عن المیّت فلمّا قضا هما
قال له النبی ﷺ الآن بردت علیه
جلدته. وَ اجمعوا علیٰ انّ الحیّ اِذا
کان له فی ذمّة المیّت حقٌ من
الحقوق فاحلّه منه انّه ینفعه وَ یبرأ
منه کما یسقط من ذمّة الحیّ فاذا
سقط من ذمّة الحیّ با النّص
والاجماع مع امکان اَدائه له
بنفسه ولو لم یرض به بل ردّه
فسقوطه من ذمّة المیّت بالابراءِ
حیث لا یتمکن من اَدائه اَولٰی و
اُخری. وَ اِذا انتفع بالابراء والا
سقاط فکذالک ینتفع بالهبة
والاهداء. ولا فرق بینهما فانّ ثواب
العمل حقّ المهدی الواهب فاذا
جعله للمیّت انتقل الیه کما انّ ما

اور اس پر اجماع امت ہے کہ اگر میت کی
طرف سے قرض ادا کر دیا جائے تو وہ ادا ہو
جاتا ہے اگرچہ اجنبی کی طرف سے ادا کیا
جائے یا اس کے ترکہ کے علاوہ میں سے اور
بے شک اس پر حدیث ابو قتادہ دلالت کرتی
ہے جیسے وہ ایک میت کی طرف سے دو
دیناروں کے ضامن بن گئے تھے پس جب
انہوں نے ان کو ادا کر دیا تو نبی اکرم ﷺ
نے ان سے فرمایا کہ اب مرنے والا
سکون سے ہے۔ اور اس پر بھی اجماع
امت ہے کہ جب کسی زندہ شخص کا مردے
پر حق ہو پس وہ اس سے اسے بری کر دے تو
معاف کرنا بھی اسے نفع دے گا اور وہ اس
سے بری ہو جائے گا جس طرح زندہ کو
معاف کرنے سے حق ساقط ہو جاتا ہے پھر
نص و اجماع سے زندہ شخص کو معاف کرنے
سے حق ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کی ادائیگی
کا امکان بھی باقی ہے تو مردے کی طرف
سے بدرجہ اولیٰ معافی سے حق ساقط ہو
جائے گا کیونکہ وہ ادا کرنے پر قادر نہیں اور

عَلَى الْمَيِّتِ مِنَ الْحُقُوقِ مِنَ الدَّيْنِ وَغَيْرِهِ هُوَ مَحْض " حَقُّ الحَيِّ. فَاِذَا اَبْرَاَهُ وصلَ الِابرَاءُ اِلَيهِ. سقط مِنْ ذِمَّتِه فَكِلَاهُمَا حَقٌّ " للحيِّ فَايُّ نَصٍّ اَوْ قِيَاسٍ اَوْ قَاعِدَةٍ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ يُوْجِبُ وَصُوْلَ اَحَدِهِمَا وَ يَمْنَعُ وَصُوْلَ الْاٰخَرِ.

(کتاب الروح ۳۰۶، ۳۰۷)

جب مردوں کو زندوں کی معافی کا فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے تحفوں اور ہدیوں کا بھی فائدہ پہنچنا چاہیے کیونکہ دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ عمل کا ثواب ہدیہ دینے والے کا حق ہے۔ جب اس نے یہ ثواب میت کے لیے ہبہ کر دیا تو اس کی طرف سے منتقل ہو گیا جس طرح میت پر حقوق میں سے کوئی حق ہو قرضہ وغیرہ جو کہ محض زندہ کا حق ہے پس جب اس نے اس کو اس سے بری کر دیا تو یہ بری کرنا اسے پہنچ جاتا ہے اور اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے تو یہ دونوں ہی زندہ کا حق ہیں پس کون سی نص قیاس یا شرعی قانون ہے کہ ایک کا پہنچنا واجب کرے اور دوسرے کا پہنچنا ممنوع قرار دے۔

حدیث نمبر (۳۶) سے معلوم ہوا کہ جو کوئی والدین کے ایصال ثواب کے لیے حج کرتا ہے تو وہ قبول بھی کیا جاتا ہے اور اس کا ثواب والدین کے علاوہ اسے بھی ملتا ہے اور اس کے والدین کی روحوں کو بشارت بھی دی جاتی ہے اور اللہ کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔
حدیث نمبر (۳۸) سے ثابت ہوا کہ جو کوئی میت کی طرف سے حج کرتا ہے تو میت کے علاوہ اسے بھی ثواب اتنا ہی ملتا ہے۔

حدیث نمبر (۳۹) سے ثابت ہوا کہ والدین کے انتقال کے بعد جو کوئی ان کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے اور ان کو بھی کامل حجوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حدیث نمبر (۴۰) سے معلوم ہوا کہ اگر والدین نے اپنی حیات میں حج نہ کیا تو اولاد فرض ادا کرنے کے بعد ان کے ایصال ثواب کے لیے حج کر سکتی ہے اور وہ ان کو پہنچے گا۔

حدیث نمبر (۴۱) تا (۴۳) سے بھی معلوم ہوا کہ حج کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۴۴) سے معلوم ہوا کہ اگر بہن بھائی وغیرہ کی طرف سے بھی حج کیا جائے تو ان کو بھی پہنچتا ہے۔

بوڑھے باپ کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر (۴۶)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال جآء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ﷺ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج افا حج عنہ قال. فقال رسول اللہ ﷺ نعم فحج عن ابیک.

(اخرجہ ابن حبان فی الصحیح ۷ ۱۲۲ ۱۲۳ برقم (۳۹۸۳) (۳۹۸۶) و احمد فی مسندہ ۱ ۳۵۹ برقم (۳۳۷۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں تو اپنے باپ کی طرف سے حج کرلے۔

حدیث نمبر (۴۷)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاۃٌ مِّنْ خَثْعَمِ عَامِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَةِ فَهَلْ یَقْضِیْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

(اخرجه فی الصحیح البخاری ابواب العمرة ۱ ۲۵۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جو قبیلہ خثعم کی تھی حجۃ الوداع کے سال نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا جو فریضہ حج ہے اس کو میرے باپ نے شدید بڑھاپے میں پایا ہے اور وہ سواری پر ٹھیک بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کر دوں تو کیا وہ ادا ہو جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

سید ثابت ابی المعانی لکھتے ہیں

ثُمَّ الصَّحِیْحُ مِنَ الْمَذْهَبِ فِیْمَنْ یَحُجُّ عَنْ غَیْرِهٖ اَنَّ اَصْلَ الْحَجِّ یَقَعُ عَنِ الْمَحْجُوْجِ عَنْهُ فَرْضًا کَانَ اَوْ نَفْلًا وَعَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّ الْحَجَّ یَقَعُ عَنِ الْحَاجِّ وَلِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُ ثَوَابُ النَّفَقَةِ وَالْاَوْلٰی اَصَحُّ.

پھر صحیح مذہب یہ ہے کہ اس بارے میں جو دوسرے کی طرف سے حج کرے کہ بے شک حج کی اصل یہ ہے کہ حج کسی دوسرے کرنے والے کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور امام محمد سے روایت ہے کہ حج کرنے والے کی طرف سے حج

واقع ہو جاتا ہے۔ حج کروانے (محجوج عنہ) والے کو اس کے نفقہ کا ثواب ہے اور پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(اخرجه الفتح الرحمانی فی فتاوی السید ثابت ابی المعانی ۱/۳۳۰)

تسبیح وذکر وتلاوت سے میت کو فائدہ۔

حدیث نمبر (۴۸)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَ مَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِی بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَیْنِ فَغَرَزَ فِی کُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ یُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر گاڑ دیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوضو ۱/۳۴ .۳۵ و مسلم فی الصحیح کتاب الطهارة ۱ ۱۴۱ و ابو داود فی السنن کتاب الطهارة ۱ ۴/۱ والنسائی فی المجتنی کتاب الطهارة ۱ ۷ والبیهقی فی السنن الکبری ۱ /۱۰۴ و ابن خزیمه فی الصحیح کتاب الوضو ۱ ۳۳ برقم (۸۵) و ابن شیبة فی المصنف کتاب الجنائز ۳/۳۷۷ و احمد فی مسنده ۱ ۲۲۵ برقم ۱۹۸ و ابی عوانه فی مسنده ۱ ۱۹۶ والبیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۹ برقم ۱۱۷ تا ۱۱۹ و ابن حبان فی الصحیح ۲ ۵۲ و ترمذی فی الجامع ۱ ۱ ۲)

و عن جابر بن عبداللّٰه

ابو یعلی فی مسنده ۴/۳۳ برقم (۲۰۵۰) و مسلم فی الصحیح ۲/۱۸ ۳)

و عن ابی هریره

اسحاق بن راهویة فی مسنده ۱ ۲۴۶ برقم (۲۰۷) و ابن ابی شیبة فی المصنف ۳/۳۷۶ و احمد فی مسنده ۲ ۴۴۱ برقم (۹۶۸۴) والبیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۶ برقم (۱۲۶).

و عن یعلی بن سبابة

طبرانی فی الاوسط ۳ ۲ ۱۰ برقم (۲۴۴۴) والبیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۹ برقم(۱۲۹)و احمد فی مسنده ۴ ۱۷۲ برقم (۱۷۷۰۲)و عبد بن حمید فی المنتخب ۱/۳۶۶ برقم (۴۰۴).

و عن یعلی بن مرة

احمد فی مسنده ۴/۱۷۲ برقم (۱۷۷۰۳) والبیهقی فی دلائل النبوة ۲ ۴۲

و عن ابی بکرة

احمد فی مسنده ۳۵/۵ برقم (۲۰۶۴۴) والبیھقی فی اثبات عذاب القبر ۸۸ برقم (۱۲۴). ۱۲۵ والطبرانی فی الاوسط ۲۸۸/۴ برقم (۳۷۴۷) و ابن عدی فی الکامل ۴۸۷/۲ و عبدالرزاق فی المصنف ۵۸۸/۳ برقم (۶۷۵۳) عن قتادة.

نوٹ! یادرہے یہاں لعلہ کا لفظ شک کے لیے نہیں بلکہ تعلیل کے لیے ہے۔اور مذکورہ بالاحوالہ جات میں شاخ کا رکھنا مشترک ہے۔

شرح نووی۔

وَ ستحبّ الْعُلَماءُ قِرَاۃَ الْقُرآنَ عِنْدَ الْقبرِ لِهٰذا الْحدیثِ لِاَنّه اِذا کَانَ یُرجیَ التَّخْفِیفَ بِتَسْبِیحِ الْجَرِیْد فَبِتلاوَۃِ الْقُرآنِ اَولیٰ وَاللّٰهُ اَعْلَمْ وَقَدْ ذَکَرَ الْبخاری فِی صحیحه اَنَّ بُرَیْدَة بِن الْحصیب الاَسْلَمِیْ الصحابی اَوصٰی اَن یَّجعَلَ فِی قَبرِهٖ جَرِیدَ تَانِ فَفِیهِ اَنَّه رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنه تَبرَّکَ بِفِعلِ النَّبِی ﷺ

(مسلم مع نووی ۱۴۱/۱)

اور اس حدیث کی بناء پر علماء نے قبر پر قرآن مجید پڑھنے کو مستحب جانا اس لیے کہ جب کھجور کی شاخ کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو قرآن مجید کی تلاوت سے بدرجہ اولی امید ہوئی واللہ اعلم اور بے شک امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی صحابی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو کھجور کی شاخیں رکھی جائیں حضرت بریدہ نے نبی اکرم ﷺ کے فعل سے برکت حاصل کی۔

پس معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہی راجح ہے کہ تخفیف عذاب ان شاخوں کی تسبیح کی وجہ سے ہے۔

اور یہی صحابہ کرام نے بھی سمجھا اور اسی پر عمل کیا اور وصیت بھی فرماتے رہے کہ ہماری قبر پر سبز شاخیں رکھنا اس سے معلوم ہوا کہ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے قبر کے عذاب میں تخفیف واقع ہوتی ہے تو اگر وہاں تلاوت قرآن مجید یا ذکر وغیرہ کیا جائے تو بدرجہ اولی فائدہ مند ہوگا۔

میت کو تر شاخوں اور تسبیحات سے فائدہ پہنچنا اور علامہ سندھی کا اس سے استدلال۔

اَنَّـہٗ یُسَبِّحُ مَـادَامَ رُطَبًـا فَیَحْصِلُ التَّخْفِیفِ بِبَرْکَۃِ التَّسْبِیْحِ.

یعنی بے شک وہ (شاخیں) جب تک سبز و تر رہیں گی تسبیح کرتی رہیں گی لہذا تسبیح کی برکت کی وجہ سے ان سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ

وَعَلٰی ھٰذَا فَیَطْرُدُ فِیْ کُلِّ مَافِیْہِ رَطُوْبَۃٌ مِّنَ الْاَشْجَارِ وَ غَیْرِھَا وَ کَذَالِکَ فِیْمَا فِیْہِ بَرَکَۃٌ" کَا الذِّکْرِ وَ تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ.

یعنی اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جس میں رطوبت پائی جائے وہ درخت ہوں یا کوئی اور چیز اور اسی طرح ہر وہ چیز جس میں برکت پائی جاتی ہو جس طرح ذکر اور تلاوت قرآن مجید۔

(حاشیہ سندھی علی نسائی ۱/۱۳ قدیمی کتب خانہ)

امام قرطبی اور بعض علماء کا استدلال۔

قَالَ الْقُرطبی . اِسْتَدَلَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا عَلٰی نَفْعِ الْمَیِّتِ بِالْقِرَأَةِ عِنْدَالْقَبْرِ بِحَدِیْثِ العسیب الّذِیْ شَقَّهُ النَّبِیُّ ﷺ اِثْنَتَیْنِ و غَرَسَه' وَقَالَ! لَعَلَّه' یُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا.

قَالَ الخطابی. هٰذا عِنْد اَهْلِ الْعِلْمِ مَحْمُوْلُ عَلٰی اَنَّ الاَشْیَاءَ مَا دَامَت عَلٰی خِلْقَتِهَا اَوْ خُضْرَتِهَا وَ طَرَاوَتِهَا. فَاِنَّهَا تُسَبِّحُ حَتّٰی تَجُفَّ رَطُوبَتُهَا اَوْ تَحُوْلَ خضرَتُهَا اَوْ تُقْطَعُ عَنْ اَصْلِهَا. قَالَ غَیْرُ الْخَطَابِی. فَاِذَا خُفِّفَ عَنْهُمَا بِتَسْبِیْحِ الْجَرِیْدِ فَکَیْفَ بِقِرَأَةِ الْمُؤمِنِ الْقُرآنْ.

قَالَ. وَ هٰذَا الْحَدِیْث. اصلُ فِی غَرْسِ الْاَشْجَارِ عِنْدَالْقُبُوْرِ.

(شرح الصدور ۴۰۵)

امام قرطبی فرماتے ہیں

کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث عسیب سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو رؤف الرحیم آقا ﷺ نے ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

خطابی کہتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک یہ اس بات پر محمول ہے کہ جب تک اشیاء اپنی اصل حالت پر رہتی ہیں سبز یا تر رہتی ہیں تو خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ خطابی کے علاوہ بھی دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو مومن اگر قبر کے پاس قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہوگا۔ کہا اور یہ حدیث قبروں کے پاس درخت لگانے کی بھی اصل ہے۔

اسلاف کی وصیتیں۔

حضرت سیدنا ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت۔

وَكَانَ اَبُوْ بَرزَةَ يُوصى اِذَا مِتُّ فَضَعُوافِي قَبرِىْ مَعِي جَرِيدَتَينِ قَالَ فَمَاتَ فِي مَفَازَةٍبَينَ كَرمَانَ وَقُومَسَ فَقَالُوا كَانَ يُوصِينَا اَن نَضَعَ فِي قَبرِهٖ جَرِيدَتَينِ وَ هٰذَا مَوضِعٌ لَا نُصِيبُهُمَا فِيهِ فَبَينَمَاهُمْ كَذَالِكَ اِذْ طَلَعَ عَلَيهِمْ رَكْبٌ مِن قَبلِ سَجِستَانَ فَاَصَابُوا مَعَهُمْ سَعفًا فَاَخَذُوا مِنهُ جَرِيدَتَينِ فَوَضَعُوهُمَا مَعَهُ فِي قَبرِهٖ.

(شرح الصدور ۲۰۵/ ۲۰۶)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا (راوی) کہتے ہیں کہ وہ کرمان اور قومس کے درمیان ایک صحرا میں وفات پا گئے تو ساتھیوں نے ذکر کیا کہ وہ تو ہمیں وصیت کرتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھیں اور یہ ایسی جگہ ہے کہ ہم دو شاخوں کو نہیں پاتے پس وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک بجستان کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے ان کے پاس کچھ شاخیں تھیں انہوں نے ان سے دو شاخیں لے لیں اور انہیں ان کی قبر میں ان کے ساتھ رکھ دیا۔

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

عَن مَورِق. قَالَ اَوصٰی بُرَیدَۃ اَن تُجعَلُ فِی قَبرِہٖ جَرِیدَ تَان.

(طبقات الکبری ۷،۱۱۷) (شرح الصدور ۳۰۶)

مورق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں۔

حضرت سیدنا ابوالعالیہ کی وصیت

اِنَّ اَبَا العَالِیَۃ اَوصٰی مُورِقًا العَجِیلی اَنْ تُجعَلُ فِی قَبرِہٖ جَرِیدَۃٌ اَوْ جَرِیدَتَانِ.

بے شک ابوالعالیہ نے مورق العجیلی کو وصیت کی کہ ان کی قبر میں ایک یا دو شاخیں رکھی جائیں۔

(طبقات الکبری ۷/۱۱۷)

قبر پر تسبیحات وتکبیرات پڑھنے سے قبر کا کشادہ ہونا

حدیث نمبر (۴۹)

عَن جَابَر بِن عَبدُاللّٰه انصَارِی رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنہُ قَالَ خَرَجنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰه ﷺ یَومًا اِلٰی سعد بن معاذ حِینَ تُوفِیَ . قَالَ فَلَمَّا صَلّٰی عَلَیہِ رَسُولُ اللّٰه ﷺ وَوُضِعَ فِی قَبرِہٖ وَ سُوِیَ عَلَیہِ. سَبَّحَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ فَسَبَّحنَا طَوِیلًا. ثُمَّ کَبَّرَ فَکَبَّرنَا. فَقِیلَ. یَا رُسُولَ اللّٰه ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن نکلے جب سعد بن معاذ فوت ہوئے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور ان کو قبر میں رکھا گیا اور مٹی ڈال دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تسبیحات پڑھیں پھر ہم نے بھی طویل تسبیحات پڑھیں پھر آپ ﷺ

لِمَ سَبَّحتَ ثُمَّ كَبَّرتَ . قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا لُعَبدِ الصَّالِحِ قَبرُہ' حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَ جَل .

(اخرجه احمد فی مسنده ٣٦٠/٣ برقم ١٤٩٣٤)

نے تکبیرات پڑھیں ہم نے بھی تکبیرات پڑھیں پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے تسبیح اور تکبیر کس لیے پڑھیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ذکر وتسبیحات کا قبر پر پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر وتسبیحات سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی قبر کشادہ ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ بلند آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ سے سن کر صحابہ نے پڑھیں۔

قبرستان سے گزرنے والے کے ملیے ثواب ہی ثواب

حدیث نمبر (۵۰)

عَن عَلِی قَال. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَن مَرَّ عَلَى المَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُل هُوَ اللّٰهُ

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص

Marfat.com

اَحَد اِحدیٰ وَ عِشرِینَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجرُہٗ لِلاَموَاتِ اُعطِی مِنَ الاَجرِ بِعَدَدِ الاَموَاتْ.

قبرستان سے گزرے اور اکیس مرتبہ قل شریف (سورہ اخلاص) پڑھ کر قبرستان والوں کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(کنزالعمال ۱۵/۲۵۵ برقم (۴۲۵۹۶) و فردوس الاخبار ۳۸/۴ برقم (۵۶۰۸) والتزکرۃ فی احوال الموتی ۵۷ و شرح الصدور ۴۰۳ و مظھری و ضیاء القرآن و روح البیان و الرافعی فی تاریخ کذاقال العجلونی فی کشف الخفا ۲/۲۸۲ برقم (۲۶۳) وفی روایۃ (احداعشرۃ مرۃ) گیارہ مرتبہ کا ذکر ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے قبرستان سے گزرنے والے کو حکم فرمایا کہ جب بھی تم مسلمانوں کے قبرستان سے گزرو تو سورۃ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشو تو ان کے علاوہ تمہیں بھی یہ فائدہ ہوگا کہ اس قبرستان میں جتنے بھی مسلمان مردے ہونگے ان کی تعداد کے برابر تم کو ثواب ملے گا

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید کا جو ثواب مردوں کو بخشا جائے گا وہ بھی ان کو پہنچے گا اور فائدہ دے گا۔

جن کو تلاوت قرآن کا ایصال ثواب کیا گیا وہ ثواب بھیجنے والوں کی شفاعت کریں گے۔

حدیث نمبر (۵۱)

ابی ھریرۃ قال. قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ جَعَلْتُ ثَوَابَ قِرَءَاتُ مِنْ كَلَامِکَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْ شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَی اللّٰهِ.

(شرح الصدور ۳۰۴ و مظهری پ ۲۷ و ضیاء لقرآن پ ۲۷)

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر فاتحہ اخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر یہ کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور عورتوں جو یہاں دفن ہیں کو بخشتا ہوں تو یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کریں گے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا بھی جائز ہے اور جن کو ایصال ثواب مذکورہ بالا طریقہ سے کیا جائے گا تو وہ مردے اس ایصال ثواب کرنے والے کی اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔

زندہ کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے گنہگاروں کے عذاب میں تخفیف۔

حدیث نمبر (۵۲)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِیْهَا حَسَنَات.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورہ یٰسین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل

قبرستان پر تخفیف کر دیتا ہے اور اس کو اس میں جتنے مردے ہونگے ان کی تعداد کے برابر ثواب مل جائے گا۔

(شرح الصدور ۴۰۴ والتزکرہ فی احوال الموتی للقرطبی ۸۰ و فردوس الاخبار ۱۰۸/۴ برقم (۵۷۳۴) و مظهری و ضیاء القرآن.)

حدیث نمبر (۵۴)

عَن مَعقَل بنِ یَسَار قَالَ. قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِقرَاُو عَلَی مَوتَاکُم یٰسٓین.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

(اخرجه النسائی فی عمل الیوم والیلة ۵۸۱ برقم (۱۰۷۵) و ابو داود فی السنن کتاب الجنائز ۸۹/۲ و احمد فی مسنده ۲۶.۲۲/۵ و ابن ماجه فی السنن ۱۰۴ والبیهقی فی السنن الکبری ۳۸۳/۳ و فی الشعب الایمان ۵۴۵/۲ برقم (۹۲۳۲) والطبرانی فی الکبیر ۱۸۰/۲۰.. ۱۸۱. ۱۸۹ برقم(۵۱۰. ۵۱۱) والبخاری فی تاریخ الکبیر کتاب الکنی ۵۸برقم(۵۰۵) والبغوی فی شرح السنة ۲۹۰/۵ برقم (۱۳۶۳) و فی معالم ۲۱/۳ و ابن حبان فی الصحیح ۳/۲برقم(۲۹۹۱)و عبدالحق الاشبیلی فی العاقبة ۲۵۵ برقم(۵۷۶) و محمد بن نصر فی قیام الیل ۱۱۸ والحاکم فی المستدرک ۵۶۵/۱ والبیهقی فی السنن الصغیر ۷/۲ برقم (۱۰۱۴))

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

فِی حَدِیثِ اِقْرَاُوا عَلٰی مَوتَاکُم یٰس هٰذَا یَحتَمِلُ اَن تَکُونَ هٰذِهِ القِرَاءَةُ عِندَالمَیِّتِ فِی حَالِ مَوتِهِ وَ یَحتَمِلُ اَن تَکُونَ عِندَ قَبرِهِ.

(التذکرة فی احوال الموتی ۸۰)

یہ حدیث کہ اپنے مردوں پر سورہ یٰسین تلاوت کرو یہ اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ قرات میت کے نزدیک اس حال میں ہو جب وہ مر رہا ہو اور اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ تلاوت اس کی قبر کے نزدیک ہو۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبدالواحد مقدسی کا ہے اور متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔

ابن تیمیہ نے لکھا

یَصِلُ اِلَی المَیِّتِ قِرَاءَةُ اَهلِهِ وَ تَسبِیحُهُم وَ تَکبِیرُهُم وَ سَائِرُ ذِکرِهِم لِلّٰهِ تَعَالٰی اِذَا اَهدُوهُ اِلَی المَیِّتِ وَصَلَ اِلَیهِ.

(فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/ ۳۲۴)

یعنی میت کو اس کے گھر والوں کی قرات تسبیح و تکبیر اور اللہ تعالیٰ کے تمام اذکار کا ثواب جب میت کو ایصال ثواب کیا جائے تو پہنچتا ہے۔

ابن قیم نے لکھا:

وَقَد ذُکِرَ عَن جَمَاعَةٍ مِنَ السَّلَفِ اَنَّهُم اَوصَوا اَن یَقرَاَ عِندَ قُبُورِهِم وَقتَ الدَّفنِ قَالَ عَبدُالحَق یُروِی اَنَّ

تحقیق سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے وصیتیں کی کہ مرنے کے بعد دفن کے وقت ان کی قبروں کے پاس

عَبدُا للّٰہ بِن عُمَر اَمَرَ اَنْ یُقرَأَ عِندَ قَبرِہٖ سُورَۃُ البَقَرَۃ.

(کتاب الروح ۶۴)

قرآن کی تلاوت کرنا عبدالحق نے فرمایا کہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا تھا کہ ان کی قبر کے پاس سورۃ بقرہ تلاوت کی جائے۔

امام نووی فرماتے ہیں

وَذَھَبَ جَمَاعَاتٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّہٗ یَصِلُ اِلَی المَیِّتِ ثَوَابَ جَمِیعُ العِبَادَاتِ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصَّومِ وَالقِرَاۃ وَغیرَ ذَالِک.

(مسلم مع نووی ۱/۱۳)

اور علماء کی کثیر جماعتوں کا موقف یہ ہے کہ میت کو تمام عبادات کا ثواب پہنچتا ہے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا تلاوت وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ۔ قرات علی القبور پر مزید وضاحت کے لیے استاد محترم مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ محمد عباس صاحب رضوی کی تصنیف القول المنصور فی القراۃ علی القبور کا مطالعہ کریں۔

میت کی طرف سے کھانا کھلانا۔

حدیث نمبر (۵۴)

اِنَّ عِمرَان اِبنِ حُصَین لَمَّا احتُضِرَ قَالَ اِذَاا نَا مِتُّ فَشُدُونِی عَلٰی سَرِیرِی بِعِمَامَۃِ فَاِذَا رَجَعتُم فَانحَرُوا

بے شک جب عمران بن حصین کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے کہا کہ میری چارپائی پر مجھے میرے عمامہ سے باندھ دینا

وَاَطْعِمُوا. پھر جب تم واپس جاؤ (جنازہ سے) تو میرے لیے ایک اونٹ کا بچہ ذبح کرنا اور کھلانا۔

(اخرجه وصايا العلماء عندا حضور الموت ۲۷ لـلابـي سليمان محمد بن عبدالله بن احمد. م. ۳۷۹)

مردوں کو نیک ہمسایوں سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۵۵)

عَنِ ابْنِ عَبَّاس عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمُ الْمَیِّتُ فَاَحْسِنُوْ کَفْنَهٗ وَعَجِّلُوْابانجاز وَصِیَّتِهٖ وَ اَعمَقُوْ الَهٗ فِی قَبْرِهٖ وَ جَنِّبُوْهُ جَارَ السُّوْءِ قِیلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ وَهَلْ یَنْفَعُ الجارُ الصَّالِحِ فِی الْاٰخِرَةِ قَالَ هَلْ یَنْفَعُ فِی الدُّنْیَا قَالَ نَعَمْ قَالَ کَذٰلِکَ یَنْفَعُ فِی الْاٰخِرَةِ.

(شرح الصدور ۱۴۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت جلدی پوری کرو اور قبر گہری کھودو اور اسے برے پڑوسیوں سے بچاؤ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا مردے کو اچھا ہمسایہ نفع دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا دنیا میں اچھا ہمسایہ نفع دیتا ہے عرض کی گئی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔

فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا حکم

بعض محدثین کچھ احادیث کو ضعیف کہتے ہیں لیکن اصول حدیث میں ہے کہ حدیث صحیح نہ

ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث ہے ہی موضوع۔ چنانچہ

ملا علی قاری لکھتے ہیں

لَا یَلزِمُ مِن عدمِ الصِحَۃِ وُجودُ الوَضعِ کَمَالا یخفٰی۔ (موضوعات الکبری ۴۴۳)

یعنی کھلی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

مزید فرماتے ہیں کہ

قُلتُ لَا یَلزِمُ مِن عدمِ صِحَّتِہٖ ثُبُوتُ وَضعِہٖ وَغَایَتُہٗ اَنَّہٗ ضَعِیف"۔

(موضوعات الکبری ۴۷)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں غایت یہ کہ ہو ضعیف۔

علامہ زرکشی فرماتے ہیں

قَالَ الزَرکَشی. بَینَ قَولِنَا لَم یَصِحَ وَقَولُنَـا مَـوضُوع، بَون" بَیِّن" فَاِنَّ الوَضعَ اَثبَاتَ الکَذِبِ. وَ قَولُنَا لَم یَصِحَ اِنَّمَا ھُوَا اَخبَار" عَنْ عَدَمِ الثُبوتِ وَلَا یَلزَمُ مِنہ اِثبَاتُ العَدَمِ.

(موضوعات الکبری ۴۷)

علامہ زرکشی نے کہا کہ ہم محدثین کا کسی حدیث کو یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور کسی کو یہ کہنا کہ یہ موضوع ہے اس میں بڑا فرق ہے۔ موضوع کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت جھوٹی بنائی ہوئی ہے اور جب ہم یہ کہیں کہ یہ صحیح نہیں (یعنی ضعیف ہے) اسکے یہ معنی نہیں کہ یہ حدیث جھوٹی بنائی ہوئی ہے بلکہ اس کا حال تو سلب ثبوت ہے۔

ابو طالب محمد بن علی مکی فرماتے ہیں

الاَحَادِيثُ فِي فَضَائِلِ الاَعمَالِ وَ تَفضِيلِ الاَصحَابِ مُتَقَبَّلَة'' مُحتَمِلَة'' عَلىٰ كُلِّ حَالٍ مَقَاطِيعِهِمَا وَ مَرَاسِيلِهَا لَا تُعَارِضُ وَلَا تُرَدُّ. كَذٰلِكَ كَانَ السَّلفُ يَفعَلُونَ.

یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے گی اور نہ انہیں رد کیا جائے گا آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

(قوت القلوب فی معاملة المحبوب ۱/۱۷۸)

ابن عبدالبر فرماتے ہیں

وَقَد قَالَ اِبنِ عَبدُالبَر. اِنَّهُم يَتَسَاهَلُونَ فِي اُلحَدِيثِ اِذَا كَانَ مِن فَضَائِلِ الاَعمَالِ.

اور تحقیق ابن عبدالبر نے کہا کہ جب حدیث فضائل اعمال کے بارہ میں ہو تو علماء اس میں تساہل فرماتے ہیں۔

(المقاصد الحسنة ۲۳۵)

امام احمد بن حنبل۔ امام ابن مہدی۔ امام ابن مبارک اور امام جلال الدین سیوطی۔

وَ يَجُوزُ عِندَاَهلِ الحَدِيثِ وَ غَيرِهِم التَّسَاهُلُ فِي الاَسَانِيدِ الضَّعِيفَةِ وَ رِوَايَة'' مَا سِوَى المَوضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ وَالعَمَلُ بِهِ. (تدریب الراوی ۲۹۸)

اور محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے

اور اسی صفحہ پر ہے کہ

ابن حنبل و ابن مهدی و ابن المبارک. قالوا اذا رَوَینا فِی الحَلالِ وَالحَرامِ شَدَد ناوَ اِذا رَوَینا وَفي الفَضائِلِ وَ نَحوِهَا تَساهَلنَا.

(تدریب الراوی ۲۹۸)

یعنی امام احمد بن حنبل۔ امام ابن مہدی اور امام ابن مبارک وغیرہم سے اس کی تصریح منقول ہے وہ فرماتے ہیں جب ہم حلال و حرام میں حدیث روایت کریں تو سختی کرتے ہیں اور جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی کرتے ہیں۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

امام ابوزکریا نووی شارح مسلم لکھتے ہیں۔

قَالَ العُلَماءُ مِنَ المُحَدِّثِینَ وَالفُقَهاءُ وَغَیرُهُم یَجُوزُ وَ یَستَحِبُّ العَمَلَ فِی الفَضَائِلِ وَالتَّرغِیبِ وَالتَّرهِیبِ بِالحَدِیثِ الضَّعِیفِ مالَم یَکُن مُوضوعاً

(اذکار المنتخبة من کلام سید الابرار ﷺ ۷)

محدثین و فقہا وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک باتوں کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں

وَالضَّعِیفُ یُعمَلُ بِهِ فِی فَضائِلِ

اور ضعیف احادیث پر فضائل اعمال میں

الاَعمَالِ اِتِّفَاقًا. وَلِذَا قَالَ اَئِمَّتُنَا. اَنَّ مَسحَ الرَّقَبَةِ مُستَحَبٌ" اَوْ سُنَّةٌ. (الموضات الكبری)

بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

وَرَدَ فِی فَضَائِلِ رَجَبِ الاَحَادِیثُ بِاَسَانِیدِ ضَعِیفَةٍ لاَ بَاسَ بِالعَمَلِ بِهَا فَاِن وَجَدَ فِی نَفسِهٖ قُوَّةً فَلیَعمَل بِهَا.

(انتباء فی سلاسل اولیاء ۲۹)

اور رجب کے مہینے کی فضیلتوں میں حدیثیں ضعیف سندوں سے آئی ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں پس اگر اپنی جان میں قوت پائے تو ان پر عمل کرے۔

شارح شفا خفاجی فرماتے ہیں۔

اَلَّذِی یُصلِحُ لِلتَّعوِیلِ عَلَیهِ اَنْ یُقَالَ اِذَا وَجِدَ حَیثُ فِی فَضِیلَةِ عَمَلٍ مِنَ الاَعمَالِ لَا یَحتَمِلُ الحُرمَةَ وَالکَرَاهِیَّةَ یَجُوزُ العَمَلَ بِهٖ وَ یَستَحِبُ لِاَنَّهٗ مَامُونُ الخَطرِ وَ مَرجُوٌّ النَّفعِ.

یعنی اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت وکراہت کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز ومستحب ہے کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

(نسیم الریاض شرح شفا ۱/۴۳)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَن بَلغهٗ عَنِ اللّٰهِ شَیء" فِیهِ فَضِیلَةٌ" فَاخَذ بِهٖ ایمانًا وَ رَجَاءَ ثَوَابِهٖ اَعطَاءُ

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ

اللّٰہُ ذالکَ و ان لم یکنْ کذالکَ. تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس کے ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

(کنز العمال ۱۵/۷۹۱ برقم ۴۳۱۳۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ

مَاجآءَ کُم عَنّی مِن خیرٍ قُلتُه' اَوْ لَمْ اَقُلْه' فَاِنّی اَقُولُه' وَمَاجآءَ کُم عَنّی من شرّ فانّی لا اَقُولُ لِشّرّ. کہ تمہیں جس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

(احمد فی مسندہ ۲/۳۶۷ (برقم ۸۷۸۷) و ۲/۴۸۳ برقم (۱۰۲۷۳)

ابن ماجہ میں ہے

مَا قِیلَ مِنْ قولِ حسنٍ فانا قُلتُه'. یعنی جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے فرمائی ہے۔

(ابن ماجہ ۴)

وفی روایۃِ خُذُوا بِہٖ حدّثتُ بِہٖ اَوْ لَمْ اُحدِثْ بِہٖ. اس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ۔

(کنز العمال ۱۰/۲۲۹ برقم ۲۹۲۱۰)

اہل علم کے عمل کرنے سے بھی ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

رواہ الترمذی وقال هذا حدیثٌ غریبٌ والعملُ علی هذا عندَ اهل العلمِ. قال النووی و اسنادُہ ضعیفٌ نَقَلَهُ میرک فکان الترمذی یُرِیْدُ تقویة الحدیث بعمل اهل العلم. والعلم عندا لله تعالی کما قال الشیخ محی الدین ابن عربی انه بلغنی عن النبی ﷺ انه من قال لا اله الا الله سبعین الفا. غفرالله تعالی. ومن قیل له غفرله ایضا فکنت ذکرت التهلیلة بالعدد المروی من غیران انوی لا حد بالخصوص فحضرت طعامامع بعض الاصحاب و فیهم شاب مشهور بالکشف. فاذا هو فی اثناء الاکل اظهر البکاء. فسالته عن السبب. فقال اری امی فی العذاب فوهبت فی باطنی ثواب التهلیلة المذکورة لها فضحک و قال انی اراها الان فی حسن الماب فقال

یعنی امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ اعلم اس کی نظیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا مجھے حضور اقدس ﷺ سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو۔ میں نے لا الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا اس میں کسی کے لیے خاص نیت نہ تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں

الشیخ فعرفت صحۃ الحدیث بصحۃ کشفہ و صحۃ کشفہ بصحۃ الحدیث.

امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں تو میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے جانی۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ۲: ۹۸ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۵)

امام سیوطی تعبقات میں امام بیہقی سے ناقل ہیں

تداولھا الصالحون بعضھم عن بعض و فی ذالک تقویۃ الحدیث المرفوع.

یعنی صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔

(تعقبات علی الموضوعات ۱۳)

اسی میں فرمایا

قد صرح غیرو احد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ و ان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ

معتمد علما نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لیے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

(تعقاب علی الموضوعات ۱۲)

یہ ارشاد علماء احادیث احکام کے بارہ میں ہے پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم ۴۷۷)

عبدالستار غیر مقلد! ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید.
(فتاوی ستاریه ۴ ,۷ ۳ کراچی)

یعنی سنت پر مضبوطی سے عمل کرتے رہنے کی حدیث میں تاکید ہے خصوصاً جب لوگ اس پر عمل نہ کرنے دیں بلکہ فساد کریں ایسے وقت تو ضرور ہی عمل کرنا چاہیے۔

ایصال ثواب عند المتقدمین والموخرین

نمبر (۱)

اُم المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللّٰه تعالی عنها اَعْتَقَتْ عَنْ اَخِیْهَا عبدُالرحمن رَقِیْقًا مِنْ تلادِهٖ تَرْجُوْ اَنْ یَنْفَعُهٗ ذَالِکَ بَعْدَ مَوْتِهٖ.

بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمان کے لیے اس امید پر ایک غلام آزاد کیا ان کی وفات کے بعد کہ ان کو اس سے نفع حاصل ہو۔

(شرح الصدور ۱۰۳ والتزکرة الموتی للقرطبی ۴۸)

نمبر (۲)

امامین کریمین شہزادگان علی المرتضٰے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حیدر کرار کے ایصال ثواب کے لیے غلام آزاد کرنا۔

اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ کَانَ یُعْتِقَانِ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللّٰه تعالی عنه بَعْدَ

بے شک حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی المرتضٰے رضی

مَوْتِہٖ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳ ۳۷۷ و شرح الصدور ۴۰۱ والتزکرۃ الموتی للقرطبی ۴۸)

اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ان کے وفات کے بعد غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

نمبر (۳)

طریقہ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

عن الشَّعْبِی قَالَ. کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ.

امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(الامر بالمعروف والنھی عن المنکر للخلال ۱۲۳ و مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۶ ۲۳ و شرح الصدور ۴۰۳ و تذکرۃ الموتی للقرطبی ۴۹و کتاب الروح ۲۶ بحوالہ القول المنصور)

نمبر (۴) امام طاوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اِنَّ الْمَوْتٰی يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ سَبْعًا فَكَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْاَيَّامِ.

کہ بے شک مردے سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو وہ (یعنی صحابہ) سات دن تک ان کی طرف سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے

(حلیۃ الاولیاء ۴ ۱۱ و احوال القبور و احوال اھلھا الی النشور ۱۴ وشرح الصدور ۱۹۴)

نمبر (۵) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عن احمد بن حنبل قَالَ اِذَا دَخَلْتُمْ مِنْ مَقَابِرِ فَاقْرَؤُا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد وَجْعَلُوْا ذَالِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ قُوْلُوْ اللّٰهُمَّ اِنْ فَضْلَهٗ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ.

محمد بن احمد مروزی سے روایت ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور فلق و ناس پڑھ کر ثواب قبرستان والوں کی ارواح کو پہنچاؤ بے شک وہ انہیں پہنچے گا پھر تم کہو کہ اے اللہ اس کو قبرستان والوں کے لیے فضیلت بنا۔

(المغنی لابن القدامۃ المقدسی ۱/۴۳۶ لفظہ و طبقات الحنابلہ لابن ابی یعلی ۱۹۶ و العاقبۃ لعبدالحق ۲۵۵ برقم ۵۷۸ و شرح الصدور ۴۰۴ و تزکرۃ الموتی للقرطبی ۵۰)

یاد رہے پہلے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرات علی القبور کا انکار کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ ابن قیم وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے۔

قرات علی القبور پر امام احمد بن حنبل کا رجوع۔

اخبرنی الحسن بن احمد الوراق حدثنی علی بن موسی الحداد وکان صدوقا. قال کُنْتُ مَعَ احمدَ بن حنبل و محمد بن قدامة الجوهری فِی جنازَةٍ. فَلَمَّا دُفِنَ الْمَيِّتُ جَلَسَ رَجُل" ضَرِيْرًا يَقْرَأُ

امام ابوبکر خلال کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن احمد الوراق نے کہ مجھ سے بیان کیا علی بن موسیٰ الحداد نے جو صدوق ہیں نے کہا کہ میں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن قدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا جب میت کو دفن کر دیا گیا تو ایک

عِـنْـدَالْقَبْرِ. فَقَالَ لَهٗ احمد یَاھٰذَا اِنَّ الْـقِرَأَةَ عِنْدَ الْقَبْرِ بِدْعَةٌ" فَلَمَّا خَرَجْنَا مِـنَ الْـمَـقَـابِرِ قَال محمد بن قدامة لاحـمـد بـن حـنـبـل یَـا ابا عبداللّٰهِ مَـاتَقُوْلُ فِی مبشر الحلبی. قَالَ ثِقَةٌ" قَـالَ کَتَبْـتُ عَـنْــهُ شَیْـأً! قَـالَ نَعَمْ فَاَخْبَرَنِیْ مبشر عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْـعلاء بْـنِ الْـلَّـجْلاج. عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ اَوْصٰی اِذَا دُفِنَ اَنْ یُّقْرَاءُ عِنْدَ رَأْسِهٖ بِـفَـاتِـحَةِ الْـبَـقَـرَةِ وَ خَاتِمَتِهَا. وَقَالَ سَـمِـعْـتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللہ تعالی عنه یُوْصِیْ بِذَالِکَ فَقَالَ لَهٗ احمد فَارْجِعْ وَقُلْ لِلرَّجُلِ یَقْرَاءُ.

(الامر بـالـمـعـروف والـنـهـی عن المنکر لـلـخـلال ۱۲۲ و کـتـاب الـروح ۵۲ و المغنی لابن قدامة ۵۱۹،۵۱۸/۳)

نابینا شخص قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے بیٹھا تو امام احمد بن حنبل نے اس سے کہا قبر کے پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے راوی کہتے ہیں جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن قدامہ نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ مبشر حلبی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو امام احمد نے کہا کہ وہ ثقہ ہے کہا کیا میں اس سے روایت لے سکتا ہوں تو امام احمد نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی مبشر حلبی نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن العلاء بن للجلاج سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد نے وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میرے سرہانے سورۃ بقرۃ کا اول و آخر تلاوت کرنا کیونکہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ انہوں نے یہی وصیت فرمائی تھی تو امام احمد نے ان سے فرمایا کہ فوراً پلٹ جاؤ اور اس شخص کو کہہ کہ وہ قرآن مجید پڑھے۔

نمبر(٦) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قَالَ الزعفرانی! سَاَلْتُ الشَّافعی عَنِ القِرَاءَ ةِ عِنْدَالْقَبْرِ فَقَالَ لَا بَأسَ بِهٖ. زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے سوال کیا کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(الامر بالمعروف و نهی عن المنکر للخلال ۱۲۳ شرح الصدور ۴۰۳)

نمبر(٧) مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا کہ مالک بن دینار سے روایت ہے کہ میں جمعۃ المبارک کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے بھائیوں کے لیے میں نے اس کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ کس نے ہدیہ بھیجا ہے تو آواز آئی ایک مومن بندہ اس قبرستان میں آیا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں قُلْ یَاَیُّھَاالْکَافِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھا اور کہا اے اللہ میں ان دو رکعتوں کا ثواب ان تمام قبرستان والے مسلمانوں کو بخشتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا اور ہماری قبروں کو مشرق و مغرب میں وسعت دی اور فرحت پیدا فرمادی۔

قَالَ مالک فَلَمْ اَزِلْ اَقْرأُهُمَا فِیْ كُلِّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِی ﷺ فِیْ مَنَامِیْ يَقُوْلُ لِیْ. يَا مالک بْن دِيْنَار قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ بِعَدَدِ النُّوْرِ الَّذِیْ اَهْدَيْتَه' اِلٰی اُمَّتِیْ وَلَکَ ثَوَابُ ذالک ثُمَّ قَالَ لِیْ وَ بَنَی اللّٰهُ لَکَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ فِیْ قَصْرُ يُقَالُ لَه' الْمُنِيْفُ قُلْتُ وَمَا الْمُنِيْفُ. قَالَ الْمطلُّ عَلٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ.

(شرح الصدور ۳۹۶)

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ ہر جمعہ کی رات کو دو رکعت اس طرح پڑھ کر مسلمانوں کی ارواح کو بخشتا۔ پس ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے مالک بن دینار بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا ہے۔ جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا تحفہ بھیجا ہے اتنا ہی ثواب اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے عرض کی منیف کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔

نمبر (۸) مُردوں کے لیے قرآن خوانی کرنا

قَالَ الْحافظ شمس الدّين بْن عبدالواحد مَازَالُوْا فِیْ كُلِّ مِصْرٍ يجتمعُوْن و يقرأون لِموْتهم مِنْ غيْرِ نكِيْرٍ فكان ذٰلِکَ اِجْماعًا.

حافظ شمس الدین عبدالواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قرات کرتے ہیں اور کبھی

کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا گویا کہ اس پرامت کا اجماع ہے۔ (مظھری زیر آیت و ان لیس للانسان الا ما سعی ضیاء القرآن ایضا)

نمبر (۹) امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی

وَلَنَا مَا ذَكَرْنَاهُ وَاَنَّهُ اِجْمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُمْ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَّ مِصْرٍ يَجْتَمِعُوْنَ وَيَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَهْدُوْنَ ثَوَابَهُ اِلٰى مَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ.

اور ہمارے دلائل سے جو کہ ہم نے بیان کیے ہیں اور یہ کہ اس پر اجماع ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سے ہر دور میں اور ہر شہر میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے مرنے والوں کو بخشتے ہیں اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ۲/۴۲۹)

نمبر (۱۰) حضرت حماد مکی

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور میں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان والے حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کیا قیامت قائم ہوگئی ہے۔

قَالُوْا لَا وَلٰكِنْ رَجُلًا مِنْ اِخْوَانِنَا قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهُ مُنْذُ سَنَةٍ.

انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(شرح الصدور ۴۰۴)

نمبر (۱۱) امام خیثم کی وصیت

عَنْ خَیْثَم اَنَّه، اَوْصٰی اَنْ یُّدْفِنْ فِیْ قَبْرَۃً فَقَرَأَ قَوْمُه، امام خیثم نے وصیت فرمائی کہ ان کو قبرستان میں دفن کیا جائے تو ان کی قوم ان پر قرآن پڑھے۔

(کتاب الزھد لامام احمد ۴۲۹)

نمبر (۱۲) امام ابن الصلاح

ایک سوال کہ کیا انسان کو جائز ہے کہ وہ قرآن پڑھے اور اس کا ثواب اپنے والدین واقربا کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم ہدیہ کرے اور کیا قرآن پڑھنا قبر کے قریب یا دور اس میں فرق ہے جواب فرماتے ہیں کہ

اَمَّا قَرَأَۃُ الْقُرْآن فَفِیْهِ خِلَافٌ بَیْنِ الْفُقَھَاء وَالَّذِیْ عَلَیْهِ عَمِلَ اَکْثَرَا لنَّاسِ تَجْوِیْزًا ذٰلِکَ وَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّقُوْلُ اِذَا اَرَادَ ذٰلِکَ اَللّٰھُمَّ اُوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأتُه لِفُلَانٍ وَلِمَنْ یُرِیْدُ فَیَجْعَلُه، دُعَاءِ وَلَا یَخْتَلِفُ فِیْ ذٰلِکَ الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ۔ یعنی قرات قرآن کے ثواب پہنچانے میں فقہا کا اختلاف ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ جائز ہے اور چاہیے کہ وہ یوں کہے اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا اور جس کو چاہے اس کو دعا میں شامل کرے اور قبر کے قریب یا دور پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(فتاوی و مسائل ابن الصلاح ۱/۱۹۲.۱۹۳)

نمبر (۱۳) امام قرطبی

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فتوی دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا جب وہ فوت ہوئے تو ان کے دفن کے بعد ان کے اصحاب نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کو قرات

قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا یہ کیسی بات ہے۔

قَالَ لَہٗ كُنْتُ اَقُوْلُ ذَالِکَ فِی دَارِ الدُّنْيَا وَالْاٰنَ فَقَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ لَمَّا رَاَيْتُ مَنْ كَرَمِ اللّٰهِ فِی ذَالِکَ وَاَنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِ ثَوَابُ ذَالِکَ.

فرمایا دنیا میں تو میں ایسا ہی کہا کرتا تھا پس اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ میں نے یہاں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔

(شرح الصدور ۳۰۳)

نمبر (۱۴) امام جلال الدین سیوطی

قَالَ السیوطی وَاَمَّا الْقِرَائَةُ عَلَى الْقَبْرِ فَجَزَمَ" بِمَشْرُوْعِيَّتِهَا اَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ.

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ قبر پر قرآن مجید پڑھنے کے جواز پر ہمارے اصحاب اور دوسرے حضرات نے یقین کیا ہے یعنی اس کے جواز میں کوئی شک و شبہ نہیں

(شرح الصدور ۳۰۳)

نمبر ۱۵ فتاویٰ نووی

يَصِلُهٗ ثَوَابُ الدُّعَاءِ وَ ثَوَابُ الصَّدَقَةِ بِالْاِجْمَاعِ وَاُخْتَلَفُوْا فِی ثَوَابِ الْقِرَائَةِ فقال احمد و بعضُ اصحاب الشافعی. يَصِلُ وقال الشافعی وَالْاَكْثَرُوْنَ لا يَصِلُ.

یعنی میت کو دعا اور صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اس پر اجماع ہے اور اختلاف قرأت کے ثواب پہنچنے میں ہے پس امام احمد اور بعض شوافع نے کہا کہ پہنچتا ہے اور امام شافعی اور ان کے اصحاب میں سے زیادہ نے کہا کہ نہیں پہنچتا۔

(فتاوی الامام النووی ۵۹)

نمبر(۱۵) امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغانی

الاصلُ فی ھذا البَاب اِنَّ اِلانسانَ اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت کے
له' اَنْ یَجْعَلَ ثواب عَمَلِه لِغَیرِہٖ نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے
صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ غَیرِھَا کو دے سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا
عِندَ اَھلِ السُنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ. ان کے علاوہ۔

(الھدایہ مع الدرایۃ باب الحج عن الغیر ۲۹۶)

نمبر(۱۶) غیر مقلدین کے امام شوکانی لکھتے ہیں۔

وَ قَالَ فِی شَرحِ الْکنزِ اِنَّ لِلاِنْسَانِ اور کہا کہ شرح کنز میں ہے کہ بے شک
اَنْ یَجعَلَ ثَوابَ عَمَلٍ لغیرہ صلٰوۃً انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو دے
کَانَ اَوْ صَومًا اَوْ حجًا اَوْ صدقۃ اَوْ سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ ہو یا
قِرَاۃِ الْقُرآنِ اَوْ غیر ذَالِکَ مِنْ قرات قرآن یا ان کے علاوہ ہر قسم کی نیکی
جَمِیعِ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَ یَصِلُ ذَالِکَ اہل سنت کے نزدیک میت کو ان کا ثواب
اِلَی الْمَیِّتِ وَ یَنفَعُه' عِندَاَھْلِ اُلسُنَّۃِ. پہنچتا ہے اور نفع دیتا ہے۔

(نیل الاوطار ۴،۹۹)

نمبر(۱۷) شاہ عبدالحق محدث دہلوی

و مستحب است که تصدق کردہ اور مستحب ہے کہ میت کے اس دنیا سے
شود از میت بعد از رفتن او از عالم جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف

تا هفت روز و تصدق از میت نفع میکند او را بے خلاف میان اهل علم و وارد شده است دراں حدیث صحیحه خصوصاً و بعضے از علماء گفته اند که نمی رسد به میت مگر صدقه و دعا و در بعض روایات آمده است که روح میت می آید خانه خود را شب جمعه پس نظر میکند که تصدق میکند از وے یانه.

سے صدقہ وخیرات کیا جائے کہ میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا اسے نفع دیتا ہے اس میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اس کے جواز میں خصوصاً احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میت کی روح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔

(اشعه اللمعات ۱:۷۱۶)

تلاوت قرآن کے متعلق لکھتے ہیں

واختلاف کردہ اند در رسانیدن ثواب قرآن برائے میت و وصول ثواب آں بدو قول صحیح وصول است و مکروہ نیست قرات قرآن برقبر **و هو الصحیح** ذکرہ الشیخ ابن الہمام۔

(اشعه اللمعات ۱/۶۹۷)

اور میت کے لیے قرآن کی تلاوت کا ثواب کرنے اور پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ پہنچتا ہے۔ اور قبر پر قرآن پڑھنا مکروہ نہیں ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ ابن الہمام نے ذکر کیا ہے۔

نمبر (۱۸) علامہ ثناء اللہ پانی پتی

جمهور فقهاء حکم کرده اند که ثواب قرات قرآن و اعتکاف وغیره هر عبادت بمیت میرسدو به قال ابو حنیفه و مالک و احمد وحافظ شمس الدین بن عبدالواحد گفته اند که از قدیم در شهر مسلمانان جمع می شوند و برائے اموات قرآن مجید می خوانند پس اجماع شد.

کہ جمہور فقہاء نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اعتکاف کرنے اور اسی طرح ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے امام ابو حنیفہ۔ امام مالک امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے کہا کہ ہر شہر میں مسلمان زمانہ قدیم سے اکٹھے ہو کر مردوں کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں پس اس پر اجماع ہے۔

(تذکرة الموتی والقبور ۴۹)

نمبر (۱۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

طعامیکه ثواب آں نیاز حضرت امامین کریمین نمایند و بر آں فاتحه و قل و درود خوانند تبرک می شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاوی عزیزی ۱/۷۱)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب امامین حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

نمبر (۲۰) محمد جعفر بن عبدالکریم سندھی ۱۰۰۰ھ

وَالسُّنَۃ اَنْ یَتَصَدَّق وَلِیُّ الْمَیِّتِ قَبْلِ مضی اللَّیلۃ الاُوْلٰی ما تیسر لہٗ فان لَمْ یجد شیئا فلیصلّ رکعتین و یقراءُ فی کُلِّ رکعۃٍ بفاتحہ الکتابِ وَ آیۃِ الکرسیّ وَ سُورۃِ التکاثُر عشر مرّاتٍ فاذا فرغ قال اللّٰھُمَّ صلّیتُ ھٰذہِ الصّلٰوۃ وَ انتَ تعلَمُ بِمَا اَرَدْتُ بِھَا اَللّٰھُمَّ ابْعَثْ ثَوَابَھَا اِلٰی قبرِ فلان المَیّت فَاِنَّ اللّٰہَ تعالٰی یُعطیہ ثوابًا جزیلاً وَ نُورا حسنًا و درجۃ و شفاعۃً و یستحبُّ انْ یتصدّق عنِ المَیّتِ بعدہٖ اِلٰی سبعۃِ ایّامٍ فِی المصابیحِ قَالَ النّبیّ ﷺ لا یاتی علی المَیّتِ لَیلۃ" اشدُّ منْ اوّل لیلۃ فارحمُوْا موتاکُمْ بشیءٍ من الصّدقۃِ.

(المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ ۳۰۹)

اور سنت یہ ہے کہ میت کا ولی پہلی رات گزرنے سے پہلے صدقہ کرے جو اس کو میسر ہو اور اگر صدقہ کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تو وہ دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورۃ التکاثر دس مرتبہ پڑھے اور جب فارغ ہو تو کہے اے اللہ میں نے یہ نماز پڑھی اور تو جانتا ہے کہ میں اس کے ساتھ کیا چاہتا ہوں اے اللہ اس کا ثواب فلاں مرنے والے کی قبر میں بھیج پس اللہ تعالیٰ اس کو ثواب جزیل اور حسین نور عطا فرمائے گا اور اس کا درجہ بڑھائے گا اور اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا اور مستحب یہ ہے کہ میت کی طرف سے اس کے بعد سات دن تک صدقہ کرے اور مصابیح میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت پر سب سے سخت اس کی پہلی رات ہوتی ہے پس اپنے مرنے والوں پر کوئی شے صدقہ کر کے رحم کرو۔

مزید آگے لکھتے ہیں

رَجُل "اَعتَقَ عَبدَہ' عَنْ اَبِیہِ الْمَیِّتِ فَالُو لاءِ لَہ' وَالْاَجْرُ لِلاَبِ مِن غَیرِ اَنْ یُنقَصَ مِن اَجرِ الْاِبنِ وَ کَذٰلِکَ الصَّدَقَاتُ وَالدَّعْوَاتُ لِوَالِدَیہِ وَلِجَمِیعِ الْمُؤمِنِینَ وَالْمُؤمِنَاتِ یَکُوْنُ الْاَجرُ لِوَالِدَیہِ وَالْجَمِیعِ الْمُؤمِنِینَ وَالْمُؤمِنَاتِ فِی التَّاتَارْ خَانِیَۃِ اَلْاَفْضَلُ لِمَنْ یَتَصَدَّقَ نَفْلاً اَنْ یَنْوِیَ لِجَمِیعِ الْمُؤمِنِینَ وَالْمُؤمِنَاتِ لِاَنَّھَا تَصِلُ اِلَیھِم وَلَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیءٌ".

(المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ ۳۰۹/۳۱۰)

یعنی آدمی نے غلام آزاد کیا اپنے مرنے والے باپ کی طرف سے تو ولاء اس کے لیے اور اجر اس کے باپ کے لیے ہے اور بیٹے کے اجر سے کچھ کم بھی نہیں ہوگا اور اسی طرح والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے صدقات اور دعائیں کہ ان کا اجر والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو ہوگا اور فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ جو نفلی صدقہ کرے اس کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے نیت کرے کیونکہ وہ ان کو پہنچے گا اور اس کے اجر میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا۔

نمبر (۲۱) شاہ ولی اللہ کا تیجہ اور قرآن خوانی

روز سوم کثرت هجوم مردم آں قدر بود که بیروں از حساب است هشتاد و یک کلام الله به شمار

تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو

آمدہ و زیادہ ھم شدہ باشد و کلمہ اندازہ نہیں۔
ر احصر نیست.

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز ۸۰ بحوالہ جاء الحق)

نمبر (۲۲) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی اور بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدادیہ ۱۲۹)

نمبر (۲۳) مروجہ طریقہ ایصال ثواب اور پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی۔

پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدسرہ کی اور دسواں۔ بیسواں۔ چہلم ششماہی سالنامہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر ایصال ثواب کے قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب اس فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور یہی عمل در آمد

اس مسئلہ میں رکھنا چاہیے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیحات وتشریحات مفتی خلیل احمد برکاتی صاحب ۱۴۱۔۱۴۹)

نمبر (۲۴) رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور فاتحہ مروجہ

سوال. فاتحہ مروجہ یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چہ حکم دارد.

یعنی فاتحہ مروجہ کہ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب!

واگر کسے این طور مخصوص بعمل آوردان طعام نمی شود بخوردنش مضائقہ نیست و ایں را ضروری دانستن مذموم است و بھتر آنست کہ ھرچہ خواھند خواندہ ثواب آں بمیت رسانند و طعام رابہ نیت تصدق بفقراء خونند و ثوابش نیز باموات رسانند

اور اگر کوئی اس مخصوص عمل کو بجالائے تو کھانا حرام نہیں ہوتا اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کو ضروری جاننا (فرض واجب وغیرہ) بری بات ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھا گیا ہو اس کا ثواب میت کو بخش دیا جائے اور کھانا صدقہ کی نیت سے فقیروں کو کھلا دیا جائے اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچا دیا جائے۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ اول ۱۵۲ کراچی)

نمبر (۲۵) شاہ اسمٰعیل دہلوی

اور یہ گمان نہ کریں کہ فوت شدہ لوگوں کو طعام سے فائدہ پہنچانا اور ان کی فاتحہ

خوانی ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ یہ کام تو بہت بہتر اور افضل ہے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ رسم کا پابند نہ ہونا چاہیے تاریخ اور دن اور طعام کی جنس اور قسم کی تعین کے بغیر جس وقت اور جس قدر کہ موجب ثواب ہو بجالائے اور جب میت کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو اسے کھانے کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب بہت ہے۔

(صراط مستقیم مترجم ۸۹ ادارہ نشریات لاہور)

نمبر (۲۶) اشرف علی تھانوی دیوبندی

اور بعض محض اللہ تعالیٰ کے لیے نیاز دیتے ہیں اور ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طعام کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچادے یہ جائز ہے اور ایسا طعام وشیرینی حلال ہے بلکہ ثواب ہے۔ (فتاویٰ اشرفیہ ۱۵۳ کراچی)

نمبر (۲۷) مولوی ظہیر الدین نبیرہ شاہ رفیع الدین دہلوی اور ایک قطرہ پانی کی وجہ سے قبر میں انعام۔

راقم کے روبرو حضرت نے فرمایا کہ پرانے شہر دہلی میں ایک شخص رہتا تھا وہ مر گیا ایک دختر اس نے چھوڑی ایک شخص نے اس متوفی کو خواب میں دیکھا کہ میری بیٹی سے کہو کچھ للہ میرے واسطے خیرات کرے صبح کو اس نے اس کی بیٹی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ آوارہ ہو کر طوائفوں میں مل گئی اور شاہجہان آباد میں ہے یہ شخص گیا تو کوٹھے پر بازار میں رہتی تھی اور کواڑوں کو قفل لگا ہوا تھا۔ معلو ہوا کہ دریا پر واسطے غسل کے

گئی ہے یہ شخص جمنا گھاٹ پر گئے دیکھا کہ وہ کئی مردوں کے ساتھ نہا رہی ہے اور چھینٹوں سے آپس میں لڑ رہی ہے انہوں نے کنارے پر سے اس کے باپ کا پیغام ادا کیا اس نے سنتے ہی ایک دو ہتڑ پانی بھر کر پھینکا اور کہا کہ یہ میں نے اللہ کے واسطے دیا۔ یہ شخص شرمندہ ہو کر چلے گئے اسی رات اس مرد کو یعنی اس کے باپ کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا میں نے جا کر دیکھا کہ اس کی اوقات سب خراب ہو گئی ہے اس نے کہا خیر یہ اس کے عمل ہیں لیکن اس نے جو دو ہتڑ بھر کر پھینکا تھا اس کا ایک قطرہ ایک جانور کے حلق میں جو متصل کنارے دریا کے بہت پیاسا تھا پہنچا اس کے عوض میرے اوپر بڑے انعام حق تعالیٰ نے کیے میں تمہارا بڑا شکر گزار ہوں۔ (کمالات عزیزی ۱۸)

نمبر (۲۸) غیر مقلدین کے علماء شوکانی۔ محمد بن اسمٰعیل میر نذیر حسین ثناء اللہ وغیرہم۔

جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسمٰعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب' قرات قرآن وعبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں کہ!

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الدُّعَاءَ مُتفق'' عَلَيْهِ اَنَّه'	اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو
يَنفَعُ الْمَيِّتَ وَالْحَيَّ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ	بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی نزدیک ہو
وَغَيْرِهَا وَ عَلٰى ذَالِكَ اَحَادِيْث''	یا دور اور اس کے متعلق بہت سی حدیثیں
كَثِيْرَة'' بَلْ كَانَ اَفْضَلُ اَنْ يَّدْعُوْا	وارد ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے

لِاَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيبِ.   بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔

(فتاوی نذیریہ ۱/۴۲۲ و فتاوی ثنائیہ ۲/۳۹ و نیل الاوطار ۴/۱۰۰)

نمبر (۲۸)   فتاوی علمائے حدیث

سوال: میت کے ایصالِ ثواب اور مغفرت کیلئے قرآن مجید اور بخاری شریف یا دیگر وظائف مثلاً حصن حصین اور دینی کتب کا ختم کرانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ میرا مسلک وہی ہے جو حضرت مولانا و مرشدنا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری کا ہے۔ آپ کا فتویٰ فتاوی نذیریہ جلد اول ص: ۴۴۱ پر درج ہے۔ بعینہٖ آپ کے فتویٰ کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

متاخرین علمائے اہلحدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلا بتایا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ قرأت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ از روئے دلیل زیادہ قوی ہے۔ اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ حق کہا ہے (مگر احادیث غیر اللہ سے بھی ثابت ہے پشتی مفرد) یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کیلئے قرأۃ قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی اور بدنی میں قرأۃ قرآن ہو یا نماز یا روزہ۔ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔ ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام جلد اول ص: ۲۰۷ میں ہے۔

ان هذه الا دعية و نحو ها نا فعة للميت بلا خلاف و اما غير ها من قرأة القرآن فالشا فعي يقول لا يصل ذالك اليه. و ذهب احمد و جماعة من العماء الى وصولِ ذالک اليه. و ذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب علمه لغيره صلوٰة كان اوصوما او حجا او صدقة او قرأة قرأن اوذكرا اوای نوع من انوع القرب و هذا هو القول الارجح دليلا و قد اخرج الدارقطني ان رجلا سأل النبی صلی الله عليه وسلم انه كيف يبر ابويه بعد موتهما فاجابه بانه يصلی لهما مع صلوته و يصوم لهما مع صيامه د واخرج ابوداؤد من حديث معقل بن يسارٍ عنه صلی الله عليه وسلم . اقرو اعلی

یعنی یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثلِ ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں۔ بلا اختلاف میت کے لئے قرآن پڑھنا۔ سو امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے۔ کہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور علمائے اہلسنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے، نماز ہو، یا روزہ یا صدقہ یا قرأۃ قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی عبادت اور یہی قول دلیل کی رُو سے زیادہ راجح ہے۔ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیوں کر نیکی واحسان کرے آپ نے فرمایا ! اپنی نماز کے ساتھ دونوں کیلئے نماز پڑھے۔ اور اپنے روزہ کے ساتھ ان دونوں کیلئے روزہ رکھے۔ اور ابوداؤد میں

موتاكم سورة يٰسين و هو شامل للميت بل هو الحقيقة فيه واخرج الشيخان انه صلى الله عليه وسلم كان يضحى عن نفسه بكبش وعن امته بكبش وفيه اشارة الى ان الانسان ينفعه عمل غيره وقد بسطنا الكلام فى حواشى ضوء النهار. بما يتضح منه قوة هذا لمذهب انتهىٰ.

(جلد ۴ ص ۳۳۵ نیل الاوطار)

معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مُردوں پر یٰسین پڑھو۔ اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ بلکہ حقیقتاً میت ہی کیلئے ہے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایک مینڈھا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔

والحق انه يخصص عموم الاية بالصدقة من الولد كما فى احاديث الباب و بالحج من الولد كما فى خبر الخثعمية و من غير الولد ايضا كما فى الحديث المحرم عن اخيه شبرمة ولم يستفصله ﷺ هل اوصى شبرمة ام لاو بالعتق من

حاصل اور خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدرِ ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیت وان لیس للانسان الا ما سعیٰ اپنے عموم پر نہیں اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے۔ یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کیلئے جو صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد اور غیر اولاد کا

الولد کما وقع فی البخاری فی
حدیث سعدٍ فلانا للمالکیة علی
المشهور عندهم و بالصلوٰة من
الولد ایضا لما روی الدارقطنی ان
رجلا قال یا رسول الله انه کان لی
ابوان ببر هما فی حال حیوتهما
فکیف لی برهما بعد موتهما فقال
صلی الله علیه وسلم ان من بعد
البران تصلی لهما مع صلاتک وا
ن تصوم لهما مع صیامک و
بالصیام من الولد لهذالحدیث و
لحدیث ابن عباس عندالبخاری و
مسلم ان امرأة قالت یا رسول الله
ان امی ماتت و علیها صوم نذرٍ
فقال ارأیت لو کان دیْن علی امک
فقضیته و کان یؤدی عنها قالت
نعم قال فصومی عن امک و
اخرج مسلم و ابوداؤد و الترمذی
من حدیث بریدة ان امرأة قالت انه

حج بھی خارج ہے۔ اس واسطے خثعمیہ کی
حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے
والدین کیلئے حج کرے اس کا ثواب
والدین کو پہنچتا ہے ،اور اولاد جو اپنے
والدین کیلئے غلام آزاد کرے تو اس کا
ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے جیسا کہ
بخاری میں سعد کی حدیث سے ثابت ہے
اوراولاد جو اپنے والدین کیلئے نماز پڑھے یا
روزہ رکھے۔ سو اس کا ثواب بھی والدین کو
پہنچتا ہے اس واسطے کہ دارقطنی میں ہے کہ
ایک مرد نے کہا! یا رسول اللہ میرے ماں
باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ
نیکی واحسان کیا کرتا تھا پس ان کے مرنے
کے بعد ان کے ساتھ کیوں کر نیکی کروں
آپ نے فرمایا مرنے کے بعد نیکی یہ ہے
کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کیلئے
بھی نماز پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ
اپنے والدین کیلئے روزہ بھی رکھ۔ اور
صحیحین میں ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے

كان على امى صوم شهر فاصوم عنها قال الصومي عنها ومن غير الولدايضاً لحديث من مات و عليه صيام صام عنه وليه متفق عليه و بقرأةِ يٰسين من الولد وغيره لحديث اقرؤ اعلىٰ موتاكم يٰسين. بالدعاء من الولد لحديث. اوولد صالح يدعولهٗ و من غيره لحديث استغفروا لا خكم و سئلوا له التثبيت ولقوله تعالىٰ والذين جاؤاجائوا من بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذين سبقونا بالايمان و لماثبت من الدعاء للميت عندالزيارة لجميع ما يفعله الولد لوالديه من اعمال البرلحديث ولد الانسان من سعيه انتهىٰ.

کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے آپ نے فرمایا بتا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا اور اسکی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا یا نہیں۔ اس نے کہاں ادا ہو جاتا آپ نے فرمایا، روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا میری ماں کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے اور سورۃ یٰسین کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو

اور دُعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور کار خیر جو اولاد اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے (جب علامہ شوکانی اور علامہ محمد بن اسمعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب قراۃ قرآن وعبادت بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا، خالی از فائدہ نہیں۔)

آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں۔

لا يصل عندنا ثواب القرأة على المشهور والمختار الوصول اذا سأل الله ايصال ثواب قراء ته و ينبغي الجزم به لا نه دعاء. فاذا جاز الدعاء للميت بما ليس للداعي فلان يجوز بما هوله اولى ويبقى الامر فيه موقوفاً على استجابة الدعاء هذا المعنى لا

یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے قرأۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کو دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأت کا ثواب میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر موقوف رہے گا (یعنی اگر دعا اسکی قبول

يختص بالقراءة بل يجزى في سائر الاعمال والظاهر ان الدعاء متفق عليه انه ينفع الميت والحي القريب والبعيد بوصية وغيرها و على ذالك احاديث كثيرة بل كان افضل ان يدعوا لاخيه بظهر الغيب انتهىٰ ذكره في نيل الاوطار

(فتاوٰ نذيريه ۱/۲۲۷ و فتاوی ثنائیه ۲/۳۹ و ماهنامه الاسلم دهلی جلد نمبر ۳ شماره نمبر ۴ . و ترجمانِ دهلی جلد نمبر ۶ شماره نمبر ۱۲ ابحواله فتاوی علمائے حدیث ۵ , ۳۴۶ تا ۳۵۰)

ہوئی تو قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔ اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کیلئے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے۔ جو دائی کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو اس کیلئے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ جو دائی کے اختیار میں ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے نزدیک ہو خواہ دور ہو اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ اعلم

نمبر (۲۹) علامہ محمد عبدالحی لکھنوی

سوال! اگر کوئی شخص کپڑا یا کھانا فی سبیل اللہ دے کر یا نماز نفل حج ادا کر کے اس کا ثواب کسی میت کی روح کو پہنچائے تو یہ ثواب میت کو پہنچے گا یا نہیں۔

جواب! عبادت مالی ہو یا بدنی یا مرکب از ہر دو۔ ہر ایک کا ثواب میت کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ (فتاوی عبدالحی اردو ۷۵)

نمبر (۳۰) مولوی ابوالبرکات احمد

سوال! قبرستان میں کھول کر قرآن پڑھنا یا زبانی پڑھنا کیسا ہے وضاحت فرمائیں۔

جواب! اس مسئلہ میں اختلاف ہے میت کو دفن کے بعد اس کے سرہانے پر سورہ البقرہ کی اول آیات ھم المفلحون تک اور آخری آیت فانصرنا علی القوم الکافرین تک پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر پڑھنے کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً مرفوعاً طبرانی۔ مسند احمد۔ بزار وغیرہ میں آئی ہے بزار کی روایت کی صاحب تنقیح الرواۃ نے تحسین کی ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ۱۷۶)

نمبر (۳۱) غیر مقلدین (وہابیوں) کے پیشوا نواب صدیق حسن اور طریقہ ختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہم

یہ ختم جس نیت وقصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتادہ نہ بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار پھر فاتحہ با بسم اللہ سات بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لیکن رعایت عدد وتر کی اولی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے خانقاہ شریف مظہر یہ کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے

کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات عالیہ نقشبندیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد واعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق وابو یزید بسطامی وابوالحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ہیں تا ان سے شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات وحصول مرادات ودفع بلا وقہر اعداء وحساد ورفع درجات ووصال قربات وظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ واسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کرے گی اور سات دن تک اس پر مداومت کرے۔

قَالَ وَجَرَّبَهَا کَثِیر" وَلٰکِنْ اُوْصُوْ
لِمَنْ وَصَلَ اِلٰی مُرَادِهٖ اَنْ لَا یُفْشِیَ
سِرَّهٗ لِاَحَدٍ مِنَ السُّفَهَاءِ لِئَلَّا
یَسْتَعْمِلُوْا فِیْمَا حُرِّمَ ثُمَّ کَانَ
ذَالِکَ التَّرْتِیْبُ عَادَةً لَهُمْ یُدَاوِمُوْ
نَهَا وَ یَعْمَلُوْنَ بِهَا کُلَّ یَوْمٍ مَرَّةً اَوْ
مَرَّتَیْنِ صَبَاحًا وَ مَسَاءً اَوْ دُبُرَ کُلِّ

محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں ہے لیکن آباو مشائخ میرے سب نقشبندیہ گزرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی اسلیے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا برکات اس ختم کے لاتقف عند حد ہیں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی

الْمَكْتُوبَاتِ الْخَمسِ فَعَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ الْعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَالسَّعَادَةَ وَهُوَا اَعْظَمَ الرُّكْنِ وَ اَفْضَلُ الْوِرْدِ الْمَخْصُوصِ فِي الطَّرِيْقَةِ النَّقْشْبَنْدِيَه بَعدَ اِسمِ الذَّاتِ وَ نَفِي الْاِثْبَاتِ كَذَا ذَكَرَه' اَبُو السَّعُودِ اِنْتَهى۔

ہے الا طریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے وللہ الحمد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ در اعمال مشائخ ختم خواجگاں نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم يَا بَدِيعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيرِ يَا بَدِيعُ یک ہزار و صد بار اول و آخر درود شریف صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است انتہی۔

دوسرا طریقہ

ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سوا درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح انہتر بار اخلاص ایک ہزار بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم۔

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ۔

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد وحل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود

پڑھے پھر پانسو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ بلا کم بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان وختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو۔

ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ مع فاتحہ وکلمہ تمجید و درود سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پرفتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دیکر تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھ کر تقسیم کردے۔

ختم دفع شر

اسکا بہ نیت دفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول وآخر پانچ بار درود شریف پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے۔ وللہ الحمد۔

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ احد مع بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبحانَ اللّٰهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاللّٰهُ اکبر وَلا حولَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه پھر دس بار اَللّٰهُمَّ اغفِرہٗ وَارحَمہٗ پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ۔

(کتاب التعویذات اردو معروف الدعاء والدواء ۸۷_۸۹)

اب اس عبارت کا مطالعہ فرمائیں جس کا ذکر نواب صدیق حسن نے کیا ہے یعنی خزینۃ الاسرار کی عبارت

نمبر (۳۲) محمد بن علی حقی النازلی لکھتے ہیں

اعلم ان الامام الهمام الفائق الذی هو فی التفسیر والحدیث مطلق و فی جمع الطرق والاسرار سابق وهو سیدی جعفر صادق و ابو یزید البسطامی و ابو الحسن الخرقانی ومن دونهم الی شاه النقشبندیه قدس الله اسرارهم و

مفہوم: کے لئے گذشتہ نواب صدیق حسن بھوپالوی کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

نفعنا بهم آمين انهم اتفقوا في قضاء الحاجات و حصول المرادات و دفع البلاء و قهر الاعداء والحساد ورفع الدرجات و وصول القربات و ظهور التجليات قد استعملو هذه الفائدة الجليلة والاسرار الغريبة و هي الاستغفار مائة مرة والفاتحه سبع مرات والصلوة على النبی ﷺ مائة مرة والم نشرح تسعة و سبعين مرة و قرائة سورة اخلاص الفاو واحدة ثم الفاتحة سبع مرات و عند تمام الكل يصلى على النبی ﷺ مائة مرة ثم يسئال حاجته و يطلب مقصوده فانها تقضى باذن الله تعالى ولا يتجاوز الى اربعة ايام و يداوم عليها الى سبعة ايام وجربها كثير ولكن اوصو من وصل الى مراده ان لا يفشى سره

لا حد من السفهاء لئلا يستعملوها
فيما حرم ثم كان ذالک الترتیب
عادة لهم یداومونها ویعملون بها
کل یوم مرة او مرتین صباحاً و
مساحاً او دبر کل المکتوبات
الخمس فعادات السادات سادات
العادات ومن خالط السادات ینال
السیادة والسعادة و هوا اعظم
الرکن و افضل الورد المخصوص
فی الطریقة النقشبندیه بعد اسم
الذات و نفی الاثبات فان ارواح
المشائخ برکة هذا الورد یمدون
من استمد منهم و یغیثون من
استغاث بهم و یعینون من استعان
بهم و یخلصونه من انواع البلایا
کذا ذکره ابو السعود.

(خزینة الاسرار الکبری ۲۲۰)

نمبر (۳۳) علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

الحمد الله رب العلمين، ليس في الاية ولا في الحَديثِ اَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَنْفَعُ بِدُعَاءِ الْخَلْقِ لَهُ و بِمَا يَعْمَلُ عَنْهُ مِنَ البِرِّ بَلِ الْبِرِّ بَل ائمةُ الْاِسْلَامِ مُتَفِقُوْنَ عَلَى اِنْتِفَاعِ الْمَيِّتِ بِذَالِكَ و هذا مِمَا يُعْلَمُ بِالاضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ الْاِسْلَامُ وَقَدْ دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَةُ وَالْاِجْمَاعُ مِمَّنْ خَالَفَ ذَالِكَ كَانَ مِنْ اَهلِ الْبِدعِ.

(مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/۳۰۶)

الحمد للہ رب العالمین! مذکورہ آیت اور حدیث میں یہ (بالکل) نہیں ہے کہ میت اس دعا سے نفع حاصل نہیں کرتی جو مخلوق اس کیلئے کرتی ہے (اور نہ ہی آیت وحدیث میں ہی ہے کہ میت) اس نیک عمل سے نفع حاصل نہیں کرتی جو اس کیلئے کیا جائے۔ بلکہ آئمہ اسلام میت کے دعا و اعمال صالحہ سے منتفع ہونے پر متفق ہیں اور یہ دین اسلام کے ضروری مسائل میں سے ہے۔ اور اس پر کتاب وسنت اور اجماع دلالت کرتے ہیں اور جو کوئی اس کی مخالفت کرے وہ بدعتی ہے۔

نمبر (۳۴) ابن قیم کا فتوی

وذهب بعض اهلِ الْبِدعِ مِنْ اهلِ الْكلامِ انَّه' لا يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ شَي'' اَلْبَتةَ لَا دُعَاء'' وَلَا غيره.

یعنی بعض اہل کتاب بدعتی کہتے ہیں کہ مردے کو نہ دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور نہ کسی اور عمل کا۔ (کتاب الروح ۲۹۸)

نمبر (۳۵) محمد بن اسماعیل امیر کا فتوی

اِنَّ ھٰذِہِ الْاَدْعِیَۃَ وَ نَحْوُھَا نَافِعَۃٌ لِلْمَیِّتِ بِلَا خِلَافٍ وَاَمَّا غَیْرُھَا مِنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ لَہٗ فَالشَّافِعِیُّ یَقُوْلُ لَا یَصِلُ ذَالِکَ اِلَیْہِ وَ ذَھَبَ اَحْمَدُ وَ جَمَاعَۃٌ" مِنَ الْعُلَمَاءِ اِلٰی وُصُوْلِ ذَالِکَ اِلَیْہِ وَ ذَھَبَ جَمَاعَۃٌ" مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْحَنَفِیَّۃِ اِلٰی اِنَّ اللاِنْسَانَ اَنْ یَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً کَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ قِرْءَۃَ قُرْاٰنٍ اَوْ ذِکْرًا اَوْ اَیَّ نَوْعٍ مِنْ اَنْوَاعِ الْقُرَبِ وَ ھٰذَا ھُوَالْقَوْالُ لاَرْجَعُ دَلِیْلاً.

یعنی یہ دعائیں اور ان کی مثل اور دعائیں بلا اختلاف میت کو نفع دیتی ہیں اور قران کی تلاوت کے بارے بلا اختلاف پس امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور اہل سنت میں سے ایک جماعت اور حنفیہ کا یہ ہی مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرات قرآن یا کوئی ذکر یا عبادت کی کوئی اور قسم اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام ۲/۵۸٦، ۵۸۷)

نمبر (۳٦) نواب وحید الزمان غیر مقلد کا فتوی

لَا خِلَافَ بَیْنَ اَھْلِ السُّنَّۃِ فِی اَنَّ الْاَمْوَاتَ تَنْتَفِعُ بِسَعْیِ الْاَحْیَاءِ فِی اَمْرَیْنِ اَحَدُھُمَا مَاتَسَبَّبَ اِلَیْہِ الْمَیِّتُ

یعنی اس میں اہل سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مردوں کو زندوں کی سعی کا دو طرح سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو

فِی حَیَاتِهٖ و اُلثَّانِی دُعَاءُ الْمُسْلِمِینَ وَ اِستِغْفَارِهِمْ لَه' وَالصَّدَقَة' وَالْحَجُّ وَاخْتَلَفَ اَصْحَابُنَا فِی ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْبَدنِیَةِ کَقِرَائَةِ الْقُرانَ وَ غَیرِهَا وَ مَذْهَبُ الْمُحَقِّقِینَ مِنْ اَهلِ الْحَدِیثِ اَنَّ ثَوَابَ کُلِّ عِبَادَةٍ بَدنِیَةٍ کَانَت کَخَتمِ الْقُرانَ اَوْ مَالِیَةٍ کَا الصَّدَقَة یَصِلُ اِلَیهِمْ سِوَاء'' اِهدیٰ لَهُمْ کُلُّ الثَّوَابِ اَوْ نِصْفَه' اَوْ رُبعَه' نَصَّ عَلَیهِ الاِمَامِ احمد وَ قَالَ یَصِلُ اِلَی الْمَیّتِ کُلُّ شَیءٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَصَلوٰةٍ وَ حَجٍ وَ اِعْتِکَافٍ وَقِرءِ اَةٍ وَ ذِکْرٍ وَغَیرَ ذَالِکَ.

(ھدیۃ المھدی ۱۰۷)

یہ کہ جس کا سبب مرنے والا خود بنا اپنی زندگی میں۔ اور دوسرا مسلمانوں کا اس کے لیے دعا اور استغفار کرنا صدقہ اور حج کرنا اور ہمارے اصحاب نے بدنی عبادات میں اختلاف کیا ہے جیسے قرات قرآن وغیرہ اور اہل حدیث میں سے محققین کا مذہب یہ ہے کہ تمام عبادات بدنیہ جیسے ختم قرآن مجید یا مالی جیسے صدقہ کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور یہ بات برابر ہے کہ مردوں کو کل ثواب ایصال ثواب کیا جائے یا نصف یا چوتھائی اس پر امام احمد نے نص قائم کی ہے اور فرمایا ہے کہ میت کو ہر نیکی کا ثواب وہ صدقہ ہو نماز ہو حج ہو اعتکاف ہو قرآن مجید کی تلاوت ہو ذکر ہو یا اس سے علاوہ کوئی دوسری عبادات پہنچتا ہے۔

نمبر (۳۷) فقہ محمدیہ کلاں

مولوی نورالحسن غیر مقلد نے لکھا ہے

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ قبر کے پاس

قرآن پڑھنا مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور کی چھڑی تازہ چیر کر گاڑی اس واسطے کہ جب چھڑی کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو پھر قبر کے پاس قرآن پڑھنے سے بطریق اولی امید ہے۔ (فقہ محمدیہ کلاں ۱/۲۰۳)

نمبر (۳۸) فقہ حنفی کی مشہور کتاب حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

فَلِلا نسانِ اَنْ یَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیرِہٖ عِندَ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ صَلٰوةً کَانَ اَوْ صَومًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَائَةَ الْقُراٰنِ اَوِلَاذْکَارِ اَوْ غَیرَ ذَالِکَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِ وَ یَصِلُ ذَالِکَ اِلَی الْمَیِّتِ وَ یَنفَعُہ'.

یعنی کوئی انسان اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو پہنچائے اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے وہ عمل نماز ہو یا روزہ حج ہو یا صدقہ تلاوت قرآن مجید ہو یا ذکر یا اس کے علاوہ نیک اعمال میں سے کوئی عمل بھی ہو اور میت کو ان اعمال کا ثواب پہنچتا اور اسے نفع دیتا ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۳۴۱، ۳۴۲)

نمبر (۳۹) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں

وَھٰذَا جائز" اَھلِ السُّنَّةِ وَھُوَ اَنْ یَجْعَلَ الاِنْسَانُ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیرِہٖ صَلٰوةً کَانَ اَو صَومًا اَوْ صَدَقَةً اَوْ غَیرَھَا. کَقِرَائَةِ الْقُراٰنِ وَالطَّوَافِ وَالعِتَاقِ وَالاذکَارِ وَنَحوِھَا.

اور یہ اہل سنت کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو بخشے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اسی طرح کی جیسے قرات قرآن طواف غلام آزاد کرنا اور ذکر اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔

(فتح باب العنایۃ بشرح النقایہ ۱/۴۳۱)

نمبر (۴۰) امام نووی اور منکرین پر فتوی

عَنْ بَعضِ اَصْحابِ الْکَلامِ مِنْ اَنَّ الْمَیِّتَ لا یَلْحَقُهٗ بَعدَ مَوْتِہٖ ثَوَاب" فَھُوَا مَذْھَب" بَاطِل" قَطْعاً وَ خَطأً بَیِّن". مُخَالِفُ النَّصُوصِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجْمَاعِ الْاُمَّةِ فَلا اِلْتِفَاتَ اِلَیهِ.

یعنی بعض متکلم بدعتیوں نے کہا کہ میت کو اس کی موت کے بعد ثواب نہیں پہنچتا یہ مذہب یقیناً باطل ہے جو قرآن حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے پس اس کی طرف بالکل توجہ نہ کی جائے۔

(مسلم مع نووی ۱۲۱)

نمبر ۴۱ مولوی عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد کا فتوی

اموات کو زندوں کے عمل سے فائدہ نہ پہنچنا معتزلہ کا مذہب ہے

سوال: جو یہ عقیدہ رکھے کہ ایصالِ ثواب بحق موتےٰ از قسم طعام و پارچہ وغیرہ جائز نہیں نہ یہ ان کو پہنچے وہ سنت و جماعت والوں میں سے ہے یا نہ؟

جواب: صدقات کا ثواب باتفاق اہل سنت اور جماعت کے اموات کو پہنچتا ہے بعض فرقہ ضالہ معتزلہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ کسی عبادت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی صحیح مسلم میں ہے۔ لیس فی الصدقات اختلاف میت کو صدقہ کا ثواب پہنچنے میں کوئی اختلاف نہیں امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے۔

فان الصدقة تصل الی المیت و ینتفع بها بلا خلاف بین المسلمین و هذا هوا لصواب وما ما حکاه الما وردی فی کتابه الحاوی عن بعض

اصحاب الکلام من ان المیت لا یلحقه بعد موته ثواب فهو مذهب باطل قطعاً و خطأوبین لنصوص الکتاب والسنة واجماع الامة فلا التفات الیه ولا تعریج علیه. شرح فقہ اکبر میں ہے کہ اموات کو زندوں کے عمل سے فائدہ نہ پہنچنا مذہب معتزلہ کا ہے۔ (فتاویٰ غزنویہ ۱۷۹)

(فتاویٰ علمائے حدیث جلد نمبر ۵ ص: ۳۴۶)

قرآن واحادیث اور اقوال متقدمین ومتاخرین سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایصال ثواب کی حقیقت کو اسلام قبول کرتا ہے اور مسلمان دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک اپنے فوت شدگان کو مختلف طریقوں سے ایصال ثواب کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ ایک جائز ومستحب ومسنون عمل ہے اور دوسرا یہ کہ ہر دور کے مسلمانوں نے اس کو اچھا سمجھا اور اس پر عمل کرتے آرہے ہیں اور احادیث سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ وہ کام جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ:

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَا عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ"۔

(اخرجه احمد فی مسنده ۱/۳۷۹ و حاکم فی المستدرک ۳/۷۸ و ابو نعیم فی الحیلة الاولیاء ۱/۳۷۵ و فی کتاب الامامة ۳۷۲ والطیالسی فی مسنده ۳۳ برقم ۲۴۲ البزار فی مسنده ۱/۹۱ والبیهقی فی الاعتقاد ۲۰۸ و ابن الاعرابی فی المعجم ۲/۱۲۲ والطبرانی فی الکبیر ۹/۱۱۳ والبغوی فی شرح السنة ۱/۲۱۴ والخطیب فی الفقیة والمتفقه ۱/۴۲۳، ۴۲۲ و محمد فی الموطا ۱۰۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا

جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

مسلمان شروع سے اس عمل کو اچھا سمجھتے آرہے ہیں بلکہ اس کے خلاف کو باطل کہتے ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں نقل ہو چکا۔

پس حدیث کی رو سے بھی معلوم ہو گیا کہ یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں بھی اچھا ہے اور اس کو نہ ماننے والا قرآن واحادیث واجماع امت کا مخالف ہے اور کئی علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گزرا۔

اور اگر یہ کام بدعت وحرام ہوتا تو یہ امت کبھی بھی اس پر اکٹھی نہ ہوتی کیونکہ

عن ابن عمر. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار. و فی روایۃ اِنَّ اُمَّتِی لَا تَجْتَمِعُ عَلَی الضَّلَالَۃ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو یا امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا تو تنہا آگ میں ڈالا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک میری امت کبھی بھی گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی۔

(ترمذی ۲ ۳۹ و حاکم فی المستدرک ۱/۱۱۷ و کتاب السنۃ لابی عاصم ۱ ۳۹ ۴۱ والمؤتلف والمختلف ۱۴۳)

لیکن بعض لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں کہ کھانے کو سامنے رکھ کر پڑھنا جائز نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا ہی حرام ہو جاتا ہے۔

کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا

اگر کوئی کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن مجید کرتا ہے تو اس سے کھانا حرام نہیں ہوگا کیونکہ کھانا کھانے سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے بسم اللہ پڑھنے کا بھی حکم فرمایا اگر بسم اللہ جو قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہے اس کے پڑھنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا بلکہ اس میں برکت ہو جاتی ہے تو قرآن مجید کی چند آیات پڑھنے سے حرام کیوں ہوگا۔

حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہ تھا کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے اور پڑھنے کا حکم فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے

نمبر (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامً فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِیَ فِی اَوَّلِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ.

(ترمذی ۲/ ۸ و ابن ماجہ ۲۴۲/۲۴۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیت پڑھنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ہی آیت ہے اگر اس کے پڑھنے سے حرام نہیں تو چند آیات پڑھنے سے کیسے کھانا حرام ہوگا۔

علامہ محمود آلوسی حلال کو حرام کہنے کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں کہ

اِنَّ تَحرِیمَ الحَلالِ علٰی وَجھَینِ. الاَوَّلُ اِعتِقَادُ ثُبُوتِ حُکمِ التَّحرِیمِ فِیہِ وھُوَ کَاِعتِقَادِ ثُبُوتِ حُکمِ التَّحلِیلِ فِی الحَرَامِ مَحظُورٌ یُوجِبُ الکُفر. وَالثَّانِی الاِمتِناعُ مِنَ الحَلالِ مُطلَقًا اَو مُؤکِدًا بِالیَمِینِ مَعَ حِلِّہٖ وھذا مُبَاحٌ صَرفٌ وَ حَلالٌ مَحضٌ.

حلال کو حرام بنانے کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ کہ حلال چیز کے متعلق حرام ہونے کا عقیدہ رکھنا وہ ایسے ہی ہے جیسے حرام کو حلال سمجھنے کا عقیدہ رکھنا یہ موجب کفر ہے دوسری قسم یہ کہ حلال سے رک جانا حلال کو استعمال نہ کرنا یا قسم اٹھا کر اپنے اوپر حرام کر لینا یہ مباح ہے بشرطیکہ اس حلال چیز پر عمل کرنا باعث عبادت نہ ہو۔

(روح المعانی ۱۴/ ۱۴۸)

کھانے پر قرآن پڑھنا (آیۃ الکرسی) باعث برکت ہے

و اخرج ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ فی امالیہ و ابن نجار عن عائشۃ اِنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِی ﷺ فَشَکَا اِلَیہِ اِنَّ مَا فِی بَیتِہٖ مَمحُوقٌ مِنَ البَرکَۃِ فَقَالَ اَینَ اَنتَ مِنَ آیتِ الکُرسِیِّ مَا تُلِیتُ عَلٰی طَعَامٍ وَّلَا دَامٍ اِلَّا اِنَّمَا اللّٰہُ بَرَکَۃً ذالِکَ الطَّعَامِ وَلَا دَامٍ.

(درمنثور ا ۳۲۳)

ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے امالی میں اور ابن نجار نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیۃ الکرسی سے غافل ہے کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن مجید کرنے سے کھانا بابرکت ہو جاتا ہے اور یہ ایک جائز عمل ہے اور کھانے وغیرہ پر اگر تلاوت قرآن مجید کی جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کھانا ناجائز ہوتا ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے تو حکم فرمایا کہ اپنے کھانے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ زینت دو جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے

حدیث نمبر (۳)

عن حسن قال قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ زَيِّنُوا اطعَامكُم بِذِكرِ اللّٰهِ وَلَا تَنَامُوا عَلَيهِ فتقسُو له' قُلوبكم (المنهاج فی شعب الایمان ۲/۲۰۹)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اپنے کھانوں کو زینت بخشو اور اس سے غافل نہ ہو جاؤ کہ تمھارے دل سنگدل ہو جائیں۔

حدیث نمبر (۴)

عَنْ سَلمة قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ النَّاسِ وَامْلَقُوا فَاتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فِي نَحرِ ابلِهِم فَاَذِنَ لَهُم فَلَقِيَهُم عُمَرُ فَاَخبَرُوه' فَقَالَ مَا بَقَآءُ كُم بعد

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا اور وہ خالی ہاتھ رہ گئے تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ سے اونٹ

اِبلکُم فدخلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یا رَسُولَ اللّٰه ﷺ ما بَقَآءُ هُم بعد ابلِهم قال رَسُولُ اللّٰه ﷺ نَادِ فِی النَّاسِ یأتُونَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فدعا وَ بَرَّکَ عَلَیهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِیتِهِمْ فاحتثی النَّاسُ حتّٰی فَرَغُوا ثُمَّ قال رَسُولُ اللّٰه ﷺ اَشهدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّی رَسُولُ اللّٰه.

(بخاری باب حمل الزاد فی الغزو ۱/۴۱۸ والبغوی فی شرح السنۃ ۱۳/۲۹۸)

ذبح کرنے کی اجازت حاصل کریں پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی پھر ان کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو ان کو یہ بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے اونٹ ذبح کرنے کے بعد تم زندہ کس طرح رہو گے پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ ذبح کرنے کے بعد لوگ زندہ کیسے رہیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ اپنا بچا ہوا زاد راہ لے آئیں۔ پس آپ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا کی پھر ان سے فرمایا کہ اپنے اپنے برتن بھر لو لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لیے جب فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

حدیث نمبر ۲ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر قرآن پڑھنا ناجائز نہیں بلکہ باعث برکت ہے اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن کی تلاوت کی جائے تو کھانا حرام نہیں ہو جاتا بلکہ باعث برکت بن جاتا ہے اور نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ کھانا آگے رکھ کر دعا کرنا بھی جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز۔

اب اگر کوئی ان احادیث کے مطابق قرآن کی تلاوت کرے اور دعا مانگے تو اس میں حرمت کہاں سے آجائے گی اور اس کا کھانا کیسے ناجائز ہوگا۔

حدیث نمبر (۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ نے ام سلیم (یعنی حضرت انس کی والدہ) سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے میرے خیال میں آپ کو بھوک لگی ہے تو کیا تیرے پاس کوئی شے ہے تو انہوں نے کہا ہاں پھر انہوں نے جو کی روٹیاں نکالیں اور اپنی اوڑھنی لی اور اس میں ان کو لپیٹا اور میرے کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور کچھ مجھ پر دے دیا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تو میں اسے لے کر گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ موجود تھے پس میں وہاں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے تو میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو تو آپ ﷺ چلے اور میں سب سے آگے تھا یہاں تک کہ ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا تو ابوطلحہ نے کہا ام سلیم بے شک رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کو ساتھ لے کر آ گئے ہیں اور ہمارے پاس ان کے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

فقالت الله و رسوله اعلم قال فانطلق ابو طلحه حتی لقی رسول الله ﷺ فاقبل رسول الله ﷺ معه حتی دخل فقال رسول الله ﷺ هلمی ما عندک یا ام سلیم فاتت بذالک الخبز فامر به رسول الله ﷺ ففت و عصرت علیه ام سلیم عکة لها فادمته ثم قال فیه رسول الله ﷺ ما شاء الله ان یقول ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرة حتی اکل القوم کلهم و شبعوا والقوم سبعون رجلا او ثمانون.

تو ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جل و علی وصلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں پھر ابو طلحہ چلے اور آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے ملے تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے ساتھ تشریف لائے تو فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو تمہارے پاس کھانا ہے وہ لے آؤ انہوں نے روٹی پیش کی آپ ﷺ نے روٹی کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا پھر ام سلیم نے ایک برتن سے گھی نچوڑ کر روٹی پر لگایا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا پھر اس کے بعد فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ پس ان کو اجازت دی گئی تو انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے پھر دس آدمیوں کو بلایا تو انہوں نے بھی کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ تو انہیں بلایا گیا تو انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے یہاں تک کے تمام آدمیوں نے کھالیا اور سیر ہو کر چلے گئے اور وہ ستر یا اسی آدمی تھے۔

(مسلم باب جواز استتباعة غيره الی دار من یثق برضاه بذالک برقم (۵۳۱۶)
ومشکوۃ ۵۳۷ و ترمذی ابواب المناقب ۲۰۳/۱ ۲۰۴ و شرح السنة ۳۰۱/۱۳ و
سنن الکبری ۲۷۳/۷ و تمہید ۲۸۹/۱ و دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۱۵/۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ کار تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر جو خدا کو منظور تھا وہ پڑھا تو لازماً وہ دعا اور اسماء الٰہیہ تھے یا قرآن مجید کا کوئی حصہ ہی ہوگا۔

حدیث نمبر (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کیا تو ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لیے مالیدہ ہدیہ میں بھیجا حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا جاؤ اور تمہیں جو بھی مسلمانوں میں سے ملے بلا لاؤ پس مجھے جو بھی ملا میں اسے بلا لایا پھر وہ سب داخل ہونے لگے اور کھانے لگے اور نکلتے جاتے وَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَہٗ عَلَی الطَّعَامِ فَدَعَا فِیْهِ وَ قَالَ فِیْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھا پھر اس پر دعا فرمائی اور جو خدا نے چاہا اس پر پڑھا۔

اور میں نے بھی کسی کو نہیں چھوڑا جو بھی ملا میں نے اسے دعوت دی یہاں تک کہ سب نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے اور ان میں سے ایک جماعت بیٹھی رہی اور لمبی باتیں شروع کر دیں تو نبی اکرم ﷺ انہیں کچھ کہنے سے شرما رہے تھے پس آپ ﷺ باہر

تشریف لے آئے اور انہیں مکان میں ہی چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اے ایمان والو نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یہ کہ خود اسکے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی اکرم ﷺ کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور انکے دلوں کی اور تمہیں نہیں پہونچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان) (مسلم باب زواج زینب بنت جحش ۱/۴۶۱ و مستدرک ۲/۴۱۷)

ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا

تعین کی دو قسمیں ہیں

شرعی: عادی:

شرعی:

وہ جس کے لیے شریعت نے وقت مقرر فرما دیا اس کے علاوہ وہ ہو نہیں سکتا جیسا کہ قربانی ہے شریعت نے اس کے لیے وقت مقرر کر دیا ہے لہذا ان دنوں کے علاوہ قربانی ہو نہیں سکتی ایسے ہی حج ہے کہ مخصوص دنوں کے علاوہ نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ۔

عادی:

یہ کہ شریعت کی طرف سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں لیکن کام کرنے کے لیے زمانہ ضروری ہے اور زمانہ غیر معین میں وقوع محال عقلی ہے اس لیے یہ دونوں ضروری ہیں (کذافی فتاوی رضویہ جلد ۹)

اگر ان کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہر نیک کام جس کے لیے تاریخ مقرر کی جاتی ہے وہ ناجائز ہو جائے گا جس کے لیے شریعت نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

پھر نماز کے لیے وقت مقرر کرنا کہ ظہر ایک بج کر پندرہ منٹ پر ہوگی یہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ تریعت نے سوا ایک کی قید نہیں لگائی بلکہ زوال ختم ہونے سے سایہ دوگنا ہونے تک کا وقت مقرر کیا ہے یہ ہم نے اپنی آسانی کے لیے مقرر کیا ہے۔

اور اسی طرح جلسے وغیرہ جن کے لیے دن اور وقت کہ بعد از نماز ظہر یا عشاء یہ بھی ناجائز ہوں گے اور نکاح وغیرہ بھی سنت کی بجائے ناجائز ہو جائے گا کیونکہ شریعت نے اس کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا یہ تقرر ہماری طرف سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ خود نبی اکرم ﷺ نے بھی کچھ کام معین وقت میں کیے تھے اور صحابہ کرام بھی بعض نیک کاموں کے لیے وقت مقرر فرمایا کرتے تھے۔

قباء جانے کے لیے ہفتہ کے دن کو مقرر فرمانا

حدیث نمبر (۱)

عَنْ اِبْنِ عُمَر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ كَانَ يَاْتِي قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ وَ كَانَ يَاْتِيهِ رَاكِبًا وَمَا شِيًا قَالَ ابنُ دِيْنَارٍ وَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ کے روز قبا شریف لے جاتے

كَانَ ابْنُ عُمَر يفْعَلُه'.

(مسلم كتاب الحج ۱/۴۴۸)

تھے آپ سوار ہو کر اور پیدل جاتے اور ابن دینار نے کہا کہ بے شک ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حدیث نمبر (۲)

عَنْ عَبدالله بن دينار اِنَّ ابن عُمَر كَانَ يَأتِي قُبَاءَ كُلَّ سَبتٍ وَ كَانَ يَقُولُ رَأيتُ رَسُولَ اللّه ﷺ يَأتِيهِ كُلَّ سَبتٍ.

(مسلم كتاب الحج ۱/۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر ہفتہ کے دن قبا شریف لے جاتے تھے اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو ہر ہفتہ کے روز تشریف لاتے دیکھا ہے۔

روزہ کے لیے سوموار (بطور یوم ولادت) کا دن مقرر کرنا۔

حدیث نمبر (۳)

عَنْ قَتَادَة اَنَّ رَسُولَ اللّه ﷺ سُئِلَ عَن صَومِ يَومِ الاثنَينِ فَقَالَ فِيهِ وَلِدتُّ وَ فِيهِ اُنزِلَ عَلَيَّ وَ فِي رَوَايَة كَانَ رَسُولَ اللّه ﷺ يَصُومُ الاثنَينِ وَالخَمِيسِ.

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روز کے روزے کے متعلق پوچھا گیا پس آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

(مسلم کتاب الصیام ۱/۳۲۸ ابو داود ۱/۲۴۲ ترمذی ۱/۹۳ مشکوۃ ۱۷۹ مسند احمد ۵/۲۹۹ والسنن الکبریٰ ۴/۲۹۳)

سفر کے لیے جمعرات کے دن کو پسند فرمانا۔

حدیث نمبر (۴)

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ یَومَ الْخَمِیس فِی غَزْوَۃِ تَبُوکَ وَ کَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَومَ الْخَمِیس.

(بخاری کتاب الجہاد السیر ۱/۴۱۴ مشکوۃ ۳۳۸ کنز العمال ۳/۷۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز غزوہ تبوک کے لیے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز نکلنا پسند فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا وعظ کے لیے جمعرات کا دن مقرر کرنا۔

حدیث نمبر (۵)

عن ابی وائل قَالَ کَانَ عبدُاللّٰہ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِی کُلِّ خَمِیسٍ فَقَالَ لَہٗ یَا اَبَا عَبدِالرَّحمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّکَ ذَکَّرتَنَا کُلَّ یَومٍ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ یَمنَعُنِی مِن ذَالِکَ اِنِّی اَکرَہُ اَن اُمِلَّکُم وَاِنِّی اَتَخَوَّلُکُم بِالمَوعِظَۃِ کَمَا کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَخَوَّلُنَا بِھَا مَخَافَۃَ

حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ کرتے پس ان سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ کیا کریں فرمایا روزانہ وعظ میں یہ امر مانع ہے کہ کہیں تم اکتا نہ جاؤ اور میں نے تمہاری

السَّامَةِ عَلَيْنَا.

(بخاری کتاب العلم ۱/۱۶)

نصیحت کے لیے اسی طرح مقرر کیا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وعظ کے لیے وقت مقرر کیا ہوا تھا کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

سال میں ایک دن شہداء احد کے مقابر پر آپ ﷺ کا تشریف لے جانا۔

حدیث نمبر (۶)

عن انس بن مالک اَنَّ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ کَانَ یَاْتِی اُحُدَ کُلَّ عَامٍ فَاِذَا بَلَغَ الشَّعْبِ سَلَّمَ" عَلٰی قُبُورِ الشُّھَدَاءِ فَقَالَ سَلَامٌ" عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر سال احد تشریف لاتے جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبروں پر سلام کرتے اور فرماتے تمہیں سلام ہو تمہارے صبر پر کہ دار آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

(در منشور بحوالہ منذر و ابن مردویہ زیر آیت سلام علیکم)

حدیث نمبر (۷)

عن محمد بن ابراھیم قَالَ کَانَ النَّبِی ﷺ یَاْتِی قُبُورِ الشُّھَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُولُ السَّلَامَ" عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارُ. وَ اَبُو بَکْرٌ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ وَ

حضرت محمد بن ابراہیم نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر سال کے آخر پر شہداء کی قبور پر تشریف لاتے پھر فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار. اور ابو بکر و عمر و عثمان اور کبیر میں ہے

فِی الکَبِیر وَالخُلَفَاءِ الاَرْبَعَۃُ ھٰذَا کَانُو یَفعَلُونَ۔ کہ خلفاء اربعہ ایسا ہی کرتے تھے

(جامع البیان ابن جریر زیت آیت سلام علیکم تفسیر الکبیر زیر آیت سلام علیکم)

ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھنے کا حکم فرمانا جن کو پیر یا جمعرات کو شروع کرنا۔

حدیث نمبر (۸)

کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَامُرُنِی اَنْ اَصُومَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ مِن کُلِّ شَھرٍ اَوَّلُھَا الاِثنَینِ وَالخَمِیسُ۔

(ابو داود ۱/۲۴۴ و مشکوۃ ۱۸۰)

ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو پیر سے شروع کروں یا جمعرات سے۔

ہر مہینہ میں تین روزے تیرہویں۔ چودہویں۔ پندرہویں رکھنے کا حکم۔

حدیث نمبر (۹)

اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھرِ ثَلاثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ وَ اَربَعَ عَشرَۃَ وَ خَمسَ عَشْرَۃَ۔

(ترمذی ۱/۹۵ و مشکوۃ ۱۸۰)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ۔ ہر مہینہ کی تیرہویں۔ چودہویں اور پندرہویں کو۔

رات کے آخری حصہ کو جنت البقیع میں آپ ﷺ کا تشریف لے جانا۔

حدیث نمبر (۱۰)

عَن عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَت کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کُلَّمَا کَانَ لَیلَتُهَا مِن رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ یَخرُجُ مِن اٰخِرَ الَّیلُ اِلَی البَقِیعِ فَیَقُولُ السَّلاَمُ عَلَیکُم دَارَ قَومٍ مُؤمِنِینَ. (مسلم ۱۱۳۱۱/۳ ونسائی ۲۸۷/۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میری باری میں تشریف لاتے تو رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے اسلام علیکم دار قوم مومنین۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے دینی اور دنیوی مصلحتوں کے تحت تاریخ مقرر کرنے کا ثبوت ملتا ہے تو اگر کوئی ایصال ثواب کے لیے بھی دن مقرر کرے تو وہ بھی ناجائز یا حرام نہیں ہاں اس کا فرض یا واجب سمجھنا ناجائز ہے جو نہیں سمجھنا چاہیے۔

اعتراض نمبر (۱)

رب تعالی کا ارشاد گرامی ہے!

وَاَن لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی.

اور یہ کہ آدمی نہیں پائے گا سوائے اپنی کوشش کے۔

اس آیت کریمہ سے تو پتہ چلا کہ انسان کو اپنے اعمال کا ہی فائدہ ہوگا دوسرے کے اعمال کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اس اعتراض کے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ جواب ذکر کیے ہیں

پہلا جواب!

اِنَّهَا مَنسُوخَةٌ بِقَولِہٖ تَعَالٰی وَالَّذِینَ

یہ آیت کریمہ دوسری آیت کریمہ والذین

آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان... الآیۃ. سے منسوخ ہے۔ امنوا واتبعتھم الحقنابھم ذریتھم الایۃ اُدخِلَ الابناءُ الجنۃَ بصلاحِ الآباءِ.

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ آباء کی نیکیوں کی وجہ سے ان کی اولاد کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا جبکہ ان کے اپنے اعمال میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

دوسرا جواب!

اِنھا خاصۃٌ بقومِ ابراھیمَ و موسٰی علیھما الصلوۃ والسلام فاما ھٰذِہِ الامۃُ فلھا ما سعت وما سعٰی لھا قالہ عکرمۃ.

اس آیت کریمہ کا حکم قوم ابراہیم علیہ السلام اور قوم موسیٰ علیہ السلام سے خاص ہے کہ انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا لیکن امت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اعمال کا بھی فائدہ ہوتا ہے دوسرے لوگ جو اپنی عبادات کا ثواب انہیں پہنچائیں اس کا فائدہ بھی انہیں حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام عکرمہ نے فرمایا

تیسرا جواب!

اَنَّ المُرادَ بالانسانِ ھُنا الکافرُ فاما بے شک آیت کریمہ میں جو انسان کا ذکر

الْمُومِنُ مَا سعٰی وَ سعیٰ لَهٗ قاله الربیع بن انس۔ ہے اس سے مراد کافر ہے کہ کافر کو کسی دوسرے شخص کے عمل کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا لیکن مومن کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی ہوگا اور دوسروں کے اعمال کا بھی جن کا ثواب اسے پہنچایا گیا ہو حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔

چوتھا جواب!

لَیسَ للانسَانِ الَّا مَا سعیٰ مِنْ طَرِیقِ الْعَدْلِ فَامَّا مِنْ بَابِ الفَضْلِ فَجَائِزٌ اَن یَزِیدَهُ اللّٰه مَا شَاءَ قاله الحسین بن فضل۔ آیت کریمہ میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ انسان صرف وہی پائے گا جو اس نے خود کوشش کی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نظام میں صرف عدل کی بات ہوتی تو یہ شخص کسی دوسرے کے عمل کا فائدہ حاصل نہ کرسکتا لیکن نظام قدرت میں فضل کو بھی دخل ہے اس لیے وہ اپنے فضل سے انسان کو اس کے اپنے اعمال کا فائدہ بھی دے گا اور دوسروں سے پہنچائے گئے ثواب کا فائدہ بھی دے گا وہ اپنے فضل سے جتنا چاہے انسان کے مراتب کو زیادہ کرے یہ قول حضرت حسین بن فضل رضی اللہ عنہ کا ہے۔

پانچواں جواب!

اَنَّ اللَامَ فِی الانْسَانِ بِمعْنِی علی ای للانسان میں لام بمعنی علی کے

لیس علی الانسان الا ما سعی. ہے اب آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ انسان

(مرقاۃ ۸۶/۴) کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کا ہوگا کسی دوسرے کی بداعمالیوں کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔

اور اسی آیت کے تحت ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے ہیں.

سئل ! عَنْ قَولِهٖ تَعَالٰی (وَ اَنْ لَیسَ لِلانْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی) وَ قَولُهٗ ﷺ اِذَا مَاتَ ابِنَ آدَمَ انقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِن ثَلاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلمٍ يَنْتَفِعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدعُوْ لَهٗ فَهَل يَقتَضِی ذَالِکَ اِذَا مَاتَ لَا يَصِلُ اِلَيهِ شَيیءٌ مِن اَفعَالِ الْبِر. -

اللہ تعالی کا قول ہے اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا قول ہے جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین عمل صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع حاصل ہو یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ پس کیا یہ آیت اور حدیث تقاضا کرتی ہیں کہ انسان کی وفات کے بعد اس کو نیک افعال میں سے کوئی چیز نہیں پہنچتی۔

فاجاب! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ. لَيسَ فِی الآيَة وَلَا فِی الْحَدِيثِ اِنَّ الْمَيِّت لَا يَنْتَفِعُ بِدُعَاءِ الْخَلقِ لَهٗ وَ بِمَا يُعمَلُ عَنهُ مِنَ الْبِرِّ بَل اَئِمَّة

پس جواب دیا! تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں جو پایہ تکمیل تک

الاسلامِ مُتَّفِقُونَ عَلٰی اِنتِفَاعِ الْمَيِّتِ بِذٰالِکَ وَ هٰذَا مِمَّا يَعلَمُ بِالاِضطِرَارِ مِنْ دِينِ الاِسلَامِ وَقَد دَلَّ عَلَيهِ الكِتَابُ وَالسُّنَةِ وَالاِجمَاعِ فَمَن خَالَفَ ذَالِکَ كَانَ مِن اَهلِ البِدعِ.

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اَلَّذِينَ يَحمِلُونَ العَرشَ وَمِن حَولَه' يُسَبِّحُونَ بِحَمدِ رَبِّهِم وَ يُؤمِنُونَ بِهٖ وَ يَستَغفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعتَ كُلَّ شَيءٍ رَحمَةً وَ عِلمًا فَاغفِر لِلَّذِينَ تَابُوا وَ اتَّبَعُو سَبِيلَکَ وَ قِهِم عَذَابَ الجَحِيمِ. رَبَّنَا وَادخِلهُم جَنّٰتِ عَدنِ الَّتِي وَعَدتَّهُم وَمَن صَلَحَ مِن آبَائِهِم وَ اَزوَاجِهِم وَ ذُرِّيَّاتِهِم اِنَّکَ اَنتَ العَزِيزُ الحَكِيم وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَ مَن تَقِ السَّيِّاٰتِ يَومَئِذٍ فَقَد رَحِمتَه') فَقَد اَخبَرَ سُبحَانَه' اِنَّ المَلَائِكَةَ يَدعُونَ لِلمُؤمِنِينَ

پہنچانے والا ہے تمام جہانوں کا۔ بے شک اس آیت اور کسی حدیث میں نہیں ہے کہ میت کو مخلوق کی دعا سے اور اس نیک کام سے جو اسکی طرف سے کیا جائے نفع نہیں پہنچتا۔ بلکہ تمام آئمہ اسلام ان سے میت کو نفع پہنچنے پر متفق ہیں اور یہ حکم ان میں سے ہے جو اضطرار کے ساتھ دین اسلام سے جانے جاتے ہیں اور بے شک اس پر کتاب وسنت اور اجماع دلالت کرتا ہے۔ تو جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ اہل بدعت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے اردگرد (حلقہ زن) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کرتے ہیں ایمان والوں کے لیے (کہتے ہیں) اے ہمارے رب تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہے پس بخش دے انہیں جنہوں نے توبہ کی اور پیروی کی ہے تیرے

بِالمَغفِرَةِ وَوِقَايَةِ العَذَابِ وَدَخُولِ الْجَنَّةِ وَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ لَيسَ عَمِلاً لِلعَبدِ.

وَقَالَ تَعَالٰی (وَاستَغفِر لِذَنبِکَ وَ لِلمُؤمِنِینَ وَالمُؤمِنَاتِ) وَقَالَ الْخَلِيلُ عَلَيهِ السَّلام. (رَبِّ اغْفِرلِی وَالِوَالِدَیَّ وَلِلمُومِنِينَ يَومَ يَقُومُ الحِسَابِ)

وَقَالَ نُوحُ عَلَيهِ السَّلام (رَبِّ اغْفِرلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيتِیَ مُؤمِنًا وَلِلمُؤمِنِينَ وَالمُؤمِنَاتِ) فَقَد ذَکَرَ اِستِغفَارَ الرُّسُلِ لِلمُؤمِنِينَ اَمرًا بِذَالِکَ وَاِخبَارًا عَنهُم بِذَالِکَ.

وَمِنَ السُّنَنِ الْمُتَوَاتِرَةِ الَّتِی مَنْ جَحَدَهَا کُفرَ صَلاۃُ الْمُسلِمِينَ عَلَی الْمَيِّتِ وَ دُعَاؤُهُم لَهٗ فِی الصَّلاۃِ.

وَکَذَالِکَ شَفَاعَةُ النَّبِیِّ ﷺ يَومَ القِيَامَةِ فَاِنَّ السُّنَنَ فِيهَا مُتَوَاتِرَۃٌ بَل لَم يَنکِرُ شَفَاعَتَهٗ لِاَهلِ الکَبَائِرِ اِلَّا

راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے اے ہمارے رب داخل فرما انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے اباؤ اجداد انکی بیویاں اوران کی اولاد سے بیشک تو بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے اور بچا لے انہیں سزاؤں سے اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن تو بے شک تو نے اس پر بڑی رحمت فرمائی۔ تو بے شک اللہ تعالی نے خبر دی کہ بے شک ملائکہ مومنین کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور عذاب سے بچاؤ اور دخول جنت اور ملائکہ کا دعا کرنا آدمی کا عمل نہیں ہے۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ! اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنین کو جس دن حساب

اَهلِ البدعِ. بَل قد ثبت انّه' يَشفعُ
لِاَهلِ الكبائرِ وَ شفاعته' دُعاؤُه'
وَسُؤالُه' اللّٰه تبارک وَتعالٰی
فهٰذا وَامثالُه' مِنَ القرآنِ وَالسُّننِ
اَلمتواترةِ وَجاحدُ مثلَ ذالِکَ کافرٌ
بعدَ قیامِ الحُجَّةِ علیهِ. وَالاحادیثِ
الصَّحیحةِ فی هٰذا البابِ کثیرَ ة"
مَثلُ ما فِی الصِّحاحِ عَن ابنِ عبّاس
رَضِیَ اللّٰه تعالٰی عَنهُما اَنّ رَجُلا قالَ
لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمّی تُوُفِّیَت اَفَینفَعُها
اَنْ اَتصدَّقَ عَنها قالَ نَعم! قالَ اِنَّ
لِی مِخرَفًا اَیِّ بُستانًا اُشهِدُکم اِنّی
تَصدَّقتُ بِهٖ عَنهَا وَ فی الصَّحیحَینِ
عَن عائشةَ رَضِیَ اللّٰه عَنهَا اَنَّ رَجُلاً
قالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افتُلِتَتْ
نَفسَها وَلَم تُوصِ وَاَظُنُّها لَو
تَکلَّمتَ تَصدَّقتَ فَهل لَها اَجرٌ اِنْ
تَصدَّقتُ عَنها قالَ نعم وَفی صَحیحِ
مُسلِم عَن اَبی هُرَیرةَ رَضِیَ اللّٰه

قائم ہوگا۔اور نوح علیہ السلام نے عرض کی
اے پروردگار بخش دے مجھے اور میرے
والدین کو اور اس کو جو میرے گھر میں ایمان
کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب
مومن مردوں اور عورتوں کو۔پس ذکر کرنا
رسولوں کا مومنوں کے استغفار کے لیے اللہ
تعالیٰ نے اس کے ساتھ حکم دیا ہے اور خبر دینا
ہے ان سے ساتھ اس کے اور سنن متواترہ
سے ہے اور جس نے اسکا انکار کیا کفر کیا۔
نماز پڑھنا مسلمانوں کی میت پر اور ان کا
اس کے لیے دعا مانگنا نماز میں اور اسی طرح
نبی اکرم ﷺ کا قیامت کے دن شفاعت
کرنا بلکہ کبیرہ گناہوں والوں کے لیے
آپ ﷺ کی شفاعت کا انکار اہل بدعت
کے علاوہ کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ بات ثابت
ہے کہ بے شک حضور اکرم ﷺ اہل کبائر
کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور آپ کا
شفاعت کرنا دعا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے
سوال کرنا ہے۔پس اس کی مثالیں قرآن

عَنهُ اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِی ﷺ اِنَّ اَبِی مَاتَ وَلَم یُوصِ اَیَنفَعُه' اِن تَصَدَّقتَ عَنه' قَالَ نَعَم. وَعَن عبداللّٰه بن عمرو بن العاص اِنَّ العَاص بن وَائِل نَذَرَ فِی الجَاهِلِیَّةِ اَن یُذبَحَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَاِنَّ هشام بن العاص نَحَرَ حِصَّتَهٗ خَمسِینَ وَاِنَّ عَمرُوا سَاَلَ النَّبِی ﷺ عَن ذَالِکَ فَقَالَ اَمَّا اَبُوکِ فَلَو اَقَرَّ بِالتَوحِیدِ فَصُمتُ عَنه' اَو تَصَدَّقتُ عَنه' نَفَعَه' ذَالِکَ.

وَفِی سُنَنِ الدار قطنی اِنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِی ﷺ یَقَالُ یَا رَسُولَ اللّٰه اِنَّ لِی اَبوَانِ وَ کُنتُ اَبِرُّهُمَا حَالَ حَیَاتِهِمَا فَکَیفَ بِالبِرِّ بَعدَ مَوتِهِمَا فَقَالَ النَّبِی ﷺ اِنَّ مِنَ البِرِّ اَن تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِکَ وَاَن تَصُومَ لَهُمَا مَعَ صِیَامِکَ وَاَن تَصَدَّقَ لَهُمَا مَعَ صَدَقَتِکَ.

اور احادیث متواترہ میں بے شمار ہیں اور ایسی دلیل قائم ہونے کے بعد اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور اس باب میں بہت زیادہ احادیث صحیحہ ہیں جس طرح صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ بے شک میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اس سے نفع پہنچے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا اور صحیحین میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بے شک میری والدہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی ہیں اور وصیت نہ کرسکیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کرتیں تو کیا

وَقَدْ ذَكَرَ مُسلم فِي اَوَّلِ كِتَابِهٖ عَن اَبِي اِسحٰق الطالقاني قَالَ قُلتُ لِعَبدُاللّٰه بن المُبَارِك يَا اَبَا عَبدُالرحمٰن !اَلحَدِيثُ الَّذِي جَآءَ اِنَّ البِرَّ بَعدَ البِرِّ اَن تُصَلِّيَ لِاَبَوَيكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَ تَصُومُ لَهُمَا مَع صِيَامِكَ. قَالَ عَبدُاللّٰه يَا اَبَا اِسحَاقَ عَمَّن هٰذَا قُلتُ لَهٗ هٰذَا مِن حَدِيثِ شهاب بن حراس. قَالَ ثِقَةٌ" قُلتُ عَمَّن قَالَ عَنِ الحجاج بن دينار فَقَالَ ثِقَةٌ" عَمَّن قُلتُ عَن رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَا اَبَا اسحق اِنَّ بَينَ الحجاج وَ بَينَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ مَفَاوِزَ تَقَطَّعُ فِيهَا اَعنَاقُ المُطي وَلٰكِن لَيسَ فِي الصَّدَقَةِ اِختِلَاف" وَالاَمرُ كَمَا ذَكَرَهٗ عَبدُاللّٰه بن المُبَارِك فَاِنَّ هٰذَا الحَدِيثُ مُرسَل". وَالاَئِمَّة اِتَّفَقُوا عَلٰى اَنَّ الصَّدَقَةِ تَصِلُ اِلَى المَيِّتِ وَ

اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کے لیے کوئی اجر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں یعنی ان کے لیے اجر ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ بے شک میرا والد انتقال کر گیا ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو صدقہ کا نفع حاصل ہوگا تو تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تھی اور ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیے اور حضرت عمرو نے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو شفیع معظم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کر لیتا تو تو اس کی طرف سے روزہ

كَـذالِكَ الـعِبَـادَاتِ الـمَـالِيَة كَـالُعِتق. وَاِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي العِبَادَاتَ البَـدنِيَة كَـالصَّلَاةِ وَالصِيَام وَالقِرَائَة وَمَعَ هٰذَا فِي الصحِيحين عَنْ عَائِشَة رضـي الـلّه عنها عن النَّبِي ﷺ مَن مَاتَ وَ عَلَيهِ صِيَامُ صَامَ عَنه' وَلِيُّه' وَ فِي الـصَّحِيحَينَ عَن اِبنِ عَبَّاس رضي اللّه عنه اِنَّ امْرَاَة قَالَت يَا رَسُول اللّه ﷺ اِنَّ اُمِّي مَـاتَـت وَ عَلَيهَا صِيَامُ نَـذرٍ قَال اَرَايتَ اِن كَانَ عَلَى اُمِّکِ دَين " فقَضَيتَه' اَكَانَ يُوءدِي ذَالِکَ عَنهَا قَالَت نَعَم قَالَ فَصُومِي عَن اُمِّکَ. وَفِي الصَّحِيح عَنه' اَن امْرَأَة" جَاءَ تْ اِلَى رَسُوْل اللّه ﷺ فَـقَالَـتْ اِنَّ اُخْتِي مَـاتَـتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ اَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى اُخْتِکِ دَيْن" اُكُنْتِ تَقْضِيهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَحَقُّ اللّه اَحَق" وَفِي صحيح مسلم عَنْ

رکھتا یا صدقہ وخیرات کرتا تو اس کو تیرا یہ عمل نفع دیتا۔ اور سنن دار قطنی میں ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک میرے والدین حیات تھے اور میں ان کی زندگی میں ان دونوں کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا تو ان کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کیسے نیکی کروں پس نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ انکے لیے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کے لیے بھی روزے رکھ اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان دونوں کے لیے بھی صدقہ کر اور بے شک مسلم نے اپنی کتاب کے شروع میں ابو اسحاق (ابراہیم بن عیسیٰ) الطالقانی سے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبداللہ اس حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ اپنی نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے

عبداللہ بن بریدۃ بن حصیب عن
اَبِیہِ اَنَّ امراۃ" اَتَتْ رسول اللہ
ﷺ فقالَتْ اِنَّ اُمِّی مَاتَتْ وَ عَلَیْھَا
صَوْمُ شَھْرٍ اَفَیُجْزِیَ عَنْھَا اَنْ اَصُوْمَ
عَنْھَا قَالَ نَعَمْ. فَھٰذِہِ الْاَحَادِیْثُ
الصَّحِیْحَۃ صَرِیْحَۃ" فِیْ اَنَّہٗ یُصَامُ
عَنِ الْمَیِّتِ مَا نَذَرَ وَ اَنَّہٗ شَبَّہَ ذَالِکَ
بِقَضَاءِ الدَّیْنِ. وَالْاَئِمَّۃ تَنَازَعُوْ فِیْ
ذَالِکَ وَلَمْ یُخَالِفْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثُ
الصَّحِیْحَۃُ الصَّرِیْحَۃ" مَنْ بَلَغَتْہُ
وَ اِنَّمَا خَالَفَھَا مَنْ لَمْ تَبْلُغْہُ وَقَدْ تَقَدَّمَ
حَدِیْثُ عمرو بِاَنَّھُمْ اِذَا صَامُوْا عَنِ
الْمُسْلِم نَفَعَہٗ وَ اَمَّا الْحَجُّ فَیُجْزِیَ
عِنْدَ عَامَتِھِمْ لَیْسَ فِیْہِ اِلَّا اِخْتِلَاف"
شَاذٍ. وفی الصحیحین عَنْ ابن
عباس رضی اللہ عنھا اِنَّ امْرَاَۃً مِنْ
جُھَیْنَۃَ جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ
فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّی نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ
تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا فَقَالَ

نماز پڑھنا اور اپنے روزوں کے ساتھ اپنے ماں
باپ کے لیے بھی روزے رکھنا نیکی ہے یہ سن کر
ابن مبارک نے مجھ سے پوچھا اے ابواسحاق اس
حدیث کو کس نے روایت کیا ہے میں نے کہا
شہاب بن حراس نے ابن مبارک نے کہا کہ وہ
ثقہ ہے اچھا اس نے کس سے روایت کیا ہے میں
نے کہا حجاج بن دینار سے۔ فرمایا حجاج بھی ثقہ
ہے لیکن اس نے کس سے روایت کیا ہے میں نے
کہا رسول اللہ ﷺ سے حضرت عبداللہ بن
مبارک نے فرمایا اے ابواسحاق حجاج بن دینار اور
حضور اکرم ﷺ کے درمیان تو بہت طویل زمانہ
ہے۔ اور لیکن صدقہ میں اختلاف نہیں اور حکم اسی
طرح ہے جو عبداللہ بن مبارک نے کہا تو بے
شک یہ حدیث مرسل ہے۔ اور اس بات پر آئمہ
نے اتفاق کیا ہے کہ بے شک میت کو صدقہ پہنچتا
ہے اور اسی طرح عبادات مالیہ جیسے غلام آزاد کرنا
اور دراصل اختلاف کیا ہے عبادات بدنیہ میں
جیسے نماز روزہ اور قرات اور اس کے ساتھ یہ کہ
صحیحین میں حضرت عائشہ رضی

حُجِّی عَنْهَا أَرَأَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ" اَکُنْتِ قَاضِیَةَ عَنْهَا اِقْضُو اللّٰه فاللّٰه أحقّ بِالْوَفَاءِ و فی روایة البخاری اَنَّ اُخْتِی نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وفی صحیح مسلم عن بریدة ان امراۃ قالتْ یا رسول اللّٰه ﷺ ان اُمِّی مَاتَتْ وَلَم تَحُجّ اَفَیُجْزی اویَقضیَ اَنْ اَحُجَّ عنها قالَ نعم. فَفِی هٰذِهِ الاحادیثِ الصحیحة اَنَّهُ اَمَرَ یُحَجَّ الْفَرضَ عَنِ الْمَیِّتِ وَبِحَجِّ النَّذْرِ کَمَا اَمَرَ بِالصِّیَامِ وَاِنَّ الْمَأمُوْرُ تَارَةً یَکُوْنُ ولداً وتارۃ یَکُوْنُ أخًا وَشُبّه النَّبِیّ ﷺ ذٰلِکَ بِالدَّیْنِ یَکُوْنُ عَلَی الْمَیِّتِ وَالدَّیْنُ یَصِحّ قَضَاؤُه، مِنْ کُلِّ أَحَدٍ فَدَلَّ عَلٰی أَنَّه، یَجُوْزُ اَنْ یَفعَلَ ذَالِکَ مِنْ کُلِّ احدٍ لَا یَخْتَصُّ ذَالِکَ بالولد کَمَا جَاءَ مُصَرِّحًا بِهٖ فِی الْاَخِ. فَهٰذَا الَّذِیْ ثَبَتَ بِالکتابِ والسنةِ والاجماعِ

اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی فوت ہو جائے اس حالت میں کہ اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اسکا ولی روزہ رکھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ ایک عورت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی اور اس پر نذر کے روزے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا عورت نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہی صحیح بخاری میں روایت ہے کہ بے شک ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بے شک میری بہن اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس پر مسلسل دو ماہ کے روزے تھے

وعلمٍ مُفصّلٍ مُبینٍ فعلِمَ اَنْ ذالِکَ
لَیْنافِیْ قوله (وان لیس للانسان الا
ما سعی) اِذَا مَاتَ ابْنَ آدمِ اِنقطَعَ
عَمَلُه' اِلّا مِن ثَلاثٍ بَلْ هٰذَا حَقٌّ'' وَ
هٰذا حقٌّ''۔

اَمَّا الحَدِیثُ فَاِنّه قَالَ انقطَعَ عَمَلُه'
اِلَّا مِن ثَلاثٍ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ
یَنتَفِعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدعُوْ لَه'
فَذَکَرَ الْوَلَدَ وَ دُعَاؤُه' لَه' خَاصِیْنَ
لِاَنَّ الْوَلَدَ مِن کَسْبِه کَمَا قَالَ (مَا
اَغنیٰ عَنهُ مَالُهُ وَمَا کَسَبَ) قَالُوا اِنَّه'
وَلَدَه وَ کَمَا قَالَ النَّبِی ﷺ اِنَّ
اَطیَبَ مَا اَکَلَ الرَّجُلُ مِن کَسبِه وَاِن
وَلَدَه' مِنْ کَسْبِه فَلَمَّا کَانَ هُوَا
السَّاعِیُ فِی وُجُودِ الْوَلَد کَانَ عَمَلُه'
مِنْ کَسْبِه بِخِلَافِ الْاَخِ وَالْعَمِ
وَالْاَبِ. وَنَحوِهِمْ فَاِنَّه' یَنْتَفِعُ اَیضًا
بِدُعَائِهِم بَل بِدُعَاءِ الاَجَانِبِ لٰکِنْ
لَیْسَ ذَالِکَ مِن عَمَلِهِ وَالنَّبِی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اگر تیری
بہن پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی
عورت نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ
ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ
کا حق زیادہ ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن بریدہ
بن حصیب اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں کہ بے شک بارگاہ نبوت میں ایک
عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بے شک
میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس پر ایک
ماہ کے روزے تھے کیا جائز ہوگا کہ میں اپنی
والدہ کی طرف سے روزے رکھوں رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پس ان تمام
احادیث صحیحہ میں ہے کہ کوئی شخص بھی میت
کی طرف سے اس کی نذر کے روزے
رکھے اور بے شک یہ بھی قرض ادا کرنے
کے مشابہ ہوگا۔ اور آئمہ نے اختلاف کیا
اس میں اس لیے کہ جن کو یہ احادیث
نہیں پہنچیں اس نے مخالفت کی اور بے

قَالَ اِنقَطَعَ عَمَلُه' اِلّا مِن ثَلاثٍ لَم يَقُل. اِنَّه' لَم يَنتَفِعُ بِعَمَلِ غَيرِهٖ فَاِذَا دَعَا لَه' وَلَدُه' كَانَ هٰذَا مِن عَمَلِهٖ الَّذِى لَم يَنقَطِعُ وَ اِذَا دَعَا لَه' غَيرُه' لَم يَكُن مِن عَمَلِهٖ لٰكِنَّه' يَنتَفِعُ بِهٖ. وَاَمَّا الآيَة فَلِلنَّاس عنها اَجوِبَة مُتَعَدِّدَة" كَمَا قِيلَ اَنَّهَا تَختَصُّ بِشَرعِ مَن قَبلَنَا وَقِيلَ اَنَّهَا مَخصُوصَة" وَقِيلَ اَنَّهَا مَنسُوخَة" قِيلَ اَنَّهَا تَنَال السَّعى مُبَاشِرَةً وَ سَبَباً وَالاِيمَانُ مِن سَعيِه الَّذِى تَسَبَّبُ فِيهِ وَلَا يَحتَاج اِلَى شيٍ" مِن ذَالِکَ بَل ظَاهِرُ الآيَةِ حَق لَا يُخَالِف بَقِيَّةَ النُّصُوصِ فَاِنَّه قَالَ (لَيس للانسان الا مَا سَعى) وَهٰذَا حَق" فَاِنَّه' اِنَّمَا يَستَحِقُّ سَعيَه هُوَالَّذِى يَملِكُه' وَ يَستَحِقُّه' كَمَا انه انَّمَا يَملِکُ مِن المَکَاسِب مَا اکتَسَبَه' هو وَ امّا سَعى غَيره فَهُوَا حَق" وَمِلک لِذَالِک الغَير لَا لَه' لٰكِن

شک حضرت عمرو کی حدیث گزر چکی کہ جب مسلمان کسی مسلمان کی طرف سے روزے رکھیں گے تو اس کو اس سے نفع حاصل ہوگا اور بہرحال حج تو یہ عام علماء کے نزدیک (دوسرے کی طرف سے) جائز ہے اور اسکے جواز میں شاذ اختلاف ہے۔ اور صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کے بے شک میری والدہ نے حج کرنے کی منت مانی تھی پس حج کرنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئی ہے کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے حج کر سکتی ہوں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی والدہ کی طرف سے حج کر۔ اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسکی طرف سے اسے ادا کرتی۔ اللہ کا قرض ادا کرو پس اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا حق پورا کیا جائے اور

هذا لا يَمنَعُ اَنْ يَنتفعُ بسَعيِ غيرِہٖ
كَما يَنتَفِعُ الرَّجُلُ بِكَسبِ
غَيرِہٖ. فَمَن صَلّٰى عَلٰى جنَازَةٍ فَلَه'
قيرَاط" فيُثَابُ المُصلّى عَلٰى سَعيِه
الَّذى هُوَ صَلاتُه والمَيّتُ ايضًا
يُرحَمُ بِصَلاةِ الحَيِّ عَلَيهِ كَما قَالَ مَا
مِنْ مُسلمٍ يَمُوت فَيُصَلّى عَلَيهِ اُمَّةٌ
مِنَ المُسلِمِينَ يَبْلُغُونَ ان يَكُوْنوا
مائة" و يَروى اَرْبَعِين وَ يَروى ثَلاثَة
صفُوف و يَشفَعُونَ فِيهِ اِلَّا شُفِعُوا
فِيهِ اَو قَالَ غَفَرلَه' فَاللّٰهُ تَعالٰى يُثِيبُ
هٰذا السَّاعِىَ عَلٰى سَعيِهِ الَّذىْ هُوَ لَه'
وَ يُرحَمُ ذَالِكَ المَيّتُ بِسَعيِ هٰذا
الحَيِّ لِدُعَائِهِ لَه' وَ صَدقَتَه' عَنهُ وَ
صَيَامَهُ عَنهُ وَحجَهُ عَنهُ. وَقَد ثَبَتَ فِي
الصَّحِيحِ عَنِ النَّبِى ﷺ اِنَّهُ قَالَ مَا
مِن رَجُلٍ يُدعُو لِاَخِيهِ دَعوَةً اِلَّا
وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا كُلّمَا دَعَا لِاَخِيهِ
دَعوَةً قَالَ المَلِكُ المُوَكَّل بِهٖ

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ بے شک
میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی
اور صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے کہ بیشک ایک عورت
نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ
فوت ہوگئی ہے اس حالت میں کہ اس نے
حج نہیں کیا تھا کیا اگر میں اس کی طرف سے
حج کروں تو کفایت کرے گا یا ادا ہو جائے گا
اس کی طرف سے۔ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا کہ ہاں۔ پس ان احادیث صحیحہ میں
ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے میت
کی طرف سے فرض اور نذر کا حج ادا کرنے
کا حکم دیا جس طرح روزوں کا حکم دیا اور
بے شک حکم دیا ہوا یعنی مامور کبھی بیٹا ہوگا
اور کبھی بھائی ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے
اس کو قرض کے ساتھ تشبیہ دی جو میت پر
ہوگا اور قرض ادا کرنا ہر ایک کی طرف سے
صحیح ہے۔ پس یہ دلیل کہ اس کا بجالانا ہر
ایک کی طرف سے جائز ہے اور یہ اولاد کے

آمین. وَلَکَ بِمِثْلِہٖ. فَھٰذَا مِنَ
السَّعِیِ الَّذِی یَنْفَعُ بِہِ الْمُؤمِنُ اَخَاہُ
یُثِیبُ اللّٰہُ ھٰذَا وَ یرحَمُ ھٰذَا (وان
لیس للانسان الا ما سعی) وَلَیسَ
کُلَّ مَا ینتفعُ بِہِ المَیِّتِ اَوِ الْحَیِّ اَو
یَرحَمُ بِہِ یَکُوْن مِنْ سَعیِہٖ بَلْ اَطفَالُ
المؤمنینَ یَدْخُلونَ الْجَنَّۃَ مَعَ آبائِھم
بِلا سَعْیٍ فَالَّذِی لَم یُجزَ اِلَّا بِہ اَخصَّ
مِنْ کُلِّ اِنتِفَاعٍ لِئَلا یطلُبَ الاِنسانُ
الثَّوابَ عَلٰی غَیرِ عَمَلِہٖ وَھُوَا
کَالدَّینُ یُوَفِّیہِ الاِنسَانُ عَن غَیرِہٖ
فَتَبَرَّاءَ ذِمَّتَہ' لٰکِنْ لَیسَ لَہ' مَاوُفِّیَ بِہٖ
الدَّینُ وَ یَنبَغِی لَہ' اَنْ یَکُونَ ھُوَا
اَلْمُوَفِّیْ لَہ' وَاللّٰہُ اَعْلَمُ. (فتاوی ابن
تیمیہ ۲۴/۳۰۲ تا ۳۱۳)

ساتھ خاص نہیں ہوگا جس طرح تصریح آئی
ہے کہ بھائی کے بارے میں۔ پس یہ وہ
حکم ہے جو ثابت ہے کتاب و سنت اور
اجماع امت سے علم مفصل مبین سے۔ پس،
معلوم ہوا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے قول وان
لیس للانسان الا ما سعی کے مخالف نہیں ہے
اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے فرمان اذا مات
ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث۔ کے
مخالف ہے بلکہ یہ بات حق ہے۔ یہ حق ہے
بہرحال حدیث میں جو رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا کہ منقطع ہو جاتا ہے اس کا عمل مگر
صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع حاصل ہو
یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔
پس اولاد اور اس کی دعا کا ذکر خاص ہے
میت کے لیے کیونکہ اولاد اس کا کسب ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ما اغنی عنہ مالہ
وما کسب۔ علماء نے کہا کہ کسب سے مراد اس
کی اولاد ہے اور جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے
فرمایا کہ بے شک وہ چیز بہت زیادہ

پاکیزہ ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھاتا ہے اور بے شک اسکی اولاد بھی اسکی کمائی سے ہے۔ پس جب بیٹا باپ کی کمائی کا نتیجہ ہے تو اس کا عمل اسکے والد کا کسب ہے بخلاف بھائی اور چچا اور باپ اور اس کی مثل کے۔ تو بے شک ان کی دعاؤں بلکہ اجنبی لوگوں کی دعاؤں سے بھی میت کو نفع پہنچتا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین اعمال کے علاوہ عمل منقطع ہو جاتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ غیر کا عمل اس کو نفع نہیں دیتا تو جب اس کا بیٹا اس کے لیے دعا مانگے گا تو یہ عمل بھی اس میت کے عمل سے ہوگا جو منقطع نہیں ہوگا اور جب اس میت کے لیے اس کا غیر دعا مانگے گا تو وہ عمل میت کا نہیں ہوگا لیکن وہ اس سے نفع مند ہوگا۔ اور جہاں تک آیت کا تعلق ہے تو لوگوں نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں یہ کہ یہ آیت پہلی امتوں کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ کہ یہ آیت مخصوص ہے اور یہ کہ یہ منسوخ ہے اور یہ کہ کوشش

پہنچتی ہے خود پر اور کسی سبب کے ساتھ اور ایمان اس کی کوشش ہے کہ جس سے یہ سب پیدا ہوا۔ حالانکہ ان جوابات میں سے کسی جواب کی ضرورت نہیں بلکہ آیت کا ظاہر حق ہے اور یہ بقیہ نصوص کی مخالف نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے کوشش کی اور یہ حق ہے اور وہ اپنی کوشش کا حق دار ہے تو وہی اس کا مال اور مستحق ہے جیسا کہ وہ اپنے دیگر مکاسب کا مالک ہے اور کسی دوسرے کی کوشش تو وہ بھی حق ہے اور یہ غیر کی ملک ہے اس کی نہیں لیکن یہ مانع نہیں کہ اس کو کسی دوسرے کی کوشش کا فائدہ و نفع ہو جیسا کہ آدمی کسی دوسرے کے کسب سے فائدہ حاصل کرتا ہے پس جس نے جنازہ پڑھا اس کو ایک قیراط ثواب ہے اور نمازی اپنی کوشش کا ثواب پاتا ہے اور وہ اس کی نماز ہے اور میت پر بھی زندہ کے نماز پڑھنے سے رحم کیا جاتا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے کہ جس مرنے والے مسلمان پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں اور ان کی تعداد ایک سو ہو اور ایک روایت میں ہے چالیس اور ایک روایت میں تین صفیں ہوں اور وہ اس کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جائے گی یا فرمایا کہ اس کو بخش دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش کا ثواب دیا اور میت پر بھی اس زندہ کی دعا کے سبب رحم فرمایا اور اسی طرح اس کی طرف سے صدقہ کرنے اور روزہ رکھنے اور حج کرنے سے اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے لیے اس کی مثل ہو اور یہ اس سعی کا نتیجہ ہے جس سے مومن اپنے بھائی کو نفع دیتا ہے اور اللہ اس کو ثواب دیتا ہے اور دوسرے بھائی پر رحم فرماتا ہے اور آیت کریمہ کا انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے عمل کیا تو جس عمل سے میت کو فائدہ ہوتا ہے یا اس پر رحم فرمایا جاتا ہے تو وہ اس کا اپنا عمل تو نہیں ہے بلکہ مومنین کے بچے اپنے آباؤاجداد کے ساتھ بغیر عمل کے جنت میں جائیں گے پس جو نہیں جائز رکھتا مگر سب فائدوں ونفعوں سے زیادہ اس کے ساتھ خاص ہے بعض اوقات انسان کسی غیر کے عمل سے ثواب طلب کرتا ہے جیسا کہ قرض جو کہ انسان کسی دوسرے کی طرف سے ادا کرتا ہے تو وہ مقروض اس سے بری ہو جاتا ہے حالانکہ اس نے اپنا قرض ادا نہیں کیا اور چاہے کہ وہ اس کی طرف سے ادا کرنے والا ہو۔ واللہ اعلم۔

مانعین ومعترضین ایصال ثواب کا ایک اہم اعتراض

یہ کہ نذر و نیاز چونکہ غیر اللہ کے نام سے منسوب ہوتی ہے اس لیے حرام ہے جیسے گیارہویں کہ یہ غوث اعظم کے نام سے منسوب کی جاتی ہے اور یہ سب وما اھل به لغیر الله کی زد میں آنے کی بنا پر حرام ہیں۔

اس آیت مبارکہ کو پیش کر کے عوام کو بہت بڑا دھوکہ دیا جاتا ہے سب سے پہلے تو ہمارا عقیدہ جاننا چاہیے کہ اس بارہ میں ہمارا موقف کیا ہے۔

ہم جس چیز کو بھی بزرگان دین کی طرف منسوب کرتے ہیں اس سے بزرگوں کا تقرب مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ نسبت عرفی ومجازی طور پر بزرگوں کی طرف کی جاتی ہے ہمارا مقصود صرف بزرگوں کی ارواح کو ایصال ثواب ہوتا ہے اصل میں وہ چیز ہم اللہ تعالی کے نام پر خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے تقرب اور ثواب حاصل کرتے ہیں تو صدقہ و خیرات پر جو ثواب ہمیں اللہ تعالی سے ملتا ہے وہ ہم بزرگوں کی ارواح کو پیش کرتے ہیں اور جس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کرنا ہوتا ہے مجازی طور پر اس چیز کی نسبت اس بزرگ کی طرف کر دی جاتی ہے کہ یہ چیز ان بزرگوں کی روح کو ایصال ثواب کرنے کے لیے وقف کی گئی ہے اس ارادہ اور نیت پر عمل کرنے کو اگر کوئی حرام کہتا ہے تو بجائے خود ایسا کہنا ہی حرام ہے۔

رہی بات ما اھل به لغیر الله کی تو اس کے متعلق جو ائمہ مفسرین کی تحقیق اور وضاحت ہے وہ بھی ملاحظہ کریں۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ" الرَّحِيْم.

(سورہ المائدہ پارہ چھ)

اھل کا معنی لغت کی کتابوں میں۔

نمبر(۱) لسان العرب!

اَصلُ اَلاِھلَالِ رَفعُ الصَّوتِ وَکُلَّ رَافِعٍ صَوتَہ' فَھُوَا مُھِلّ" وَ کَذَالِکَ قَولُہ' عَزَّ وَ جَلَّ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ. ھُوَا مَا ذُبِحَ لِآلِھَتِہٖ وَ ذَالِکَ لِاَنَّ الذَّابِحَ کَانَ یُسمَعھَا عِندَالذِّبحِ فَذَالِکَ ھُوَا اِھلَالُ

احلال کی اصل ہے آواز بلند کرنا اور ہر آواز بلند کرنے والا مہل ہے اور اللہ تعالی کا فرمان ہے وما اھل به لغیر الله یعنی وہ جو ذبح کرتے تھے اپنے معبودان باطل کے لیے اور یہ اس لیے کہ نام پکارتے تھے ان بتوں کا ذبح کے وقت اور یہی اھل ہے۔

(لسان العرب ۱۵/۱۲۰ بیروت)

نمبر (۲) المنجد

اُھِلَّ بِالتَّسمِیَۃِ عَلَی الذَّبِیحَۃِ. ذبح ہونے والے جانور پر تسمیہ پڑھنا۔

(المنجد ۱۱۳۳ کراچی)

اھل کا معنی اہل تفاسیر کی نظر میں۔

نمبر ۱. تفسیر کبیر۔

وَ قَولُہ' وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ قَالَ اَلاَصمَعِیّ اَصلُہ رَفعَ الصَّوتُ فَکُلُّ رَافِعٍ فَھُوَ مُھِلّ" ھٰذَا معنی الِاھلال

وما اھل به لغیر الله کے قول میں کہا

فِی اُلُّغَةِ ثُمَّ قِیلَ لِلمُحْرِمِ مُهِل" لِرفعِهِ الصَوتِ بِالتَّلبِیَّةِ عِندَالاِحرَامِ وَالذَّابِحُ مُهِلٌ" لِاَنَّ العَرب کَانُو یُسَمُّونَ الاَوثَانَ عِندَالذِّبحِ.

اصمعی نے کہ اہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہے پس ہر آواز بلند کرنے والا مہل ہے اھلال کے یہ معنی لغت میں ہیں پس کہا گیا کہ احرام باندھنے والا مھل ہے جب آواز بلند کرے اللھم لبیک کہنے کے لیے

اوراسی میں ہے

وَکَانُوا یَقُولُونَ عِندَا لذِّبحِ بِاسمِ اللَّاتِ وَالعُزٰی فَحَرَّمَ اللّٰہ تعَالٰی ذَالِک.

تفسیر کبیر ۱۱/۱۳۳

اور ہر ذبح کرنے والا مھل ہے جیسا کہ عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے۔ یعنی مشرک ذبح کے وقت کہتے تھے بسم اللات والعزی تو اللہ تعالی نے اس کوحرام فرمادیا۔

نمبر (۲) تفسیر انوار التنزیل

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه اَی رُفِعَ بِهٖ الصَّوتُ عِندَالذِّبحِ لِلصَّنَم.

(تفسیرانوارالتنزیل فی اسرارالتاویل ا/۳۸مصر)

یعنی وہ جس کے ذبح کے وقت آواز بلند کی جائے بت کے لیے۔

نمبر (۳) تفسیر روح البیان۔

ای وَ حَرَّمَ مَا رُفِعَ بِهٖ الصَّوتُ عِندَ ذِبحِه لِلصَّنَم.

(تفسیر روح البیان ا/۲۷۷ کوئٹہ)

یعنی وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کی آواز بلند کی جائے (یعنی بت کا نام لیا جائے)

نمبر (۴) تفسیر ابی سعود۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه ای رُفِعَ بِهٖ الصَّوتُ عِندَ ذِبحِهٖ لِلصَّنَم۔
یعنی وہ جس کے ذبح کے وقت بت کے لیے آواز بلند کی جائے۔

(تفسیر ابی سعود المسمی ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم ۱/۱۹۱ بیروت)

نمبر (۵) تفسیر جلالین۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسمِ غَیرِهٖ وَالاهلَالُ رَفعُ الصَّوتِ وَ کَانُو یَرفَعُونَ عِندَا لذّبحِ لاٰلِهَتِهِم۔

(تفسیر جلالین ۲۴ کراچی)

وما اهل به لغیر الله یعنی وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال کا معنی آواز بلند کرنا ہے اور (کافر) اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرتے وقت آواز بلند کرتے تھے

نمبر (۶) تفسیر مظہری۔

وَ عِندَالذّبحِ بِاسمِ اللَّاتِ وَالعُزّٰی

(مظهری ۳/۲۰ کوئٹه)

اور جس پر ذبح کرتے وقت لات وعزی کا نام لیا گیا۔

نمبر (۷) تفسیر بیضاوی

اَیْ رُفِعَ بِهٖ الصَّوتُ عِندَ ذِبحِهٖ لِلصَّنَم۔

یعنی وہ جس کو بت کے لیے ذبح کرتے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

تفسیر بیضاوی ۱۲۷ کراچی

نمبر (۸) جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ (ابن جریر)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه فَاِنَّه' وَمَا ذُبِحَ لِلآلِهَةِ وَالاَوثَانِ یُسَمّٰی عَلَیهِ لِغَیرِ اِسمِهٖ.

(جامع البیان ابن جریر ۲/۵۰ مکۃ المکرمہ)

اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو ان کے معبودان باطلہ اور بتوں کے لیے اور اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا غیر کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا۔

نمبر (۹) تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه. مَا ذُبِحَ لِغَیرِ اِسمِ اللّٰه عَمَدً لِلاَصنَام.

اور وہ جو اللہ کے نام کے علاوہ بتوں کے لیے عمداً ذبح کیا جائے۔

(تفسیر ابن عباس علی در منشور ۱/۷۸ ایران)

نمبر (۱۰) تفسیر در منثور فی التفسیر بالماثور

اَخرَجَ اِبنُ المُنذِر عَن اِبنِ عَبَّاسٍ فِی قَولِهٖ وَمَا اُهِلَّ قَالَ ذُبِحَ وَ اَخرَجَ اِبنِ جَرِیرِ عَن اِبنِ عَباس فِی قَولِهٖ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه یَعنِی مَا اُهِلَّ لِلطُّوَاغِیتِ وَ اَخرَجَ اِبنِ اَبِی حَاتِمٍ عَن مُجَاهِدِ وَمَا اُهِلَّ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰه.

یعنی ابن منذر نے ابن عباس سے نقل کیا وما اهل کہا ذبح اور ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا کہ وما اهل شیطانوں کے لیے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ وما اهل وہ جسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے۔

(تفسیر در منثور ۱/۱۶۸ ایران)

نمبر (۱۱) تفسیر القرآن العظیم. ابن ابی حاتم.

عن مجاهد (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه) قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰه وَ رُوِیَ عَنِ

مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور حسن، قتادہ، ضحاک و

اَلْحَسَنِ وَ قَتَادَة وَالضَّحَاکِ وَ الزُّهرِی نحوَ ذٰلِکَ. زہری وغیرہ نے بھی اس کی مثل روایت کیا۔

(تفسیر القرآن العظیم ۱/۲۸۳ مکة المکرمه)

نمبر (۱۲) التفسیر الکبیر المسمی البحر المحیط

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه. اَیْ مَا ذُبِحَ لِلاَصنَام وَالطَّوَاغِیت قَالَهٗ اِبنُ عَبَّاس وَ مُجَاهِد وَ قَتَادَه وَالضَّحَاک. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجاہد، قتادہ اور ضحاک وغیرہ نے کہا کہ یعنی وہ جو ذبح کیا جائے بتوں اور شیاطین کے واسطے۔

(بحر المحیط ۱/۴۸۸ بیروت)

نمبر (۱۳) تفسیر خازن المسمی بلباب التاویل فی معانی التنزیل

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه یعنی وَمَا ذُبِحَ لِلاَصنَامِ وَالطَّوَاغِیت. یعنی وہ جو ذبح کیا جائے بتوں اور طواغیت کے لیے۔

اور اسی میں ہے

یَعنِی مَا ذُکِرَ عَلٰی ذَبحِهٖ غَیرُ اسمِ اللّٰهِ وَ ذٰالِکَ اِنَّ العَرَبَ فِی الجَاهِلِیَّةِ کَانُوْ یَذْکُرُوْنَ اسمَاءَ اَصْنَامِهِمْ عِنْدَ الذَّبحِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰالِک بِهٰذا الاٰیَةِ. یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام ذکر کیا گیا اور یہ اس لیے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کے وقت اپنے بتوں کے نام ذکر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس کو حرام فرما دیا۔

(تفسیر خازن ۱/۱۱۲-۴۶۱ لاہور)

نمبر (۱۴) تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰہ ای ذُبِحَ لِلاَصنَام فذُکِرَ عَلَیهِ غیرُ اِسمِ اللّٰه — یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا گیا۔

(تفسیر مدارک علی الخازن ۱/۱۱۲) (یعنی بوقت ذبح)

نمبر (۱۵) تفسیر روح المعانی

وَمَا اُهِلَّ بِه لِغَیرِ اللّٰه ای رُفِعَ الصَّوتِ لِغَیرِ اللّٰه تَعَالٰی عِندَ ذِبحِهٖ وَالمُرَادِ وَالاهلالِ هُنَا ذِکرُ مَا یُذبَحُ لَهٗ کَاللَّاتِ وَالعُزّٰی. — یعنی ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا آواز بلند کرنا اور یہاں اہلال سے مراد ذبح کے وقت اس چیز کا ذکر کرنا جس کے لیے ذبح کیا گیا جیسے لات اور عزی۔

(تفسیر روح المعانی ۶/۵۷ بیروت)

نمبر (۱۶) تفسیر معالم التنزیل

ای مَا ذُکِرَ عَلٰی ذِبحِهٖ غیرَ اِسمِ اللّٰه. — یعنی ذبح کے وقت جس پر اللہ کے علاوہ نام ذکر کیا جائے۔

(معالم التنزیل ۲/۸ ملتان)

نمبر (۱۷) تفسیر کمالین.

یعنی مَا ذُبِحَ لِلاَصنَام وَهُوَا قَولُ مُجَاهِد وَالضَحَاک وَ قَتَادَة.

(کمالین علی الجلالین ۲۴ کراچی)

نمبر (۱۸) جامع البیان.

مَا ذُكِرَ اسمَ غَيرِ اللّٰه عِندَ ذِبحِهٖ.

یعنی وہ جس پر ذبح کے وقت اللہ کے نام کے علاوہ ذکر کیا گیا۔

جامع البیان علی الجلالین ۲۴ کراچی

نمبر (۱۹) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

وَهُوا مَا ذُبِحَ لِغَيرِ اِسمِهٖ تعالٰى مِنَ الْاَنصَابِ وَالاَندَادِ وَالْاَزلَامِ وَ نَحْوِ ذالِکَ مِمَّا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةَ يَنحَرُوْنَ لَه‘.

اور وہ جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لیے انصاب، انداد اور ازلام اور ان کی مثل جو دور جہالت میں کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/ ۲۰۵ لاہور)

نمبر (۲۰) حضرت امام جصاص حنفی فرماتے ہیں۔

ولاخلاف بين المُسلِمين اِنّ المُراد بِهِ الذَّبِيحَةُ اِذا اُهِلَّ بِهَا لِغَيرِ اللّٰه عِندَالذَّبحِ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَزعُمُ اِنَّ المُرادَ بذالِکَ ذبائحُ عبدةِ الاوثانِ الَّذِين كانُو يَذبَحُونَ لِاوثَانِهِم كَقَولِهٖ تَعالٰى (وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ) وَاجَازوا ذَبِيحَة النَّصرانی

مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ اس سے مراد ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے۔ پس کچھ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ بے شک اس سے مراد بتوں کی عبادت ذبح کے وقت ہے کیونکہ وہ اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے جیسے ارشاد گرامی ہے (وما ذبح

اِذَا سُمِّیَ عَلَیْهَا بِاسْمِ الْمَسِیْحِ وَهُوَ مَذْهَبُ عَطَا. وَمَکْحُوْلِ وَالْحَسَنِ وَالشُّعْبِی وَ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَقَالُوْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَبَاحَ اَکْلَ ذَبَائِحِهِمْ مَعَ عَلَیْهِ بِاَنَّهُمْ یُهِلُّوْنَ بِاسْمِ الْمَسِیْحِ عَلٰی ذَبَائِحِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ الْاَوْزَاعِی وَاللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ اَیْضًا وَ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَ اَبُوْ یُوْسُفَ وَ مُحَمَّدٌ وَ زُفَرُ وَ مَالِکٌ وَالشَّافِعِی لَاتُؤْکَلُ ذَبَائِحُهُمْ اِذَا سَمَّوْا عَلَیْهَا بِاسْمِ الْمَسِیْحِ وَ ظَاهِرُ قَوْلِهِ تَعَالٰی (وَمَا اُهِلَّ بِهِ لِغَیْرِ اللّٰهِ) یُوْجِبُ تَحْرِیْمَهَا اِذَا سُمِّیَ عَلَیْهَا بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰهِ لِاَنَّ الْاِهْلَالَ بِهِ لِغَیْرِ اللّٰهِ هُوَا اِظْهَارُ غَیْرِ اسْمِ اللّٰهِ وَلَمْ یُفَرِّقْ الْآیَة بَیْنَ تَسْمِیَةِ الْمَسِیْحِ وَ بَیْنَ تَسْمِیَةِ غَیْرِهٖ بَعْدَ اَنْ یَکُوْنَ الْاِهْلَالُ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَ قَوْلِهِ فِی آیَةٍ اُخْرٰی (وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ) وَ عَادَةُ الْعَرَبِ

علی النصب) اور عیسائی اپنے ذبیحہ کو جن پر عیسی علیہ السلام کا نام لیا جاتا۔ وہ جائز سمجھتے ۔ یہ عطا کا مذہب ہے۔ امام مکحول' حسن' شعبی اور سعید بن میتب کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بے شک اللہ تعالی نے ان کے ذبیحوں کے کھانے کو مباح قرار دیا ہے باوجود اس کے کہ وہ اپنے ذبیحہ جات پر مسیح علیہ السلام کا نام بلند کرتے یہی مذہب اوزاعی اور لیث بن سعد کا بھی ہے امام اعظم ابوحنیفہ' ابو یوسف' امام محمد زفر اور امام شافعی کے نزدیک ان کے ذبیحہ جات کا کھانا جائز نہیں جب وہ ان پر مسیح کا نام بلند کریں۔ اللہ تعالی کے اس قول سے ظاہر ہے (وما اھل بہ لغیر اللہ) کے قول سے اس کی تحریم واجب ہوتی ہے جب ان پر غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے کیونکہ اہلال بہ لغیر اللہ یعنی جس پر غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے۔ یہ اللہ کے نام کے علاوہ کسی دوسرے کا اظہار ہے اور نہ ہی مسیح اور غیر خدا

فِی الذَّبَائح لِلاَوثَانِ غیرُ مَانِعٍ إعتبَار
عُمُوم الآیَة فِیمَا اقتضَاه' مِن تحرِیم
مَا سُمِّیَ عَلَیهِ غیرِ اللّٰہ تَعَالٰی وَ قَد
رَوٰی عطاءُ بِن السَّائب عَن زَاذَانَ وَ
مَیسرَة ان علیًّا علیہِ السَّلام قَالَ اِذَا
سَمِعْتُمُ الیَهُودَ وَالنَّصَارٰی یُهِلُّونَ
لِغَیرِ اللّٰہ فَلاتَأکُلُو وَاِذَالم تَسْمَعُو
هُم فَکُلُوا فَاِنَّ اللّٰہ قَد اَحَلَّ
ذَبَائحَهُم وَهُوَ یَعلمُ مَا یَقُولُونَ وَاَمَّا
مَا احتجّ بِه القَائلُون بِاَبَاحَةِ ذَالِکَ
لِاَبَاحَةِ اللّٰہ طَعَامَ اَهلِ الکِتَابِ مَعَ
عِلمِه بِمَا یَقُولُونَ فَلَیسَ فِیهِ ذَلَالَة"
عَلٰی مَا ذکرُوالاَنَّ اَبَاحَةَ طَعَامِ اَهلِ
الکِتَابِ مَقْصُودَةٌ بِشَرِیطَةِ ان
لاَیُهِلُّوا لِغیرِ اللّٰہ اِذَا کَانَ الوَاجِبُ
عَلَینَا اسْتِعْمَالُ الآیَتَینِ
بِمَجْمُوعِهِمَا فَکَاَنَّه' قَالَ وَ طَعَامُ
الَّذِینَ اُوتُو الکِتَابَ حِلٌّ لَکُم مَا
یُهِلُّو بِه لِغَیرِ اللّٰہ.

کے نام کے درمیان آیت فرق کرتی ہے۔ اس کے بعد کہ اہلال بہ لغیر اللہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول (وما ذبح علی النصب) اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ وہ بتوں کے لئے ذبائح کرتے تھے غیر مانع۔ عطا بن سائب نے زادان اور میسرہ سے روایت کی ہے کہ بے شک علی علیہ السلام فرماتے ہیں جب تم یہود و نصاریٰ کو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کرتے ہوئے سنو تو فلا تاکلو۔ پس تم نہ کھاؤ اور جب تم ان سے غیر اللہ کے علاوہ نام نہ سنو تو (فکلو) کھا لیا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبائح کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو وہ کہتے ہیں اور بہرکیف جو (گروہ) ان کے ذبیحہ کو مباح کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے کھانے کو اس علم کے ساتھ جو وہ کہتے ہیں۔ پس اس میں دلیل نہیں ہے اس پر جو انہوں نے ذکر کی۔ کیونکہ اہل کتاب کا

(صفحہ نمبر ۱/ ۱۲۵، ۱۲۶ ابیروت)

کھانا اس شرط کے ساتھ مقصود ہے کہ ان لا یھلو الغیر اللہ کہ وہ ذبح کے وقت غیراللہ کا نام بلند نہ کریں۔ جب ہم پر واجب ہو دو آیات کا استعمال اس کے مجموعہ کے ساتھ۔ پس یہ آیات طعام الذین اوتو الکتاب حل لکم۔ ما یھلو بہ لغیر اللہ۔ اس سے مراد یہ کہ ذبح کرتے وقت غیراللہ کا نام بلند نہ کریں۔

نمبر (۲۱) امام راغب فرماتے ہیں

اَیَ مَا ذُکِرَ عَلَیہِ اسمِ اللّٰہ وَھُوَا کَانَ یُذبَحُ لِاَجلِ الاَصنَام۔

یعنی وہ جس پر خدا کے نام کے علاوہ ذکر کیا جائے اور وہ جو ذبح کیا جائے بتوں کے لیے۔

(مفردات القرآن ۵۴۴ المکتبۃ المرتضویہ)

نمبر (۲۲) امام قرطبی فرماتے ہیں۔

اَیُ ذُکِرَ عَلَیہِ غَیرِ اسمِ اللّٰہ تَعَالٰی وھِیَ ذَبِیحَۃُ الْمَجُوسِی وَالوَثنی یُذَبَحُ لِلوَثنِ والمَجُوسِی لِلنَّارِ۔

(تفسیر قرطبی ۲/ ۲۲۳ تہران)

یعنی جس پر اللہ کے نام کے علاوہ ذکر کیا جائے اور وہ مجوسی کا اور بت پرست کا ذبح کیا ہوا ہے کیونکہ بت پرست ذبح کرتے ہیں بتوں کے لیے اور مجوسی ذبح کرتے ہیں آگ کے لیے۔

نمبر (۲۳) صفوة التفاسير . محمد علی الصابونی.

ای وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰه كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللّٰاتِ وَالْعُزّٰی.

یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اور اس پر کفار کی طرح ذبح کے وقت نام لیا گیا جیسے وہ لات وعزیٰ کا نام لیتے تھے۔

(صفوة التفاسير ۱/۱۱۵ بیروت)

نمبر (۲۴) تفسیر حسینی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ وَ حرام کرد آنچه آواز بردارند دز وقت ذبح لغیر الله برائے غیر خدا بنام بتان یا اسم پیغمبران بکشند.

یعنی اور حرام کی وہ چیز جس پر ذبح کے وقت آواز بلند کریں لغیر اللہ واسطے غیر خدا کے بتوں کے نام پر اس جانور کو قتل کریں یا پیغمبروں کے نام پر۔

تفسیر حسینی فارسی ۵۶ لاهور)

نمبر (۲۵) ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

و آنچه آواز بلند کرده شود در ذبح وے بغیر خدا

اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت سوائے اللہ تعالی کے آواز بلند کی جائے۔

(ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ ۳۳ لاہور۔)

نمبر (۲۶) شاہ عبد القادر دہلوی فرماتے ہیں۔

اور وہ جانور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یعنی جس جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کے بجائے کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا جیسے بسم زید یا بسم عمرو غیرہ۔

(موضح القرآن ۲۶ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاهور)

نوٹ:

لیکن اب جو اختصار شدہ کے نام سے شائع ہو رہا ہے اس میں یہ ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ بدلہ ہوا ہے۔

نمبر (۲۷) تفسیر مواہب الرحمٰن۔

اور جس چیز کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا جائے یعنی سوائے اللہ کے غیر کے لیے ذبح کیا گیا اور نام پکارا اس واسطے فرمایا کہ بت پرست بتوں کے نام سے پکارتے اور ذبح کرنے کے وقت بتوں کا نام لیتے۔ (مواہب الرحمٰن ۱۰۳ لاہور)

نمبر (۲۸) علامہ شبیر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریبی عزیز یا پیر اور بزرگ کو پہنچاوے یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لیے ہرگز نہیں۔

نمبر (۲۹) تفسیر روفی.

وما اھل بہ لغیر اللہ! اور جو جانور کہ ذبح کیا جائے بنام غیر خدا معلوم ہووے کہ اکثر ان لوگوں کو اس آیت کے معنی میں مفسدوں کے بہکانے سے شک پڑتا ہے سو ہم یہاں اس کی تفصیل احقاق الحق میں سے کئی تفسیروں کی عبارت کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

(آگے کئی تفاسیر کی عبارات نقل کی ہیں جو آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں اور کچھ

آگے آرہی ہیں) آگے مزید لکھا ہے کہ

یہاں سے صاف معلوم ہوا کہ جو گاؤ اولیاء کے نام سے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ اس زمانے میں رسم ہے سو حلال طیب ہے کیونکہ ذبح کے وقت اس پر کچھ غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ ان کے نام سے اس کو نذر کرتے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خاص نظر خدا کے واسطے ثابت ہے غیر کے لیے نہیں اس لیے ذبیحہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہا پھر جب ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا تو بیشک حلال ہے۔

اگر کسی نے ذبح کرتے وقت عمداً خدا کا نام نہ کہا تو ابوحنیفہ کے یہاں وہ ذبیحہ ناجائز ہے اور شافعی کے یہاں حلال ہے اگر سہواً ذبح کرتے وقت خدا کا نام بھول گیا تو بالاتفاق حلال ہے جاننا چاہیے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ما اھل کے معنی ما ذبح لکھا ہے یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیا سو حرام ہے اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکہ حرام ہوتا ہے بعضے نادان تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز

حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر اک شہداء واولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ ایک دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر کھاتے ہیں۔

(تفسیر روفی مطبوعہ ۱۳۵ در مطبع نامی ختم الکریم بمبئی ۱۳۸، ۱۳۹)

نمبر (۳۰) غیر مقلدین کے پیشوا صدیق حسن بھوپالوی اپنی تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں کہ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ یعنی مَاذُبِحَ لِلاَصنَامِ وَالطَّوَاغِیتِ وَ صَحِیحِ فِی ذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰهِ.

وما اهل به لغیر الله یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کے لیے ذبح کیا جائے اور درست یہ ہے کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا۔

(تفسیر فتح البیان ۱/۲۲۲ حیدر آباد)

نمبر (۳۱) درس قرآن۔

درس قرآن بورڈ (۱) خواجہ عبدالحی فاروقی (۲) حافظ مرغوب احمد توفیق (۳) عبدالواحد (۴) حافظ نذر احمد وغیرہ

وما اهل بہ لغیر اللہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے یعنی کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے یا بھینٹ چڑھایا جائے اھل کے معنی آواز بلند کرنا اور پکارنا ہیں۔

نمبر ۳۲ تفسیرات الاحمدیه. (ادارہ اصلاح تبلیغ لاہور درس قرآن ۱۹۷)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ مَعنَاهُ ذُبِحَ بِهٖ لِاِسمِ غَیرِ اللّٰهِ مِثلُ لَاتَ وَ عُزّٰی وَ اَسمَاءِ الاَنبِیَاءِ وَ غَیرِ ذَالِکَ فَاِنَّ

وما اهل به لغیر الله کے معنی یہ ہی ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا

اَفْرَدَ بِاسمِ غَيرِ اللّٰهِ اَوْ ذُكِرَ مَعَ اِسمِ اللّٰهِ عَطفًا بِاَن يَّقُولَ بِاسمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولُ اللّٰهِ بَالجر حَرُمَ الذَّبِيحَةُ وَاِن ذُكِرَ مَعَه' مَوصُولًا مَعطُوفًا بِاَن يَقُولَ بِاسمِ اللّٰهِ مُحَمَّدَ رَّسُولِ اللّٰهِ كُرِهَ وَلَا يَحرُمُ وَاِن ذَكَرَ مَفصُولًا بِاَنَّ يَقُولَ قَبلَ التَّسمِيَّةِ وَ قَبلَ اَن يَّضجَعَ الذَّبِيحَةُ وَ بَعدَه' لَا بَأسَ بِهِ هٰكَذَا فِي الهِدَايَةِ وَمِن هٰهُنَا عُلِمَ اِنَّ البَقَرَةَ المَنذُورَةَ لِلاَولِيَاءِ كَمَا هُوَا الرَّسمُ فِي زَمَانِنَا حَلَالٌ'' طَيِّبٌ'' لِاَنَّه' لَم يُذكَرِ اسمِ غَيرِ اللّٰهِ عَلَيهَا وَقتَ الذَّبحِ وَاِن كَانُو يَنذُرُونَهَا لَه'.

(تفسیرات الاحمدیہ ۴۴-۴۵ رحمٰن گل پبلشرز پشاور)

گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے نام سے ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح بسم اللہ و محمد رسول اللہ کہا اور لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کرے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا باسم اللہ محمد رسول اللہ تو مکروہ ہے۔ حرام نہیں اور اگر غیر کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ بسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور لٹانے سے قبل یا اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء اللہ کے لیے نذر کی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اسلیے کہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ وہ ان کے لیے نذر کرتے ہیں

نمبر ۳۳۔ تفسیر ضیاء القرآن۔

اب مفسر قرآن جناب پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ ایم اے فاضل جامعۃ الازہر مصر جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان کی محققانہ دلچسپ تحقیق سے استفادہ

کیجیے زیر آیت وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فرماتے ہیں یہ آیت اس سے پہلے تین مرتبہ گزر چکی ہے اب چوتھی اور آخری بار یہاں مذکور ہے۔ اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا ہے اور ایک فریق دوسرے کو کافر و مرتد کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ذبح کیا گیا ہو خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔

آیئے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء واہواء کا اکھاڑا نہ بنائیں بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے اور باہمی اختلافات ومنافرت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت کا جو مفہوم سلف صالحین اور علما متقدمین نے خود سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے جس طرح مشرکین باسم اللات وعزیٰ کہہ کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ امام ابوبکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ الْمُرَادَبِهِ الذَّبِيْحَةُ اِذَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ ۔ یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ بیضاوی، قرطبی، رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اسلاف اور قدماء مفسرین کی متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے ایک نیا

مفہوم اخذ کیا جس سے تکفیر کا دروازہ کھل گیا غیروں کو اپنا بنانے کی توفیق سے جو لوگ محروم تھے انہوں نے اپنوں کو بیگانہ بنانے کا شغل اختیار فرمایا اور اس فن میں وہ جدت طرازیاں اور موشگافیاں کیں کہ عقل دنگ رہ گئی اور دل لرز اٹھا۔ آیئے پہلے ان کے دلائل کو سنیئے تا کہ ان کی اس غلط فہمی کا ماخذ آپ کو معلوم ہو جائے پھر ان میں غور فرمایئے ان دلائل کی بے سروپائی آپ پر واضح ہو جائیگی۔

وہ اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالی کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہو گا بلکہ حرام ہو گا جس طرح کتے اور خنزیر کو اللہ تعالی کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے وہ اپنے اس مفہوم کی تائید کے لیے کہتے ہیں کہ لغت عرب اور عرف میں اھل کا معنی ذبح کرنا نہیں ہے کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اھل کو ذبح کرنیکے معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اہل لغت کے نزدیک اھل کا معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اھل کا معنی ذبح کرنا ہے تو بھی آیت کا یہ معنی ہو گا کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور اس کا جو معنی تم نے کیا ہے کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے یہ تو کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صراحۃ تحریف آیت ہے۔ یہ ان کا استدلال ہے جو آپ نے پڑھ لیا۔

اب ہم بصد ادب ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اھل کا معنی اگر وہ لیا جائے جو تم نے لیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر

غیر اللہ کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کے ان کے گلے پر چھری پھیری جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ بحیرہ سائبہ وغیرہا جانور وہ اپنے بتوں کے لیے نذر مانتے تھے اور اس سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا انہیں کے نام سے وہ مشہور ہوئے حالانکہ انہیں اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاوی عالمگیری میں صراحۃ مرقوم ہے کہ اگر مجوسی نے اپنے آتشکدہ کے لیے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداوں کے لیے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کیا ہے۔ مُسلِم ذَبَحَ شَاۃَ الْمَجُوسِی لِبَیْتِ نَارِھِمْ اَوِ الْکَافِرُ لآلِھَتِھِمْ تُوکَلُ لِاَنَّہٗ سَمَّی اللّٰہَ وَیکرہ للمسلم۔

(فتاوی عالمگیری کتاب الذبائح)

تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعوی کرنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغۃ اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم نے اھل کو ذبح کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا سمعتم الیہود و النصری یھلون لغیر اللہ فلا تاکلو و اذا لم تسمعوھم فکلوا فان اللہ قد احل ذبائحھم و ھو یعلم ما یقولون.
(فتح البیان جلد اول ۲۲۲)

یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبح نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھالو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبح کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

آپ کے اس قول میں یھلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔ قدماء مفسرین نے بھی اھل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اھل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی لغت کے امام اصمعی سے لفظ اھل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال الاصمعی الاھلال اصلہ رفع الصوت فکل رافع صوتہ فھو مھل.... وھذا معنی الاھلال فی اللغۃ ثم قیل للمحرم مھل لرفعہ الصوت بالتلبیہ عندالاحرام والذابح مھل لان العرب کانوا یسمون الاوثان عندالذبح و یرفعون اصواتھم بذکرھا.

اصمعی نے کہا کہ اھلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مھل کہلائے گا یہ اھلال کا لغوی معنی ہے پھر محرم کو بھی مھل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔

علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرہ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

و اصل الاهلال رفع الصوت و کل رافع صوته فهو مهل و کذالک قوله عزو جل و ما اهل لغیر الله به هوما ذبح للالهة و ذالک لان الذابح کان یسمها عندالذبح فذالک هوا الاهلال.

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں۔

اصل الاهلال رفع الصوت..... حتی قیل لکل ذابح مهل وان لم یجهر بالتسمیه.

اہلال کا لغوی معنیٰ آواز بلند کرنا ہے یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مھل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے۔

علامہ سیوطی نے حضرت ابن عباس سے اھل کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد نے ما اھل کا معنی ماذبح لغیر اللہ کیا ہے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

قال الربیع بن انس **یعنی ما ذکر عند ذبحه اسم غیر الله والاهلال... حتی قیل لکل ذابح مهل وان لم یجهر مهل.**

از راہ اختصار ان چند حوالوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں جن سے ثابت ہوا ہے کہ اھل بمعنی ذبح مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اھل ذبح کے معنی میں نہ لغۃ استعمال ہوتا ہے اور نہ عرفا یہ حق و انصاف سے اعراض کرنا ہے۔

نیز ان صاحبان کا ما اھل لغیر اللہ بہ کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ علامہ نووی شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی کیا ھے اما الذابح لغیر اللہ ان یذکر باسم اللہ یعنی جس کو اللہ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے وآنچہ ذکر کردہ شد نام غیر خدا بر ذبح وے۔ یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے کیا اس تحریف کا الزام یہ حضرات آپ پر بھی عائد کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابو بکر جصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتداء بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی بئر ام سعد رکھا گیا تھا یعنی سعد کی ماں کا کنواں اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

حضور رحمت عالمیاں ﷺ ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا دنبہ اپنی امت کی طرف سے۔ کئی لوگ کسی ولی کی نذر مانتے ہیں کیا اس طرح وہ چیز حرام ہو جاتی ہے یا نہیں تو اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ

نذر کے دو معنی ہیں شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں اس لیے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے لیکن عرف عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی بلکہ نیاز کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اور یہ شرک نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہ عبارت آپ کی خدمت میں بعینہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں امید ہے یہ گتھی بھی سلجھ جائے گی۔

لیکن حقیقت ایں نذر آنست کہ اہداء ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون واز روئے حدیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ ایں نذر مستلزم می شود پس حال ایں نذر آنست کہ اہدا ثواب ہذا القدر الی روح فلاں۔ وذکر ولی برائے تعین عمل منذور است نہ برائے مصرف ومصرف ایں نذر نزد ایشاں متوسلاں آں ولی می باشند از اقارب و خدم و ہمطریقاں و امثال ذالک ہمیں است مقصود نذر کنندگاں بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع۔

(فتاویٰ عزیزی جلد ا صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ! اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنوئیں کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے نذر میں ولی کا ذکر اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا مصرف ہے اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی

رشتہ دار خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں ولی کا نام صرف اس عمل کے متعین کے لیے لیا جاتا ہے نذر کرنے والوں کا بلاشبہ یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

حضرت حکیم الامت کی اس ایمان افروز وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا' اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

اگر مالیدہ وشیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوارند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔

(فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء راہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک می شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاوی عزیزیہ جلد ا صفحہ ۸۷ مطبوعہ دیوبند)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل

شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ۵۵)

پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسماعیل دہلوی کے الفاظ میں سن لیجئے۔

اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید و بنیاد تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دوضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ۱۱۱ فخر المطابع)

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دو زانو ہو کر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع وزاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دوضربی ذکر شروع کرے۔

البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر کسی جانور کو ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور ذبح کرنے والا مشرک ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص کے ذہن میں ایصال ثواب کا تصور تک نہیں بلکہ کسی ولی یا نبی کی لیے محض اس جانور کا خون

بہانے (اراقۃ الدم) کو ہی وہ درجہ قربت سمجھ کر ذبح کرتا ہے تب بھی وہ جانور حرام ہوگا کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے جان کو پیدا فرمایا۔ اس لیے اس کو حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز کو کسی کے لیے قربان کرے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں متعدد بار اس مسئلہ کی تحقیق فرمائی اور ایسے جانور کی حلت وحرمت کا فیصلہ کرنے کے لیے یہی معیار مقرر فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں!

فمتی کان اراقه الدم للتقرب الی غیر الله حرمت الذبیحة و متی کان اراقة الدم لله تعالی والتقرب الی الغیر بالاکل والانتفاع حلت الذبیحة لان الذبح عبارة عن الاراقة لاعن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلی هذا قلنا لواشتری لحما من السوق اوذبح بقرة اوشاة لاجل ان یطبخ مرقا و طعاما لیطعم الفقراء و یجعل ثوابها لروح فلان حلت بلا شبهة.

(فتاوی عزیزیه جلد اول صفحه ۷۵)

یعنی اگر کسی جانور کا خون انہی لیے بہایا جائے کہ اس خون بہانے سے غیر کا تقرب حاصل ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور اگر خون اللہ تعالیٰ کے لیے بہائے اور اس کھانے اور اس سے نفع حاصل کرنے سے کسی غیر کا تقرب مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا کیونکہ ذبح کا معنی خون بہانا ہے نہ وہ جانور جسے ذبح کیا گیا اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے بازار سے گوشت خریدا یا گائے یا بکری ذبح کی تاکہ اسے پکا کر فقیروں کو کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی روح کو پہنچائے تو یہ (گوشت گائے بکری) بلاشبہ حلال ہوگی۔

میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان نہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور نہ وہ محض اراقۃ الدم (خون بہانے) کو وجہ تقرب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے پیش نظر صرف ایصال ثواب ہوتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے مبادا اس گمراہی پر اسکی موت آجائے نیز ان لوگوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیے جو ہر مسلمان پر بلا امتیاز شرک و کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور اس کو اپنی شہرت کے حصول کا آسان اور موثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حَسْبُنَا اللّٰہ وَ نِعمَ الوَکِیل ۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۲)

(نمبر ۳۴۔)

مزید وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ جات دیکھیں۔

توضیح القرآن ۹ ۲۳ ۲کشف السرار وعدۃ الابرار ۱ ۵۷ ۴کشف المحجوبین ۱ ۱۹ کتاب الوجیز تفسیر قرآن العزیز ۱/ ۵۰۴مراح لبید تفسر النووی ۱۹۶ اتفسیر یسیر پنجابی ۱ ۹ ۱ ۴ تفسیرِ نبوی.. تفسیر نذیرالقرآن .تفسیر عزیزالبیان ۰ ۴تفسیر القرآن انشاء اللہ ۰ ۴درس القرآن خواجہ عبدالولی جز ۲صفحہ ۲ تفسیر ازہری ۲ ۴ سراج المیر ۰ ۱ افتح الرحمن ۳۲ تفسیرفتح القدیر شوکانی ۹ ۴ ۱ تفسیر مراغی جز ۲ صفحہ ۱ ۴ظلال القرآن جز ۸ صفحہ ۲۹ ;۱۸صاوی ۲ ,۷ ۴جمل ۱ ۸ ۳ ۱ اعمدۃ التفسیر حافظ ابن کثیر جز ۳ صفحہ ۲ تاج التفاسیر ۱/ ۳۵ تفسیر نیشاپوری ۲ ۱۰۲ تفسیر نعمانی صفحہ ۴ ۱ ۱ تفسیر قادری ۱/ ۴۲تفسیر القرآن ۷۰ ۲ تفسیرات

نوٹ یہ حوالہ جات مختلف جگہ سے نقل کیے ہیں۔

کسی کی طرف نسبت کرنا احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر (۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ!

فَاُتِیَ بِکَبْشٍ فَذَبَحَہ' رَسُوْلُ اللّٰہِ بِیَدِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَر ھٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ.

پس ایک مینڈھا لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمایا اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے اس کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

اخرجہ الترمذی فی الجامع ۱/۲۷۸ و ابو داود فی السنن ۲/۳۲ و احمد فی مسندہ ۳/۳۶۲ و حاکم فی المستدرک ۴/۲۲۹ و سنن دارقطنی ۴/۲۸۴ و زادالمعاد ۲/۳۱۳.

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھا کی نسبت ذبح کرنے کے فوراً بعد اپنی اور اپنی امت میں سے ہر اس شخص کی طرف کی جس نے قربانی نہیں کی اگر کسی جانور کی نسبت غیر خدا کی طرف ہونے سے وہ حرام ہو جاتا تو شارع علیہ السلام کبھی بھی ایسا نہ فرماتے۔

حدیث نمبر (۲)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا!

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّل مِن مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِن اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ. اے اللہ اس کو محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما۔

(اخرجہ ابو داود فی السنن ۲/۳۰ و مسلم برقم ۵۰۹۱ و بغوی فی الشرح السنة ۴/۳۵۷ و بیھقی فی السنن الکبری ۹/۲۸٦ و حاکم فی المستدرک ۳۹۴۳ و ابن عساکر تهذیب تاریخ ۳/۱۴ وعبدالحق کتاب الاحکام الوسطی ۴/۱۳۲)

اس حدیث مبارکہ میں بھی محبوب رب العالمین نے اپنی اور اپنی اولاد اور اپنی امت کی طرف بعد از ذبح نسبت فرمائی۔

حدیث نمبر (۳)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یَا رَسُولَ اللّٰہ ﷺ اَحبَبتُ اَن تَاکُلَ مِن رَطبِہ وَ بَسرِہٖ وَ تَمرِہٖ وَتَذنُوبِہ وَلَا ذبحنَّ لَکَ مَعَ ھٰذَا فَقَالَ اِن ذَبحتَ فَلَا تَذبَحنَ ذَاتَ دَرٍّ فَاَخَذَ عَنَاقًا لَہٗ اَو جُدِیًا فَذَبَحَہٗ. یارسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ رطب بسرہ اور کھجوریں کھائیں اور اس کے ساتھ میں آپ کے لیے ضرور بکری ذبح کروں گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مگر تو دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا تو انہوں نے بکری کا بچہ نر یا مادہ پکڑا اور اس کو ذبح کیا۔

(اخرجہ الطبرانی فی الصغیر ۱/۹۲ و لفظ لہ و فی الاوسط ۳/۳۲ و ابن حبان فی الصحیح ۸/۳۲۴)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میزبان رسول اللہ ﷺ نے بھی قبل از ذبح جانور کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی فرمایا (لک) آپ کے لیے اور نبی اکرم

سراپا رحمت ﷺ نے دودھ والی بکری ذبح کرنے سے ان کو منع فرمایا اور انہوں نے بچہ ذبح کیا اگر غیر خدا کی طرف نسبت سے جانور حرام ہو جاتا تو صحابی رسول ﷺ کبھی بھی ایسا نہ کہتے اور آپ ﷺ بھی اس کو ایسا کہنے سے منع فرماتے۔

حدیث نمبر (۴)

عن جابر قَالَ خرَجَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَ انَا مَعَهٗ فَدَخَلَ عَلٰى اِمْرَاءَةٍ مِنَ لانصارِ فَذَبَحَتْ لَه' شَاةً.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں باہر نکلا تو آپ ﷺ ایک انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے آپ کے لیے بکری ذبح کی۔

(اخرجه الترمذی فی الجامع ۱/۲۴ و بغوی فی الشرح السنة ۱۱/۲۹۴ وابن ابی عاصم فی کتاب السنة ۲/۲۲۴ برقم (۴۱۵۳)

حدیث نمبر (۵)

عن مجاهد اِنَّ عبدالله بن عمرو ذُبِحت لَه' شَاة" فِي اَهلِه.

(اخرجه الترمذی فی الجامع ۲/۱۶)

مجاہد کہتے ہیں کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے لیے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی۔

نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ انصاری عورت نے آپ ﷺ کے لیے بکری ذبح فرمائی اور راوی نے بھی اس کی نسبت آپ کی طرف ہی کی۔

نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ صحابی نے تابعی کے لیے اپنے گھر میں بکری ذبح کی اگر نسبت سے جانور حرام ہوتا ہے تو وہ لوگ کبھی بھی ایسے فعل کے مرتکب نہ ٹھہرتے۔

حدیث نمبر (٦)

عن جابر مَن ذَبحَ لِضَیفِهٖ ذَبِیحَةً کَانَت فِدَاهُ مِنَ النَّار.

(کنز العمال ٩/ ٢٤٥ برقم ٢٥٨٥٣ و حاکم فی تاریخه)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہو جائے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر انسان کسی کے لیے جانور ذبح کرے اور وقت ذبح اس پر اللہ کا نام ذکر کرے تو وہ جانور حرام نہیں ہوتا اور جو مہمان کے لیے جانور ذبح کرے تو وہ کیا تو اس نے مہمان کے لیے ہے لیکن بوقت ذبح اللہ کا نام ہی لیا ہے تو وہ حرام نہیں بلکہ وہ اس کے لیے دوزخ سے فدیہ ہو جائے گا اس حدیث میں اس ذبیحہ کی نسبت کو رسول اللہ ﷺ نے مہمان کی طرف ہی کیا۔

حدیث نمبر (٧)

حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں فَقَالَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ اَوصَانِی اَن اُضَحِّیَ عَنهُ فَاَنَا اُضَحِّی عَنهُ. پس علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی آپ ﷺ کی طرف سے کیا کروں لہذا میں ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی

(اخرجه ابو داود في السنن ۲/ ۲۹ و احمد فی مسنده ۱/ ۱۵۰ و حاکم فی المستدرک ۴/ ۲۳۰)

طرف سے کرتا ہوں۔

حدیث نمبر (۸)

عن بريدة قالَ مَن ضَحّٰی عَن وَالِدَيهِ اَوْ عَن اَبوَيهِ مَيّتَينِ فَلَه' اَجرُه' کَامِلاً وَ اَجرُ المَيّتِ وَ يُقَالُ لِرُوحِهِ اِنَّ فُلاَنَاً ضَحّٰی عَنکَ اَوْ تَصَدَّقَ عَنکَ.

(اخرجه موافق الدين فی مرشدالزوار الی قبور الابرار ۱/ ۱۱۷)

جس نے اپنے فوت شدہ والدین یا ماں باپ کی طرف سے قربانی کی اس کو اسکا پورا اجر ملے گا اور میت کو بھی اور اس کی روح کو کہا جائے گا کہ بیشک تیری طرف سے فلاں نے قربانی کی یا صدقہ کیا۔

حدیث نمبر (۹)

عن عمرو بن شعيب عن اَبِيهِ عن جَدِّهِ اِنَّ اِمرَاَةً اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَت يَا رَسُولَ اللّٰه ﷺ اِنّی نَذَرتُ اَن اَضرِبَ عَلٰی رَاسِکَ بِالدَّفِ قال اَو فی بِنذرِکِ قالت اِنّی نذرتُ اَن اَذبحَ بِمَکَانِ کذا وَ کذا مکان" کان يَذبحُ فِيهِ اَهلِ الجَاهِلِيَّةِ قَالَ لِصَنَمٍ قَالَت لاقَالَ لِوثَنٍ قَالَت لا

حضرت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی اور وہ جاہلیت کا مذبح

قَالَ اَو فِی بِنَذرِکَ.

(اخرجہ ابوداود فی السنن ۲/ ۱۱۳)

ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بت کے لیے اس نے عرض کی نہیں فرمایا وثن کے لیے عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث میں دوسری نذر سے معلوم ہوا کہ معین جگہ پر ذبح کرنے کی نذر بھی جائز ہے بشرطیکہ اس جگہ بت یعنی صنم وثن کے لیے (یعنی جواہر معدنیہ اور پتھر لکڑی سے بنے ہوئے) نہ ہو تو جائز ہے۔

حدیث نمبر (۱۰)

عَن مُحَمَّد بن سیرین حدثنا سلمان بن عامر الضبیّ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ یَقُولُ مَعَ الغُلَام عَقِیقَة" فَاهرِ یقُوا عَنه' دَمًا وَّاَمِیطُو اعَنه' الاَذٰی.

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر لڑکے کے ساتھ اسکا عقیقہ لگا ہوا ہے لہذا اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور اس سے تکلیف دور کرو۔

(اخرجہ البخاری برقم (۵۴۷۲) و حاکم فی المستدرک ۲۳۸/۴ و ابو داود ۲/ ۱۰۲ و الترمذی ۱/ ۲۸۰ والنسائی ۲/ ۱۰۸۰ و ابن ماجہ برقم (۳۱۶۴) والطبرانی فی الکبیر ۶/ ۲۷۴ و شرح مشکل الآثار ۳/ ۷۳ برقم (۱۰۳۹) وعبدالحق فی کتاب الاحکام الوسطی ۴/ ۱۴۰ وابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۱/ ۲۷ برقم ۵۷ و دارمی فی السنن ۲/ ۸۰

حدیث نمبر (۱۱)

عن سمرة قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

كُلَّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ" بِعَقِيقَتِهِ تُذبَحُ عَنهُ يَومَ سَابِعِهِ وَيُسَمّٰى فِيهِ يُحلَقُ رَأسِهِ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے ساتویں دن اس کی طرف سے اس کو ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے۔

(اخرجه الترمذی ۱/۲۷۸ و ابو داود ۲/۳۶ والنسائی ۲/۱۷۰ ا و ابن ماجه (۳۱۶۵) و احمد فی مسنده ۴/۸،۱۸/۲۱۴ و طبرانی فی الکبیر ۷/۲۰۱ والحاکم فی المستدرک ۴/۲۳۷ والطحاوی فی شرح مشکل الآثار ۳/۵۷ برقم (۱۰۳۰) وعبدالحق فی احکام الوسطی ۴/۱۴۰ وابن قیم فی زادالمعاد ۲/۳۱۵ وابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۳۰ برقم ۴۷)

حدیث نمبر (۱۲)

ان عمران ابن حصین لَمَّا احتَضَرَ قَالَ اِذَا اَنَامِتُّ فَشُدُّونِی عَلٰی سَرِیرِی بِعِمَامَةٍ فَاِذَا رَجَعتُم فَانحَرُوا وَاطعِمُوا.

جب عمران بن حصین کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے کہا میری چار پائی پر مجھے میرے عمامہ سے باندھ دینا پھر جب تم واپس جاؤ (جنازہ سے) تو میرے لیے ایک اونٹ کا بچہ ذبح کرنا اور لوگوں کو کھلانا۔

(اخرجه ابی سلیمان فی وصایا العلما عند حضور الموت ۶۷)

حدیث نمبر (۱۴)

عن عبدالله بن رواحة رضی الله تعالی عنه انّه سمّی شاةً من غنمه لرسول الله ﷺ و اوصی بها جاریةً له کانت فی الغنم و کان یتعاهدها و ینظر الیها کلّما اتی الغنم حتّی سمنت و صلحت فجاء یوما ففقدها من الغنم فسالها عنها فقالت ضاعت ولطم وجهها فلمّا سرّی ذالک عنه اتی النبیّ ﷺ فاخبره بالقصّة فقال لم املک نفسی ان لطمتها قال فاعظم ذالک النبیّ ﷺ وقال لعلّها مومنة"

(کتاب الاثار للامام محمد ۷۸۔ ۷۹ کراچی)

حضرت عبداللہ بن رواحہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لیے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس بکری کی نگہبانی کرے چنانچہ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اس بکری کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہوگئی ایک دن وہ آئے تو اس بکری کو گم پایا تو اس لونڈی سے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ بکری ضائع ہوگئی ہے تو انہوں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا پھر جب ان کا غصہ ختم ہوا تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو اس واقعہ کی اطلاع دی پھر عرض کیا کہ میں بے اختیار ہو گیا تھا اور غصے پر قابو نہ پا سکا پس رسول اللہ ﷺ پر یہ معاملہ دشوار گزرا اور فرمایا کہ شاید وہ لونڈی ایماندار ہو۔

حدیث نمبر (۱۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے تاجدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِنَّ مِن تَوبَتِي اَنْ اَنخَلِعَ مِن مَالِي صَدَقَةً اِلَى اللَّهِ وَ اِلَى رَسُولِهِ ﷺ .

یارسول اللہ ﷺ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لیے صدقہ کر کے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا برقم(۲۷۵۷) و کتاب المغازی برقم (۴۴۱۸) و مسلم فی الصحیح برقم (۷۰۱۶) و ابو داود کتاب الایمان والنذر برقم (۳۳۱۷)، ۲/۱۱۴ والنسانی ۲/۱۳۷ برقم (۳۸۵۴) والترمذی کتاب التفسیر برقم (۳۱۰۲) و احمد فی مسنده ۳/۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹ والبیهقی فی السنن الکبری ۱/۲۲۵، ۴/۱۸۱، ۹/۳۵، ۱۰/۶۸ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۱۴/۵۴۵ برقم (۱۸۸۵۳) والبغوی فی الشرح السنة ۲/۱۸۲ برقم (۱۲۷۶) والطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۹/۴۶، ۵۱، ۵۴، ۵۶، ۵۷، ۵۸ برقم (۹۰، ۹۱، ۹۵، ۹۶، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۴) و عبدالرزاق فی المصنف ۵ ۴۰۵ برقم (۹۷۴۴) و عن ابی لبابة ایضا ۵/۴۰۶ برقم (۹۷۴۵) والبیهقی دلائل النبوة ۵/۲۷۸ والطبرانی فی الاوسط ۸/۲۹۲ برقم (۸۵۳۵) و ابن حبان فی الصحیح ۲/۱۵۶ برقم ۳۳۶۹)

حدیث نمبر (۱۵)

ایک عورت اور اس کی بیٹی بارگاہ نبوت میں یمن سے حاضر ہوئیں بیٹی کے ہاتھ

میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تعطین زکوۃ ھذا اس کی زکوۃ دے گی اس نے عرض کی نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اَیَسُرُّکِ اَنْ یُّسَوِّرُکِ اللّٰہُ بِھِمَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سِوَارَیْنِ مِنْ نَّارٍ.... فَقَالَتْ ھُمَا لِلّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ.

کیا تجھے بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے اس نے فوراً وہ اتار کر ڈال دیئے اور عرض کرنے لگی کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

(اخرجہ ابو داود فی السنن ۱/۲۱۸ والنسائی ۲/۲۰ والدارقطنی ۲/۱۱۲ والبیھقی سنن الکبری ۴/۱۴۰ و معرفۃ السنن الآثار ۳/۲۹۶)

حدیث نمبر (۱۶)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَھْجُرُ دَارَ قَوْمِی الَّتِی اَصَبْتُ بِھَا الذَّنْبِ وَ اَنْخَلِعُ مِنْ مَالِی صَدَقَۃً لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُجْزِی عَنْکَ الثُّلُث.

یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انہوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لیے صدقہ کر دیا۔

(اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ۵/۳۳ برقم(۴۵۰۹. ۴۵۱۰) و احمد فی مسنده ۵۶۳/۳ (۴. ۵۰۳) والحاکم فی المستدرک ۶۳۲/۳ والبیهقی فی السنن الکبری ۱۸۱/۴. ۶۷ و عبدالرزاق فی المصنف ۴۰۶/۵ برقم (۹۷۴۵)و ابن ابی عاصم فی الاحادوالمثانی ۴۴۸/۳. ۴۴۹ برقم (۱۸۹۸. ۱۸۹۹) والبغوی فی الشرح السنة ۱۰/ ۳۷ ومالک فی الموطا کتاب النذور و الایمان باب جامع البیان)

حدیث نمبر (۱۷)

عن ابی هریره رضی الله تعالی عنه قال بَينَمَا نحنُ فِي الْمَسجِدِ خَرَجَ النَّبِي ﷺ فَقَالَ اِنطَلِقُوا اِلَى يَهُودِ فَخَرَجنَا حَتَّى جِئنَا بَيتَ المِدرَاسِ فقال اَسلِمُوا تَسلِمُو اوَ اعلَمُو اِنَّ الاَرضَ لِلّٰهِ وَ رَسُولِهِ وَاِنِّي اُرِيدُ اَن اُجلِيَكُم مِن هٰذِهِ الاَرضِ فَمَن يجِدُ مِنكُم بِمالِه شَيأً فَلْيَبِعْه' وَاِلَّا فَاعلَمُو اِنَّ الارضَ لِلّٰهِ وَ رَسُولِه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی اکرم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور ہم سے فرمایا یہود کی طرف چلو پس ہم چل پڑے یہاں تک کہ بیت المدراس پہنچے پس آپ نے یہودیوں سے فرمایا اسلام لے آؤ محفوظ ہو جاؤ گے ورنہ اچھی طرح جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور بے شک میں تمہیں اس جگہ سے نکال دینا چاہتا ہوں پس جس کے پاس مال ہے وہ اسے فروخت کر دے ورنہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ بے شک زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے

(اخرجه البخاری فی الصحیح ۴۴۹/۲ برقم(۳۱۲۷. ۶۹۴۴) و مسلم فی الصحیح

باب املاء اليهود من الحجاز برقم (۴۵۹۱) و ابو داود ۳/۱۶۷ برقم (۳۰۰۳) والنسائی فی السنن الکبری ۵/۲۱۰ برقم (۸۶۸۷) والبیهقی فی السنن الکبری ۹/۲۰۸ و احمد فی مسنده ۲/۴۵۱ والهندی فی کنز العمال ۱/۷۷ والطحاوی فی شرح مشکل الآثار ۱۱/۵۷ برقم (۴۲۷۸)

ان تمام احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تمام اشیاء کے لیے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا نام لیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام آنے پر اشیاء حرام نہیں ہوتیں۔

اہل کا معنی محدثین اور فقہاء کی نظر میں۔

نمبر (۱) امام نووی

شرح مسلم میں باب التلبیۃ وصفتہا ووقتہا کی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

قولِہ تعالی وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ ای رُفِعَ الصَّوتِ عِندَ ذِبحِہٖ لِغَیرِ ذِکرُ اللّٰہ.

یعنی اللہ تعالی کے قول وما اھل بہ لغیر اللہ سے مراد ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کے ذکر کے خلاوہ آواز بلند کرنا۔

(مسلم مع نووی ۱/۳۷۶)

نمبر (۲) امام نووی ہی فرماتے ہیں

اِمَّا ذِبحُ لِغَیرِ اللّٰہ فالمُرادُ بِہٖ اَنْ یُذبَحَ باسمِ غیرِ اللّٰہ تعالٰی کَمَنْ ذبحَ لِلصّنمِ والصلیبِ اوِ المُوسی اوِ العِیسی ولا کعبۃ وَ نحو ذالک

بہرحال ذبح لغیر اللہ پس اس سے مراد یہ ہے کہ ذبح کیا جائے غیر اللہ کے نام کے ساتھ جیسے وہ شخص جس نے ذبح کیا بت کے لیے یا صلیب کے لیے یا موسیٰ علیہ

فَكُلُّ هٰذَا حَرَام وَلَا تَحِلُّ هٰذَا الذَّبِيحَة سَوَاءٌ كَانَ الذَّابِحُ مُسلِماً اَوْ نَصرَانِيًا اَوْ يَهُودِيًا نَصَّ عَلَيهِ الشَّافِعِي التَّفَقَ عَلَيهِ اِصحَابُنَا قَصد مَعَ ذَالِكَ تَعظِيمُ المَذبُوحِ لَهُ' غَيرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالعِبَادَةُ لَهُ' كَانَ ذَالِكَ كُفْرًا فَاِن كَانَ الذَّابِحُ مُسلِماً قَبلَ ذَالِكَ صَارَابِذبح مُرْتَدًا وَ ذَكَرَ الشَّيخُ اِبرَاهِيم المَروزِي مِن اَصحَابِنَا اَنْ مَا يُذبَحُ عِندَ اِستَقبَالُ السُّلطَان تَقرُّبًا اِلَيهِ اَفْتٰى اَهلُ بُخَارًا. بِتَحرِيمَةِ لَاَنَّه' مِمَّا اُهِلَّ بِهِ لِغَيرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ الرَّافِعِي هٰذَا اِنَّمَا يُذبَحُونَه' اِستَبشَارًا لِقُدُومِهِ فَهُوَا كَذِبحِ العَقِيقَةِ لِوَلَادَةِ المَولُودِ مِثل هٰذَا لَايُوجِبُ التَّحرِيمَ

وَاللّٰهُ اَعلَمُ.

السلام یا عیسیٰ علیہ السلام اور کعبہ اور اسکی مثل کے لیے ہیں یہ سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی اس پر امام شافعی نے نص قائم کی ہے اور اس پر ہمارے ائمہ کرام نے اتفاق کیا ہے اور اگر اس کے ساتھ قصد عبادت کا کیا تو یہ کفر ہے اگر ذبح کرنے والا اس سے پہلے مسلمان تھا وہ مرتد ہو گیا اور شیخ ابراہیم مروزی نے کہا کہ جو جانور سلطان کی طرف سے قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا اہل بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا اس لیے کہ وہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہے۔ رافعی نے کہا کہ اگر ذبح کرے اسکے آنے کی خوشخبری کے طور پر تو وہ مثل عقیقہ کے بچے کی ولادت کے وقت پس یہ حرام نہیں ہے۔

(مسلم مع نووی ۲/ ۱۴۸-۱۴۹)

نمبر (۳) شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں

وَقَالَ مِنْهُ ، اِبن زَید مَا ذُبِحَ عَلٰی النَّصبِ وَمَا اُهِلَّ بِهِ لِغَیرِ اللّٰه ذُکِرَ اسمُ غَیرِ اللّٰه مِن اَسمَاءِ الاَوثَانِ الَّتِی کَانُو یَعبُدُونَهَا وَکَذَالمَسِیحُ وَکُلِّ اِسمٍ سِوَآء" عَزوَجَلَّ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲۱/۱۴۱ بیروت)

اور ابن زید نے کہا کہ جو نصب پر ذبح کیا جائے دونوں ایک ہی چیز ہیں اور وما اھل بہ لغیر اللہ کا معنی ہے کہ جو اللہ کے نام کے بغیر ان بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے جن کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور ایسے ہی مسیح کا نام یا جو بھی اللہ تعالی کے سوا نام لے کر ذبح کیا جائے حرام ہے۔

نمبر (۴)

وَمَا اُهِلَّ بِهِ لِغَیرِ اللّٰه اَیْ مَا ذُکِرَ اسمُ غَیرِ اللّٰه عِندَ ذِبحِهِ کَانَتْ بِفِعلِهِ عَبَدَةِ الاَوثَانِ.

وہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے (کافر) بتوں کی عبادت کے لیے ایسا کرتے تھے۔

(تاج الجامع ۱/۹۴ بحوالہ گیارھویں شریف

نمبر (۵) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں

اِنَّمَا کُلِّفنَا بِالظَّاهِرَةِ بِالبَاطِنِ فَاِذَا ذُبِحَهُ عَلٰی اِسمِ اللّٰه وَجَبَ اَن یُحِلَّ وَلَا سَبِیلَ لَنَا اِلَی البَاطِنِ.

یعنی ہمیں شرح نے ظاہر پر عمل کرنے کا حکم فرمایا باطن کی تکلیف نہیں دی جب اس نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہو جانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں۔

نمبر(۶) امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

قَالَ الْبَزَّازِیُّ وَمَنْ ظَنَّ اَنَّہٗ لَا یَحِلُّ لِاَنَّہٗ ذُبِحَ لِاِکْرَامِ اِبْنِ اٰدَمَ فَیَکُوْنُ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَدْ خَالَفَ الْقُرْاٰنَ وَالْحَدِیْثَ وَالْعَقْلَ فَاِنَّہٗ لَا رَیْبَ اَنَّ الْقَصَّابَ یَذْبَحُ لِلرِّبْحِ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّہٗ نَجِسٌ "لَا یَذْبَحُ فَیَلْزَمُ لِھٰذَا الْجَاھِلَ اَنْ لَا یَاْکُلَ مَا ذَبَحَہُ الْقَصَّابُ وَمَا ذُبِحَ لِلْوَلَائِمِ وَالْاَعْرَاسِ وَالْعَقِیْقَۃِ.

(ردالمختار علی درالمختار ۵:۲۱۸ کوئٹہ)

امام بزازی نے کہا کہ جو اس مہمان کے ذبیحہ کو یہ گمان کرے گا کہ یہ اس وجہ سے حلال نہیں کہ بنی آدم کے اکرام کے لیے ذبح کیا گیا ہے بس ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو گیا تو یہ گمان کرنے والا قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہے کیونکہ اس میں شک نہیں قصاب نفع حاصل کرنے کیلئے جانور ذبح کرتا ہے پس اس گمان کرنے والے جاہل پر لازم ہے کہ قصاب کے ذبیحہ کو اور ان ذبیحوں کو جو ولیموں اور شادیوں اور عقیقوں کے لیے کیے جاتے ہیں نہ کھائے۔

نمبر(۷) فتاوی عالمگیری

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لِبَیْتِ نَارِھِمْ اَوِ الْکَافِرُ لِاٰلِھَتِھِمْ تُوْکَلُ لانہ سمّی اللہ تعالی کذا فی التاتارخانیہ ناقلا عن جامع الفتاوی.

(فتاوی عالمگیری ۵: ۲۸۶ کراچی)

مسلمان نے آتش پرست کی بکری ان کے آتشکدہ کے لیے یا کسی کافر کی بکری ان کے بتوں کے لیے ذبح کی تو وہ (حلال ہے) کھائی جائے گی کیونکہ مسلمان نے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے ایسا ہی تاتارخانیہ میں جامع الفتاوی سے منقول ہے۔

نمبر(۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذِکرَاسْمُ غَیرِ اللّٰہِ عِندَ ذَبحِہٖ

یعنی اس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام ذکر کیا۔

(مسوی شرح موطا ۲/۱۷۳)

نمبر(۹) امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔

النَّاذِرُ لِغَیرِ اللّٰہِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذرِ التَّقَرُّبُ اِلَی غَیرِ اللّٰہِ وَظَنَّ اَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُورِ کُلِّھَا دُوْنَ اللّٰہ فَنَذْرُہٗ حَرَامٌ بَاطِلٌ وَاِرْتِدَادُہٗ ثَابِتٌ وَاِن قَصَدَ بِالنَّذرِ التَّقَرُّبُ اِلَی اللّٰہِ وَ اِیصَالَ الثَّوَابِ لِلاَولِیَاءِ وَیَعلَمُ اَنَّہٗ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ یَجعَلُ الْاَولِیَاءَ وَ سَائِلُ بَینَہٗ وَ بَینَ اللّٰہِ فِی حُصُولِ مَقَاصِدِہٖ فَلَا حَرَجَ فِیہِ وَ ذَبِیحَۃٌ حَلَالٌ طَیِّبٌ فتاوی ابی الیث.

(بحوالہ گیارھویں شریف)

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب عبادت کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں یہ ہی متصرف ہے نہ کہ اللہ تعالی تو اسکی نذر حرام و باطل ہے اور اسکا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالی کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تا کہ اس کے مقاصد حاصل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسکا ذبیحہ حلال وطیب ہے۔

مخالفین کی نظر میں

نمبر (۱۰) محمد اشفاق الرحمٰن کاندھلوی دیوبندی اسکی شرح میں لکھتے ہیں۔

قَـالَ مَـالِکٌ وَالفُسُوقُ الـذِّبحُ امام مالک نے کہا اور فسوق ذبح للانصاب

لِلاَنـصَـابِ جَـمـعُ نُـصُبٍ بِضَمَّتَینِ جمع نصب پتھر (بت) جن کو گاڑ لیتے تھے

حِجَارَۃ" تُنصَبُ وَ تُعبُدُ اللّٰہ اَعلَمُ. اور پوجتے تھے واللہ اعلم۔

(کشف المغطاعن وجہ الموطا ۲۱۱ کراچی)

نمبر (۱۱) مولوی وحیدالزمان غیر مقلد۔

وَمَا اُھِلَّ بِـهٖ لِغَیـرِ اللّٰہِ مَخصُوص" وما اهل به لغیر الله حیوان کے ساتھ

بِـالـحَیوَانِ ثُمَّ اختَلَفُو ا فَقَالَ البَعضُ مخصوص ہے پھر اس میں اختلاف ہے اور

اَلـمُـرَادُ بِـهٖ مَـا نُودِیَ عَلَیـهِ بِـاسمِ بعض حضرات نے کہا اس سے مراد ذبح

غَیـرِ الـلّٰهِ عِندَا ذِبحِهٖ فَلَوْ ذُکِرَ عَلٰی کے وقت غیر اللہ کا نام اس پر پکارنا ہے پس

حَیـوَانٍ اِسمُ غَیرِ اللّٰهِ کَمَا یُقَالُ بَقرَۃِ اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے

السَّیِّدِ اَحمَدَ الکَبِیرِ اَوْ تِیسُ الشَیخ کہتے ہیں کہ سید احمد کبیر کی گائے یا شیخ

صـدرالـدیـن اَوْ دِیـکُ اَوْ جَالًا شَاۃ صدرالدین کا مینڈھا یا مرغ پھر اللہ کے

ثُمَّ ذُبِحَ عَلٰی اِسمِ اللّٰهِ فَهُوَ حَلَالٌ". نام پر ذبح کیا جائے پس وہ حلال ہے۔

(ہدیۃ المہدی ۳۹ جمعیت اہل سنت لاہور)

نمبر (۱۲) علامہ محمد عبدالحی لکھنوی

اور تفسیر درمنثور میں ہے اور اخرج ابن منذر عن ابن عباس وما اهل

قال ذبه و اخرج ابن ابی حاتم عن مجاهد وما اهل قال ماذبح لغیر الله

انتھی صاحب تفسیر درمنثور) نے ابن منذر کے حوالے سے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ وما اھل فرمایا ذبح اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے مجاہد کا قول نقل کیا کہ وما اھل کہا جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لیے۔ آگے لکھتے ہیں۔

پس بکرا شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اسمیں منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقربا الی غیر اللہ تعالی مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحہ فاتحہ بزرگان کہ جنہیں اراقۃ الدم اللہ تعالی کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جو جانور کہ ہنود چھوڑ دیتے ہیں وہ آیت میں داخل نہیں اور حرمت انکی اس آیت سے ثابت نہیں اسوجہ سے کہ وہاں ذبح نہیں ہوتا بلکہ زندہ رہا کرتا ہے باقی رہی آیت ما جعل اللہ اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ کفار مکہ نے جانوروں میں اپنی رائے سے تحلیل و تحریم کردی تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کرکے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ کسی کو نہیں دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے ہیں اور سائبہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لی جاوے۔ حق جل شانہ نے اس حکم کا اول سے ابطال کردیا اور ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس آیت سے صرف انکے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ و سائبہ ہرگاہ یہ امر ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گنگا پر چڑھائے جاتے ہیں یا بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں کہ انکو پکڑ کر یا نکال کے ذبح کرنا اسوجہ سے حرام ہے کہ وہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہیں اور نہ اسوجہ سے کہ بحیرہ و سائبہ کا ذبح حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہیں ہوتے پس بدون اذن مالک کے ان کا حکم مغصوب و مسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دے دے یا اباحت عامہ کردے تو اسوقت

انکو بسم اللہ کہکے ذبح کرنا اور اسکو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیست شفیعہ رہا کرنے والے سے حکم حرمت کا نہ ہوگا۔ (مجموعہ الفتاوی ۸۹۔۹۰ عمر فاروق اکیڈمی لاہور)

نمبر (۱۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

اگر مالیدہ وشیر بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند مضائقہ نیست جائز است (فتاوی عزیزی ۱/ ۳۹ دارالاشاعت العربیہ کوئٹہ) یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔ اسی صفحہ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں!

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء راہم خوردن ازان جائز است۔

(فتاوی عزیزی ۱/ ۳۹)

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

اور یہی شاہ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمانیدو بر آں فاتحہ و قل درود و خواندن تبرک میشود خوردن بسیار خوب است. یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(فتاوی عزیزی ۱/ ۷۱)

نمبر (۱۴) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔

یکے آنکہ برائے اولیا اللہ باشد کہ حق تعالی احسان بایشان و ایصال ایک جماعت وہ ہے جو اولیاء اللہ کی ہے کہ جنکے ساتھ نیکی کرنا اور انکی (بارگاہ) میں

ثواب با ینها پسندیده میدارد' و ازان جماعة امید مکافات بهتر ازیں متوقع ست که عندالله قرب دارندو مورد عنایت اویند. و دوم برائے عامه مومنین که استغفار برائے ایشان و تصدق برائے ایشان و لباس و طعام دادن برائے ثواب ایشان نیز در جناب الهی پسندیده است چنانچه در باب تصدق عن المیتة حدیثے وارد شده.

ایصال ثواب کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس جماعت اولیاء سے اس سے بہتر بدلے کی امید متوقع ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کے سزاوار ہیں اور انکی عنایات کے وارد ہونے کا محل ہیں اور دوسرا عام مومنوں کے لیے ہے کہ جنکے لیے استغفار کرنا اور انکے لیے صدقہ دینا اور ثواب پہنچانے کے لیے لباس وطعام خیرات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے جیسا باب الصدقہ عن المیت میں ایک حدیث شریف وارد ہوئی ہے۔

(مجموعہ رسائل ۲/ ۴۷ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

نمبر (۱۶) فتاوی دارالعلوم دیوبند۔

الجواب! اگر غرض اس کی یہ ہے کہ اس بکری کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور ثواب اس کا بر روح پر فتوح حضرت پیر صاحب پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور بعد ذبح کرنے کے اللہ کے نام پر کھانا اس کا فقراء کو درست ہے اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر کے نام پر بطور تقرب ذبح کرنا ہے تو جائز نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۲/ ۱۳۰ ادارالاشاعت کراچی)

نمبر(۱۶)　　مولوی خرم علی بلہوری۔

شریعت کے مطابق فاتحہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھانا پکوا کر محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور یوں کہا جائے الٰہی یہ کھانا تیری نذر ہے اپنے کرم سے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر علیہ السلام کی روح کو یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو یا شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو پہنچا۔ کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کو پڑھنے پر موقوف نہیں ہے کھانے کا ثواب علیحدہ اور پڑھنے کا ثواب علیحدہ۔ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ونصیحۃ المسلمین ۲۷۳ کارخانہ تجارت کتب کراچی)

بحمدہ تعالیٰ ہم نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال وافعال امت سے حقیقت ایصال ثواب کو واضح کرنے کی کوشش کی جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوتا ہے تو اس کے پسماندگان اس کے لیے اگر دعائے مغفرت کرتے ہیں تو اس کو نفع حاصل ہوتا ہے اور اگر صدقہ و خیرات اس کی طرف سے کرتے ہیں تو وہ بھی اس کے لیے باعث نفع ہوتا ہے اور اسی طرح حج۔ قربانی۔ تلاوت قرآن مجید اس کی طرف ہدیہ کرتے ہیں تو بھی وہ ان سے نفع حاصل کرتا ہے۔

اسی طرح ایصال ثواب کا کئی طرح سے جائز ہونا' مستحسن ہونا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہونا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہونا اور اسلاف کا طریقہ مبارکہ ہونا ثابت ہے اور جب یہ کام اصلاً ثابت ہے تو اگر کوئی تیسرے دن دسویں دن یا چالیسویں دن کرے تو بھی جائز ہے کیونکہ شرعاً کوئی پابندی نہیں۔

لہذا جن لوگوں کی قسمت میں دعا' صدقہ وخیرات' حج' قربانی' تلاوت قرآن

مجید کا ثواب لکھا ہوتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس طرح عطا فرماتا ہے کہ اس کے پسماندگان اس کی طرف سے اعمال حسنہ کر کے اسے ہدیہ کرتے ہیں اور جن لوگوں کو رب تعالیٰ ثواب سے محروم رکھنا چاہتے ہیں ان کے پسماندگان کے دلوں میں یہ بات پختہ طور پر ڈال دی جاتی ہے کہ یہ سب کام ناجائز ہیں پس جو کسی کی قسمت میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ لہٰذا میں برادران اسلام کی خدمت میں مودبانہ گذارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی دعا نہ کرے صدقہ و خیرات نہ کرے قرآن خوانی کی محافل' قل دسواں چالیسواں وغیرہ (جو قرآن کی تلاوت اور دعائے مغفرت اور میت کے لئے کچھ صدقہ و خیرات کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہیں) نہ کرے تو اس سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی کو بخشوانے یا اس کے درجات کی بلندی آپکے ذمہ نہیں اور یہی گذارش ان حضرات سے ہے کہ وہ بھی ان اعمال حسنہ کرنے والوں کو حرام کا مرتکب' بدعتی یا مشرک کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

اہل اسلام کا کام لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے بھگانا نہیں اگر موجودہ دور میں کسی کے طریقہ اور عمل میں غیر شرع کام ہو تو اس کو ناجائز قرار دینا چاہیے نہ کہ کسی اچھے عمل کو رد کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اس حقیری کاوش کو میرے اور میرے والدین' اساتذہ اور معاونین کے لیے ذریعہ نجات اور کفارہ سیئات بنائے آمین ثم آمین۔

بحرمة النبی الامین المکین علیه افضل الصلوة و اکمل
التسلیم آمین یا رب العالمین.

خادم مناظر اسلام وخاکپائے گلستان چشتیہ بالخصوص آستانہ عالیہ بھیرہ ضلع
سرگودھا۔

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی غفرلہ۔
بروز جمعرات ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ بوقت ۱۵-۴ بجے۔

....

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف ومرتبہ	سن وفات	مطبوعہ
۱۔	قرآن مجید	منجانب اللہ		
۲۔	مفردات القرآن	علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی	۵۰۲	مکتبۃ المرتضویہ
۳۔	لسان العرب	علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی	۷۱۱	بیروت
۴۔	المنجد	سعد حسن خان، عبدالصمد، سید حسن نور احمد وغیرہ		کراچی
۵۔	تنویر المقباس	عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۶۸	ایران
۶۔	معانی القرآن	امام ابوزکریا یحییٰ بن زیاد فراء	۲۰۷	تہران
۷۔	جامع البیان	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری	۳۱۱	مکۃ المکرمہ
۸۔	تفسیر القرآن العظیم	امام عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم	۳۲۷	مکۃ المکرمہ
۹۔	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی الرازی جصاص	۳۷۰	بیروت
۱۰۔	التبیان فی تفسیر القرآن	شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی	۳۸۵	بیروت
۱۱۔	معالم التنزیل	امام ابی محمد الحسین بن مسعود بغوی	۵۱۶	ملتان
۱۲۔	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی	۶۰۶	بیروت
۱۳۔	الجامع لاحکام القرآن	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی	۶۶۸	تہران
۱۴	انوار التنزیل	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی	۶۸۵	مصر
۱۵۔	مدارک التنزیل	علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمد نسفی	۷۱۰	لاہور
۱۶۔	لباب التاویل	امام علی بن محمد خازن شافعی	۷۲۵	لاہور

۱۷	البحر المحیط	ابوالحیان عبداللہ محمد بن یوسف اندلسی	۷۵۴	بیروت
۱۸	تفسیر القرآن لابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر	۷۷۴	لاہور
۱۹	درالمنثور	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱	ایران
۲۰	جلالین	امام سیوطی ومحلی		کراچی
۲۱	ابوسعود	علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عمادی	۹۸۲	بیروت
۲۲	تفسیرات الاحمدیہ	علامہ احمد جیون جونپوری	۱۱۳۰	پشاور
۲۳	روح البیان	علامہ اسماعیل حقی	۱۱۳۷	کوئٹہ
۲۴	مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵	کوئٹہ
۲۵	تفسیر عزیزی مترجم	شاہ عبدالعزیز دہلوی	۱۲۳۹	کراچی
۲۶	روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی	۱۲۷۰	بیروت
۲۷	فتح البیان	نواب صدیق حسن بھوپالوی	۱۳۰۷	حیدرآباد
۲۸	تفسیر کمالین	علامہ سلام اللہ دہلوی		کراچی
۲۹	جامع البیان	شیخ سید معین الدین		کراچی
۳۰	تفسیر مراغی	احمد مصطفیٰ المراغی		بیروت
۳۱	صفوۃ التفاسیر	محمد علی الصابونی		بیروت
۳۲	روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن	محمد علی الصابونی		مکۃ المکرمہ
۳۳	تفسیر حسینی	علامہ معین الدین واعظ کاشفی		لاہور
۳۴	موضح القرآن	شاہ عبدالقادر دہلوی		لاہور
۳۵	مواہب الرحمٰن	سید امیر علی		لاہور
۳۶	تفسیر رؤفی	علامہ محمد رؤف		بمبئی
۳۷	ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری	۱۴۱۸	لاہور

۳۸	درس قرآن	درس قرآن بورڈ		لاہور
۳۹	فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶	لاہور
۴۰	موطا امام مالک	امام مالک بن انس	۱۷۹	لاہور
۴۱	موطا امام محمد	امام ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی	۱۸۹	کراچی
۴۲	کتاب الآثار	امام ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی	۱۸۹	کراچی
۴۳	مسند طیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی	۲۰۴	گوجرانوالہ
۴۴	مصنف عبدالرزاق	امام ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام	۲۱۱	بیروت
۴۵	مسند حمیدی	امام ابی بکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی	۲۱۹	مدینۃ المنورہ
۴۶	سنن سعید بن منصور	امام سعید بن منصور بن شعبہ	۲۲۷	بیروت
۴۷	طبقات الکبریٰ	امام عبداللہ محمد بن سعد	۲۳۰	بیروت
۴۸	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ	۲۳۵	کراچی
۴۹	مسند ابن جعد	امام ابی الحسن علی بن الجعد بن عبید	۲۳۰	بیروت
۵۰	مسند اسحاق بن راھویۃ	امام اسحاق بن ابراہیم بن مخلد	۲۳۸	مدینۃ المنورہ
۵۱	مسند احمد	امام احمد بن حنبل	۲۴۱	بیروت
۵۲	کتاب الزھد	امام احمد بن حنبل	۲۴۱	بیروت
۵۳	منتخب لعبد بن حمید	حافظ عبد بن حمید	۲۴۹	کویت
۵۴	سنن دارمی	امام ابو عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی	۲۵۵	ملتان
۵۵	صحیح بخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶	دو نسخے
۵۶	الادب المفرد	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶	بیروت
۵۷	تاریخ الکبیر	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری		بیروت
۵۸	صحیح مسلم	امام ابی الحسین مسلم بن الحجاج قشیری	۲۶۱	دو نسخے
۵۹	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۷۳	دو نسخے

۶۰	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی	۲۷۵	دو نسخے
۶۱	جامع ترمذی	امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی	۲۷۹	دو نسخے
۶۲	کتاب العیال	امام ابن ابی الدنیاء	۲۸۱	قاہرہ
۶۳	سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی	۲۸۵	ملتان
۶۴	المؤتلف والمختلف	امام علی بن عمر دار قطنی	۲۸۵	بیروت
۶۵	کتاب السنۃ	امام ابی بکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک	۲۸۷	بیروت
۶۶	الاحاد والمثانی	امام ابی بکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک	۲۸۷	بیروت
۶۷	مسند البزار	امام احمد عمرو بن عبد الخالق بزار	۲۹۲	بیروت
۶۸	قیام اللیل	امام ابی عبد اللہ محمد بن نصر المروزی	۲۹۴	سانگلہ ہل
۶۹	سنن نسائی مجتبیٰ	امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	۳۰۳	دو نسخے
۷۰	سنن الکبری	" " " " "		بیروت
۷۱	عمل الیوم واللیلۃ	" " " " "		بیروت
۷۲	مسند ابویعلی	امام احمد بن علی بن المثنی التمیمی	۳۰۸	بیروت
۷۳	الکنی والاسماء	امام محمد بن احمد بن حماد الدولابی	۳۱۰	سانگلہ ہل
۷۴	صحیح ابن خزیمہ	امام ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ	۳۱۱	بیروت
۷۵	الامر بالمعروف والنھی عن المنکر	امام ابی بکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال	۳۱۱	بیروت
۷۶	مسند ابوعوانہ	امام ابی عوانہ یعقوب بن اسحاق	۳۱۶	بیروت
۷۷	الاوسط	امام ابی بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر	۳۱۸	ریاض
۷۸	شرح مشکل الآثار	امام ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱	بیروت

۷۹	المعجم	امام ابی سعید احمد بن محمد بن زیاد بن الاعرابی	۳۴۱	ریاض
۸۰	الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی	۳۵۴	سانگلہ ہل
۸۱	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	۳۶۰	بیروت
۸۲	المعجم الاوسط	" "		قاہرہ
۸۳	المعجم الصغیر	" "		بیروت
۸۴	کتاب الدعاء	" "		بیروت
۸۵	عمل الیوم واللیلہ	امام ابی بکر احمد بن اسحاق دینوری المعروف بابن السنی	۳۶۴	کراچی
۸۶	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام عبداللہ بن عدی الجرجانی	۳۶۵	سانگلہ ہل
۸۷	وصایا العلماء عند حضور الموت	حافظ ابی سلیمان محمد بن عبداللہ بن احمد	۳۷۹	بیروت
۸۸	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن الحسن مالکی	۳۸۶	مصر
۸۹	مستدرک	امام ابی عبداللہ الحاکم نیشاپوری	۴۰۵	بیروت
۹۰	المنہاج فی شعب الایمان	ابی عبداللہ الحسین بن الحسن الحلیمی	۴۰۳	بیروت
۹۱	حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ	۴۳۰	بیروت
۹۲	دلائل النبوۃ	امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ	۴۳۰	بیروت
۹۳	کتاب الامامۃ	" "		مدینۃ المنورہ
۹۴	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی	۴۵۸	بیروت
۹۵	سنن الکبری	" "		ملتان
۹۶	سنن الصغیر	" "		کراچی

۹۷	معرفۃ السنن والآثار	،، ،،	،، ،،	بیروت
۹۸	کتاب الاعتقاد	،، ،،	،، ،،	بیروت
۹۹	اثبات عذاب القبر	،، ،،	،، ،،	عمان
۱۰۰	دلائل النبوۃ	،، ،،	،، ،،	لاہور
۱۰۱	الفقیہ المتفقہ	امام ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی	۴۶۲	ریاض
۱۰۲	تمہید	امام ابو عمر یوسف بن عبد البر	۴۶۳	سانگلہ ہل
۱۰۳	جامع البیان العلم وفضلہ	،، ،،	،،	بیروت
۱۰۴	فردوس الاخبار	امام شیرویہ بن شہر داردیلمی	۵۰۹	سانگلہ ہل
۱۰۵	شرح السنۃ	امام ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی	۵۱۶	بیروت
۱۰۶	ترغیب والترہیب	امام ابی القاسم اسماعیل بن محمد بن فضل اصبہانی	۵۳۵	قاہرہ
۱۰۷	تہذیب التاریخ الدمشق	امام ابی القاسم علی بن الحسین ابن عساکر	۵۷۱	بیروت
۱۰۸	الاحکام الوسطی	ابی محمد عبد الحق بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ الشبیلی	۵۸۲	ریاض
۱۰۹	کتاب العاقبۃ	،، ،،	،، ،،	مکۃ المکرمہ
۱۱۰	الہدایہ	ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی	۵۹۳	لاہور
۱۱۱	مرشد الزوار الی قبور الابرار	موفق الدین بن عثمان	۶۱۵	قاہرہ
۱۱۲	المغنی	عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی	۶۲۰	بیروت
۱۱۳	کتاب الاحکام	حافظ ابن القطان الفاسی	۶۲۸	ریاض

۱۱۴	التذکرۃ فی احوال الموتی	شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی	۶۷۱	بیروت
۱۱۵	کتاب الاذکار	محی الدین ابی زکریا یحیی بن شرف نووی	۶۷۶	مصر
۱۱۶	شرح مسلم	- - - - -		کراچی
۱۱۷	فتاوی	- - - - -		لاہور
۱۱۸	فتاوی ومسائل ابن الصلاح	تقی الدین ابوعمرو عثمان ابن المفتی صلاح الدین	۶۸۰	مکۃ المکرمہ
۱۱۹	فتاوی ابن تیمیہ	علامہ تقی الدین ابن تیمیہ	۷۲۸	سعودیہ
۱۲۰	مشکوۃ المصابیح	علامہ ابوعبداللہ ولی الدین تبریزی	۷۴۰	کراچی
۱۲۱	کتاب الروح	علامہ شمس الدین ابن قیم	۷۵۱	بیروت
۱۲۲	زادالمعاد	- - - - -		بیروت
۱۲۳	رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ	علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی	۷۸۱	ملتان
۱۲۴	احوال القبور واحوال اھلھا الی النشور	علامہ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن ابن رجب حنبلی	۷۹۵	بیروت
۱۲۵	مجمع الزوائد	علامہ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی	۸۰۷	بیروت
۱۲۶	کشف الاستار عن زوائد البزار	- - - - -		بیروت
۱۲۷	الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ	حافظ ابن حجر عسقلانی	۸۵۲	حیدر آباد دکن
۱۲۸	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی	۸۵۵	بیروت
۱۲۹	مقاصد الحسنہ	حافظ محمد عبدالرحمٰن سخاوی	۹۰۴	بیروت
۱۳۰	جامع الصغیر	حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱	لائل پور

Marfat.com

۱۳۱	شرح الصدور	"	"	مدینۃ المنورہ
۱۳۲	تدریب الراوی	"	"	لاہور
۱۳۳	تعقبات علی الموضوعات	"	"	"
۱۳۴	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی	۹۷۵	بیروت
۱۳۵	الحانۃ فی الرلمۃ عن الخزلۃ	علامہ محمد جعفر البوبکائی	من علماء ۱۰۰۰	کراچی
۱۳۶	مرقات	علامہ علی بن سلطان محمد القاری	۱۰۱۴	ملتان
۱۳۷	فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ	"	"	بیروت
۱۳۸	الموضوعات الکبری	"	"	سانگلہ ہل
۱۳۹	نسیم الریاض	علامہ شہاب الدین خفاجی	۱۰۶۹	بیروت
۱۴۰	کشف الخفاء	علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی	۱۱۶۳	بیروت
۱۴۱	انتباہ فی سلاسل اولیاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶	لائل پور
۱۴۲	مسوی شرح موطا	"	"	کراچی
۱۴۳	فتاوی عالم گیری	ملا نظام الدین	۱۱۶۱	کراچی
۱۴۴	سبل السلام شرح بلوغ المرام	محمد بن اسماعیل امیر	۱۱۸۲	سانگلہ ہل
۱۴۵	حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح	علامہ احمد بن محمد طحاوی	۱۲۳۱	"
۱۴۶	البدر الطالع	۔ مہ مد بن لی شوکانی	۱۲۵۰	بیروت
۱۴۷	نیل الاوطار	"	"	بیروت
۱۴۸	اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	۱۲۵۲	لکھنو
۱۴۹	صراط مستقیم (اردو)	شیخ اسماعیل دہلوی	۱۲۴۶	لاہور

۱۵۰	ردالمحتار علی درالمختار	علامہ ابن عابدین شامی	۱۲۵۲	کوئٹہ
۱۵۱	فتاوی عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹	کوئٹہ
۱۵۲	تذکرۃ الموتی والقبور	علامہ ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵	دہلی
۱۵۳	فتاوی عبدالحی (اردو)	علامہ عبدالحی لکھنوی	۱۳۰۴	کراچی
۱۵۴	مجموعۃ الفتاوی			لاہور
۱۵۵	شمائم امدادیہ	حاجی امداداللہ مہاجرمکی	۱۳۱۷	ملتان
۱۵۶	فیصلہ ہفت مسئلہ			لاہور
۱۵۷	فتاوی رشیدیہ	شیخ رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳	کراچی
۱۵۸	کتاب التعویزات	نواب صدیق حسن بھوپالوی	۱۳۰۷	لاہور
۱۵۹	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰	لاہور
۱۶۰	فتح الرحمانی فی فتاوی سید ثابت ابی المعانی	مرتبہ علامہ لحامد مرزا القرعانی	۱۳۴۶	مدینۃ المنورہ
۱۶۱	ہدیۃ المھدی	شیخ وحیدالزمان	۱۳۳۸	لاہور
۱۶۲	فتاوی اشرفیہ	شیخ اشرف علی تھانوی	۱۳۶۲	کراچی
۱۶۳	جاءالحق	مفتی احمد یار خان نعیمی	۱۳۹۱	گجرات
۱۶۴	فتاوی نزیریہ	محمد نزیر حسین		
۱۶۵	فتاوی ثنائیہ	ثناء اللہ امرتسری		لاہور
۱۶۶	فتاوی دارالعلوم دیوبند	مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی		کراچی
۱۶۷	فتاوی برکاتیہ	ابوالبرکات احمد		گوجرانوالہ
۱۶۸	فتاوی ستاریہ	عبدالستار مفتی		کراچی
۱۶۹	فتاوی علمائے حدیث	ابوالحسنات علی محمد سعیدی		خانیوال
۱۷۰	کمالات عزیزی	مرتبہ ظہیرالدین		لاہور
۱۷۱	خزینۃ الاسرار الکبری	سید محمد حقی النازلی		مصر

۱۷۲	نصیحۃ المسلمین علی تقویۃ الایمان	خرم بلہوری	کراچی
۱۷۳	کشف المغاطن وجہ الموطا	اشفاق الرحمٰن کاندھلوی	کراچی
۱۷۴	مجموعہ الرسائل	شاہ رفیع الدین	گوجرانوالہ
۱۷۵	فقہ محمدیہ کلاں	محمد ابوالحسن	لاہور
۱۷۶	حاشیہ سندھی	علامہ سندھی	کراچی
۱۷۷	القول المنصور فی قراۃ القبور	استاد محترم علامہ محمد عباس رضوی	
۱۷۸	گیارھویں شریف	علامہ صائم چشتی	

طہارت و نماز کے مسائل پر ایک منفرد اور مدلل کتاب

القول الجلی فی الصلوۃ النبی

(زیر ترتیب)

از قلم

خادم مناظر اسلام: قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

ہماری چند خوبصورت کتابیں

















